₹ 100/-

Jan 2019



صوفی اقدار و روایات کا بے باک نقیب

ماہنامہ

غوث العالم دہلی

ربیع الآخر جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ مطابق جنوری ۲۰۱۹ء

مدار پاک نمبر

زندہ شاہ مدار اور حبس نفس

آفتاب حلب کی پرنور شعائیں

ہندوستان کا پہلا صوفی اور پہلا سلسلہ طریقت

نیپال میں سلسلہ مداریہ کا فیضان

قطب المدار کی عظمت و شان

مدار پاک اور تبلیغ دین متین



چیف ایڈیٹر

سید محمد اشرف کچھوچھوی

ایڈیٹر

ڈاکٹر مبین اشرف نعیمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تارک السلطنت حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ
عالم ربانی حضرت سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمۃ

بفیض روحانی

اعلیٰ حضرت سید علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمۃ
شیخ المشائخ سید مختار اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمۃ

بیادگار شیخ اعظم حضرت سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ

صوفی اقدار و روایات کا بے باک نقیب

ماہنامہ

غوث العالم دہلی

قیمت خصوصی شمارہ ₹ 100/-

ربیع الآخر جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ مطابق جنوری ۲۰۱۹ء

مدار پاک نمبر

JANUARY 2019

قیمت فی شمارہ	₹ 30/-
سالانہ	₹ 300/-
اعزازی	₹ 1000/-
تاحیات	₹ 15000/-
بیرون ممالک	$ 2.50/-

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں:
9719073786

GHAUSUL ALAM
MONTHLY (URDU)
H. No.: 20, 2nd Floor, Lane-1, Johri Farm,
Jamia Nagar, New Delhi-25, Mob.: 91-9457039194,
Web.: ghausulalam.org, E-mail: ghausulalamdelhi@gmail.com

مراسلت و ترسیل زر کا پتہ
ماہنامہ غوث العالم دہلی
ہیڈ آفس: ۲۰، دوسری منزل، گلی نمبر ا، جوہری فارم، جامعہ نگر، دہلی ۲۵
ڈرافٹ پر صرف GHAUSUL ALAM لکھیں

چیف ایڈیٹر سید محمد اشرف کچھوچھوی، نے اعلیٰ پریس، دہلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ غوث العالم جوہری فارم جامعہ نگر دہلی سے شائع کیا۔

ماہنامہ سے متعلق ہر طرح کی قانونی کاروائی صرف دہلی میں ہوگی۔
مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں

گول دائرے میں سرخ نشان آپ کی ممبری فیس ختم ہونے کی علامت ہے۔

اس شمارے میں

مدار پاک نمبر

ہمارے فیض رساں بزرگان دین

- حاجی الحرمین حضرت سید عبدالرزاق نورالعین اشرفی قادری، قدس سرہ العزیز، کچھوچھہ مقدسہ، ضلع امبیڈکر نگر، یوپی
- حضرت سید شاہ حسن اشرف (خلف اکبر حضرت سرکار کلاں) سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ، کچھوچھہ مقدسہ، ضلع امبیڈکر نگر، یوپی
- حضرت سید شاہ اشرف حسین سرکار ثانی، سجادہ نشیں آستانہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ، ضلع امبیڈکر نگر، یوپی
- حضرت سید شاہ فرید اشرفی الجیلانی، سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ، بارہ بنکی، اتر پردیش
- حضرت سید شاہ حاجی احمد، اشرفی الجیلانی، سجادہ نشیں خانقاہ اشرفیہ، جائس شریف، اتر پردیش
- اشرف الصوفیہ حضرت سید شاہ اشرف حسین، اشرفی الجیلانی، سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ، ضلع امبیڈکر نگر، یوپی
- شیخ المشائخ حضرت سید شاہ محمد مختار اشرف، اشرفی الجیلانی سرکار کلاں، سجادہ نشین خانقاہ عالیہ، چشتیہ، اشرفیہ، کچھوچھہ مقدسہ، یوپی
- سلطان الواعظین، عالم ربانی، حضرت سید شاہ احمد اشرف، اشرفی الجیلانی، ولی عہد و سجادہ نشین، آستانہ عالیہ اشرفیہ، کچھوچھہ مقدسہ
- قطب المشائخ حضرت سید شاہ قطب الدین اشرفی الجیلانی قدس سرہ العزیز، کچھوچھہ مقدسہ، ضلع امبیڈکر نگر، یوپی
- مجاہد دوراں، حضرت علامہ سید شاہ محمد مظفر حسین اشرفی الجیلانی سابق ممبر پارلیامنٹ، کچھوچھہ مقدسہ، ضلع امبیڈکر نگر، یوپی
- اشرف الاولیا، حضرت علامہ سید شاہ مجتبیٰ اشرف، اشرفی الجیلانی، بانی مخدوم اشرف مشن، کچھوچھہ مقدسہ، ضلع امبیڈکر نگر، یوپی
- محدث اعظم ہند، حضرت علامہ سید شاہ محمد اشرفی الجیلانی خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ، ضلع امبیڈکر نگر، یوپی

> فیضان مخدوم پاک کی منہ بولتی تصویر اور صوفی اقدار و روایات کے بے باک نقیب **''ماہنامہ غوث العالم''** کے کاروان علم و ادب کے وہ درخشاں ماہ و نجوم جن کی تنویر افشانی نے ماضی میں بھی رسالے کو تقویت بخشی تھی اور ان شاءاللہ تعالیٰ مستقبل میں بھی ان کی دعائیں اور نیک تمنائیں رسالے کے لیے مشعل راہ ہوں گی۔ (ادارہ)

- خطیب الاسلام، حضرت علامہ پیر سید شاہ کمیل اشرف اشرفی الجیلانی، سجادہ نشین خانقاہ مخدوم ثانی، کچھوچھہ مقدسہ، ضلع امبیڈکر نگر، یوپی
- پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ کلیم اشرف اشرفی الجیلانی، سجداہ نشین خانقاہ اشرفیہ احمدیہ، جائس شریف، اتر پردیش
- حضرت علامہ سید شاہ رکن الدین اصدق سجادہ نشین خانقاہ آستانہ چشتی، چمن پیر بیگہ شریف، ضلع نالندہ، بہار
- تاج الاولیا، حضرت علامہ سید شاہ جلال الدین اشرف، اشرفی الجیلانی، صدر مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، بنگال
- خطیب دکن حضرت علامہ سید شاہ الحاج کاظم پاشا قادری، موسوی، سجادہ نشین خانقاہ قادریہ موسویہ، آندھرا پردیش
- نبیرہ قطب دکن پیر سید شاہ محی الدین تنویر ہاشم، صدر الہاشمی ٹرسٹ، بیجاپور، کرناٹک
- محقق عصر حضرت علامہ سید شاہ محمد شمیم الدین احمد منعمی سجادہ نشین خانقاہ منعمیہ اور صدر شعبہ عربی اورینٹل کالج، پٹنہ سٹی، بہار
- اشرف العلما، حضرت علامہ سید شاہ حامد اشرف اشرفی الجیلانی، بانی دار العلوم محمدیہ، محمد علی روڈ، ممبئی، مہاراشٹرا
- صاحب سیف و قلم حضرت علامہ وارث جمال صاحب قبلہ حبیبی صدر آل انڈیا تبلیغ سیرت، ممبر ممبئی، مہاراشٹرا

اداریـــــہ

تصوف اورصوفی

سید محمد اشرف کچھوچھوی

انسان اللہ کی خلافت و نیابت کا مستحق ہے اس لئے اسکا وجود نہایت پاک ومنزہ اورعلوم الہیہ اور معارف رحمانیہ کا متحمل ومستعد ہونا چاہئے تصوف ایک ایسا طریقہ ہے جس پر چل کر انسان خواہشات نفسانیہ سے معری ومبری ہوکر ان اخلاق حسنہ اور اوصاف حسنی کو پاسکتا ہے جوعین منشائے خالق عالم کے مطابق ہواس طریقہ حیات اور منہاج فطرت سے انسانی وجودکو پاکیزگی اورقلوب واذہان کوطہارت میسر ہوتی ہے شریعت مطہرہ کے مقصود اصلی اور مطلوب حقیقی کے حصول کا نام سلوک وتصوف ہے جسکے حصول کے بغیر کسی بھی انسان کو مرتبہ احسان کا عرفان نہیں ہوتا یہ ایک خالص وصالح اوراخلاقی وروحانی نظام وصول الی اللہ ہے جس کے تمام جزئیات وکلیات شرعی اصولوں سے کلیتا ہم آہنگ ہیں یعنی اسکے اصول وفروع سب کے سب قوانین شریعت سے بالکل یگانگت وموانست رکھتے ہیں ہر متصوف قرآنی فرامین وپیغامات نبوی اور ارشادات مصطفوی یعنی ماقال اللہ وقال الرسول کا ایک ایک گوشہ اپنی نگاہ میں رکھتے ہوئے اپنے دل میں اتار کر اپنے ارکان جسم وروح کو انکا عرفان سکھلاتا ہے اور پھر اسکے شب وروز حضوری لم یزل کی لذتوں سے متلذذ ہوتے ہیں اوروہ متصوف

قدافلح من زکھا وقد خاب من دسھا کا مطلب ومفہوم اپنے کردار سے اہل زمن کے سامنے پیش کرتا ہے انک لعلی خلق عظیم کی تفسیر وتوضیح اپنی عملی زندگی سے کرکے لوگوں میں سلوک واحسان کی سوغات تقسیم کرتا ہے یاایھاالناس انتم الفقرآء الی اللہ واللہ ھوالغنی الحمید کا حقیقی مفہوم بتاتا ہے یاایھاالذین امنوا اتقوااللہ ولتنظر نفس ماقدمت لغد واتقوااللہ ان اللہ خبیر بما تعملون کا پیغام لسانی،قبائلی اورجغرافیائی تقسیم وتفریق کے بغیر زمانے کے ہر چھوٹے بڑے انسان تک پہونچانے کی سعی بلیغ کرتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین کے معنی ومفہوم کی گہرائی سے اہل عصر کو آگاہ کرنے کی کوشش کرتا ہے گوکہ ایک صوفی کو یہ شرف عظیم حاصل ہوتا ہے کہ وہ چشمہ عشق الہیہ اور دریائے فیضان محمدی سے کامل فیض حاصل کرلیتا ہے آیات محکمات وبینات اورمتشابہات کے مابین فرق ہرلحہ اسکے پیش نظر ہوتا ہے ایک صوفی ختمی مرتبت علیہ السلام کی قبل بعثت اور بعد بعثت کی حیات مطہرہ قبل ہجرت اور بعد ہجرت کی حیات طیبہ کے تمام نشیب وفراز کونظر میں رکھتا ہے اوراسی کے مطابق حسب ضرورت عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی کوحبل اللہ کے پاکیزہ دھاگے میں پرونے اور اسوۃ الرسول کے حسیں سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کو کسی محدود دائرے میں نہ دیکھتے ہوئے بڑی وسعت وپھیلاؤ میں دیکھتا ہے اور والذین امنوا اشد حبا للہ کی چادر اوڑھ کر باری تعالی کی محبت شدید کے مزے لیتا رہتا ہے یہی سب وجوہات ہیں جنکی بنیاد پر صوفیائے کرام تزکیہ واحسان، توبہ واستغفار، صبر وشکر، تحمل وتوکل، استقامت واخلاق حسنہ فکر وتفکر تقوی وخشیت ربانی مجاہدہ وحب الہی ذکر ودعاء رغبت ورجوع الی اللہ رضا وبیم رجاء فقر جیسی انمول نعمتوں سے فیضیاب اورفیض بخش بنادئے جاتے ہیں آج ہمارے دور کے کچھ اصحاب جبہ ودستار کو تصوف وصوفی ،شریعت کے باغی اور دشمن معلوم ہورہے ہیں بایں سبب وہ حضرات طریقت یعنی تصوف کوشریعت کے مخالف ایک نئے اورالگ مکتبہ فکر کی

حیثیت سے دیکھ رہے ہیں اور زمانے کے صوفیاء شریعت کو بدنام کرنے کی سعی نامحمود کر رہے ہیں جبکہ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ کتاب اللہ سے مضبوط وابستگی سنت کی پیروی ،اکل حلال ،معصیتوں سے دوری ایذا رسانیوں سے اجتناب توبہ واستغفار اور حقوق کی ادائیگی ہی تصوف وصوفی کی اصل پہچان اور اس کا مسلک ومشرب ہیں جیسا کہ امام ابو القاسم عبدالکریم ابن ھوازن القشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص ہر وقت اپنے اقوال وافعال واحوال کو کتاب وسنت پر نہیں تولتا اور جو شخص اپنے واردات قلبی میں شک کر کے اسے نہیں پرکھتا اس کو مردان حق کے گروہ میں شمار نہ کرو (رسالہ قشیریہ ص 126) اسی طرح حضور سید الطائفہ ابوالقاسم حضرت سیدنا جنید بن محمد رحمۃ اللہ علیہ متوفی 297ھ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص نے قرآن وحدیث کے احکام نہیں سمجھے اور انکا علم حاصل نہیں کیا تصوف میں اس کی اقتدا نہیں کیجا سکتی کیونکہ علم تصوف کتاب وسنت سے مقید ہے اور اجماع وقیاس کا مرجع یہی دونوں ہیں (شرح رسالہ قشیریہ ج ا۔ص 143) الحمدللہ امت خیر کے اندر آغاز اسلام سے لیکر آج تک تصوف اور صوفی بکمال وتمام اپنے فیوض برکات سے اہل دنیا کو مستفیض ومستفید کرتے رہے ہیں اور ان شاء اللہ المولی تعالی یہ سلسلہ فیض رسانی قیامت تک اسی طرح جاری وساری رہے گا۔

آج کا یہ پرفتن جدت پسند مادیت پرست دور جس میں ہر چہار جانب قتل غارت گری معاصی وجرائم ،عصبیت وتنگ نظری کردار کشی وبد عہدی اور فسق وفجور کا بازار گرم ہے ہر سوسائٹی میں امن دشمن عناصر پنپ رہے ہیں ملت اسلامیہ کے صدر نیشنوں نے اسلام کے مقصد جہانبانی کو فراموش کر دیا ہے دعوت الی اللہ اور امر بالمعروف ونھی عن المنکر کا نظام ختم ہوتا جا رہا ہے حب جاہ وحشم اور حرص ہوائے زراندوزی اور شوکت طلبی ہر طبقے میں عام ہو چکی ہے ایسے وقت اور حالات میں تعلیمات تصوف کو عام وتام کرنے کی اشد ضرورت ہے اور اسکا آسان اور انتہائی سہل طریقہ یہی ہے کہ صوفیائے اہل صفا بزرگان اولیائے کاملین کی سیرت وسوانح کو عام کیا جائے انکے انداز وادا اور خدمات دینیہ نیز خلق پروری اور مخلوق دوستی کی دبی چھپی داستانوں کو نسل انسانی کے سامنے لا کر رکھدیا جائے انکے اخلاص وللّٰہیت ایثار وکردار سے نسل جدید کو واقف وآگاہ کرادیا جائے تاکہ نسلیں اپنے اکابرین سے وہ سب کچھ سیکھ لیں جنکی ضرورت آج پوری دنیائے انسانیت کو ہے بفضل الہی ماہنامہ غوث العالم جس عالمی تحریک کا ایک حصہ ہے اسکے اساسی دستور ومنشور کے اندر صوفی اقدار کا بے باک نقیب بحرف جلی لکھا ہوا ہے اسی لئے آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ تصوف کا احیاء کر رہا ہے اور ہر روز جماعت کے اندر صوفیائے اسلام کی ایمانی واسلامی اور دعوتی حرارت ڈالنے کی تدابیر بھی اختیار کر رہا ہے واللّٰہ الموفق والھادی وھو المستعان و علیہ التکلان آج علماء ومشائخ بورڈ اور اسکے جملہ متعلقین کو بے حد خوشی حاصل ہو رہی ہے کہ ہم ہندوستان کے ایک ایسے صوفی ولی کامل کی حیات وخدمات پر مشتمل ایک گرانقدر نمبر شائع کر رہے ہیں۔

ہندوستان کا صوفی اور داعی اسلام ہے ہماری مراد قطب الاقطاب فرد الافراد ملک العارفین حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد علی حلبی شامی مکنپوری المعروف بہ قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ متولد 242ھ متوفی 838ھ سے ہے آپ ایک ایسے عالی مرتبت ولی اللہ ہیں جسکی دعوت الی اللہ کا گواہ عموما پورا برصغیر اور بالخصوص وطن عزیز ہندوستان کا ہر خطہ اور علاقہ ہے اللہ عزوجل کا بے حد فضل واحسان ہے کہ حضور فرد الافراد قطب المدار سیدنا شیخ سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس اللہ روحہ کی حیات وخدمات پر نمبر شائع کرنے کی سعادت تمام ماہناموں میں سب سے پہلے ماہنامہ غوث العالم کے حصے میں آئی فالحمد للہ علی ھذا یقیناً حضور سیدنا مدار پاک قدس سرہ اکھنڈ بھارت میں اسلامی انقلاب بن کر تشریف لائے تھے آپ نے جس نازک ماحول میں دین متین کی تبلیغ وارشاد کا کام شروع فرمایا تھا اسکا تصور بھی بڑے سے بڑے وجود کو لرزہ براندام کرنے کیلئے کافی ہے اس لئے میں یہ بات ضرور کہونگا کہ ہندوستان کے تمام مدارس اسلامیہ کے ذمہ داران محسن ہندوستان حضور سیدنا مدار پاک کی حیات وخدمات نونہالان اسلام کو پڑھائیں اور اپنے

اپنے طور پر سب انکی سیرت وسوانح پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں نیز اس موقع پر ہم خانقاہ عالیہ مداریہ مکن پور شریف کے علماء وشیوخ سے بھی گذارش کرتے ہیں کہ آپ حضرات حضور سیدنا مدار پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات وخدمات پر جلد سے جلد ایک عظیم الشان سیمینار کا انعقاد کریں اور پوری دنیائے اسلام بالخصوص ہندوستان کی ہر خانقاہ اور تمام سنی مدارس کے اہل قلم حضرات سے سرکار مدار پاک کی ذات بابرکات سے متعلق تحقیقی مقالات حاصل کریں اور سب کو یکجا کر کے شائع کریں تا کہ نفسانیت سے متاثرہ اس ماحول کو ان کی سیرت پاک سے کچھ حصہ مل سکے ہم سب کو یاد رکھنا چاہئے کہ جو قومیں اپنے اسلاف کو بھلا دیتی ہیں ان کے کارناموں کو فراموش کر دیتی ہیں زمانہ ان قوموں کی تہذیب ان کا تمدن بلکہ ان کا کامل وجود ختم کر دیتا ہے۔

ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے ماضی میں واپس آئیں اور قرآن وسنت حب اہل بیت وعظمت صحابہ اور تعلیمات اولیاء اللہ کو مشعل راہ بناتے ہوئے اپنی اور پوری ملت اسلامیہ کی اصلاح کریں۔

علامہ اقبال قلندر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے پتے کی بات کہی ہے۔

اسلام کے دامن میں بس اسکے سوا کیا ہے
اک سجدہ شبیری اک ضرب یداللہی
دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولی
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللہی

مولائے کریم ہم سب کو صوفیائے کرام بزرگان دین کی حقیقی اسلامی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ماہنامہ غوث العالم کی اس خدمت کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے ماہنامہ کی پوری مجلس کو بارگاہ سیدنا قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قرب خاص اور آپ کی عنایات کاملہ تامہ سے شرفیاب فرمائے۔ آمین

❑❑❑

فرمان غوث اعظم دستگیر درشان سید احمد کبیر

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں اپنے مریدوں سے فرمایا: ان للّٰہ عبداً متمکناً فی مقام العبدیة یمحو اسمَ مریده من دیوان الاشقیاء ویکتبه فی دیوان السعداء.

ترجمہ: خدائے تعالیٰ کا ایک بندہ ہے جو مقام عبدیت پر متمکن ہے جو اپنے مریدین کا نام بدبختوں کی فہرست سے مٹا کر سعادت مندوں کی فہرست میں لکھ دیتا ہے۔

(المعارف المحمدیہ ص:۴۹)

پیش کش: بزم رفاعی، خانقاہ، بڑودہ، گجرات

Mob:9978344822

ماہنامہ غوث العالم کا رفاعی نمبر

آپ کے محبوب اور ہر دل عزیز ماہنامہ غوث العالم، دہلی کا شمارہ فروری 2019ء انشاء اللہ تعالیٰ عالم اسلام کی عظیم علمی وروحانی شخصیت پیر حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات وخدمات پر مشتمل ہوگا۔

حضرات اہل قلم اور ارباب فکر وصحافت بالخصوص سلسلہ رفاعیہ سے عقیدت ومحبت اور تعلق خاطر رکھنے والے علماء ومشائخ اور سجادہ نشینان سے گزارش ہے کہ جلد از جلد حضرت کی تاریخ ساز عالمی شخصیت اور ناقابل فراموش علمی ودینی، دعوتی وتبلیغی خدمات کے حوالے سے اپنے گراں قدر مضامین ومقالات اور احساسات وتاثرات **ماہنامہ غوث العالم** کی مرکزی آفس کے پتہ پر روانہ فرمائیں یا ای میل کریں۔

۲۰ جوہری فارم گلی نمبر ۱، جامعہ نگر نئی دہلی ۔ ۲۵

Email: ghausulalamdelhi@gmail.com

Mob. & whatsApp: 9457039194

قرآنیات

حاملین ید بیضا کے مقامات

سنبل شاہین اشرفی، صدر مدرسہ، جامعۃ البنات، سیفنی، رامپور، یوپی

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

اَلَآ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ۔

ترجمہ: بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

تفسیر: یوں تو تمام مفسرین نے اپنے اپنے فسوق اور استعداد کے مطابق اس آیت کی تفسیر کی ہے لیکن حق یہ ہے کہ عارف باللہ علامہ مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان میں جتنی دلکشی، شیرینی اور جامعیت ہے اس کا جواب نہیں۔ اس لیے میں انہی کی خوشہ چینی کرتے ہوئے چند حقائق ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔ ولی کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قاموس میں ہے الوَلی القرب والدنو۔ یعنی ولیٌ کا معنی قرب اور نزدیکی ہے۔ ولیٌ اس سے اسم ہے۔ اس کا معنی ہے قریب، محبّ، صدیق اور مددگار۔ وفی القاموس الوَلیُ القرب والدنو والوَلیُ اسم منه بمعنی القریب والمحب والصدیق والنصیر۔ پھر فرماتے ہیں کہ قرب کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ قرب جو ہر انسان بلکہ کائنات کے ذرّہ ذرّہ کو اپنے خالق سے ہے اور اگر یہ قریب نہ تو کوئی چیز موجود نہ ہو سکے۔ نحن اقرب الیه من حبل الورید (ہم شہ رگ سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں) میں اسی قرب کی طرف اشارہ ہے۔ دوسرا قرب وہ ہے جو صرف خاص بندوں کو میسّر ہے۔ اسے قربِ محبت کہتے ہیں۔ قرب کی ان دو قسموں میں نام کے اشتراک کے سوا کوئی وجہِ اشتراک نہیں۔ قرب محبت کے بے شمار درجے ہیں۔ ایک سے ایک بلند ایک سے ایک اعلیٰ۔ ایمان شرط اول ہے۔ دولتِ ایمان سے مشرف ہونے کے بعد اہلِ عزم وہمت ترقی کے مختلف درجات طے کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس بلند مقام پر فائز ہو جاتے ہیں۔ جس کی وضاحت حضور رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوں بیان فرمائی۔ لا یزال العبد یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببته فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به رواه البخاری عن ابی هریرةؓ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ بندہ نفلی عبادات سے میرے قریب ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں ہی اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں ہی اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ (رواہ البخاری)

اور اس قربِ محبت کا سب سے بلند اور ارفع مقام وہ ہے جہاں محبوب رب العٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فائز ہیں۔ حضور کا طائر ہمت جہاں محو پرواز ہے ان رفعتوں کو کوئی جان نہیں سکتا۔ سوائے اس ذات بے ہمتا کے جس نے اپنے محبوب بندے کو یہ ہمتیں اور حوصلے ارزانی فرمائے۔ واعلی درجاته نصیب الانبیاء ونصیب سیدنا محمد صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وآله وسلم وله صلی اللّٰه علیه وسلم تریات لا تتنا هی الی ابدالآبدین۔ (مظہری)

صوفیاء کرام کی اصطلاح میں ’ولی‘ اس کو کہتے ہیں جس کا دل ذکرِ الٰہی میں مستغرق رہے۔ شب وروز وہ تسبیح وتہلیل میں مصروف ہو۔ اس کا دل محبتِ الٰہی سے لبریز ہو اور کسی غیر کی وہاں گنجائش تک نہ ہو۔ وہ اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لیے اگر کسی سے نفرت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لیے۔ یہی وہ مقام ہے جسے ’فنا فی اللہ‘ کا مقام کہتے ہیں۔

الـولـی فـی اصطلاح الصوفيه من كان قلبه مستغرة فی ذکـر اللّٰہ يسبحون الليل والنهار لا يفترون ممتليا بحب اللّٰـه تعالیٰ لا يسع فيه غيره ولو كانوا آباء هم او ابنائو هـم اواخـوانهـم او عشيـرتهـم فـلا يـحـب احدا الا للّٰـه ولايبغض الا لله الخ (مظہری)

مرتبہ ولایت پر فائز ہونے کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ مرتبہ ولایت کے حصول کی یہی صورت ہے کہ بالواسطہ یا بلا واسطہ آئینۂ دل پر آفتاب رسالت کے انوار کا انعکاس ہونے لگے۔ اور پر تو جمال محمدی علیٰ صاحبہ اجمل الصلوات واطیب التسلیمات قلب وروح کو منور کر دے اور یہ نعمت انہیں کو بخشی جاتی ہے جو بارگاہ رسالت میں یا حضور کے نائبین یعنی اعلیاء امت کی صحبت میں بکثرت حاضر رہیں۔

مسنون طریقہ سے کثرتِ ذکر اس نسبت کو قوی کرتی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے: قـال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم لكل شئ وصقالة القلب ذكراللّٰه۔ (رواہ البیہقی) ہر چیز کے زنگ کو دور کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی چیز ہوتی ہے۔ دل کا زنگ ذکر اللہ سے دور ہوتا ہے۔

انہیں نفوس قدسیہ کی صحبت وہم نشینی کے متعلق احادیث طیبہ میں بار بار ترغیب اور شوق دلایا گیا ہے چنانچہ آئمۂ حدیث حضرات مالک، احمد، طبرانی وغیرہم نے حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت کی ہے: قـال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم يقول قال اللّٰـه تعالیٰ وجبت محبتی للمتحابين فی والمتجالسين فی والمتزاورين فی والمتباذلين فی ۔ یعنی میں نے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان لوگوں سے میں ضرور محبت کرتا ہوں جو آپس میں میری وجہ سے پیار و محبت کرتے ہیں، میری رضا جوئی کے لیے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور میری خوشنودی کے لیے خرچ کرتے ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ! کیف تقول فی رجل احب قوما ولم یلحق بھم قال المرء مع من احب (متفق علیہ) اے اللہ کے پیارے رسول! اس شخص کے بارے میں حضور کیا ارشاد فرماتے ہیں جو ایک قوم سے محبت کرتا ہے لیکن عمل وتقویٰ میں ان کے برابر نہیں، فرمایا ہر شخص کی سنگت اس کے ساتھ ہوگی جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

علامہ موصوف فرماتے ہیں:۔ سُنو! اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ ہیں جو طالب اور مرید ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو مطلوب اور مراد ہیں۔ ایک وہ ہیں جو محبّ ہیں۔ ایک وہ ہیں جنہیں محبوبیت کی خلعتِ فاخرہ سے سرفراز کیا گیا ہے۔ سابقہ احادیث میں جن اولیا کا ذکر ہوا وہ طالب اور مرید ہیں۔ اور جو مطلوب ومراد ہیں جو مقصود ومحبوب ہیں ان کے احوال کا بیان اس حدیث میں ہے جو امام مسلم نے اپنی صحیح میں اور دیگر علماء حدیث نے اپنی اپنی کتب احادیث میں روایت کی ہے۔

عـن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم ان اللّٰه اذا احب عبدادعا جبرئيل فـقـال انـی احـب فـلا نـا فـاحبـه قال فيحبه جبريل ثم يـنـادی فـی السمـاء فيقول ان اللّٰه يحب فلا نا فاحبره فيـحبـه اهل السماء ثم يوضع له القبول فی الارض واذا ابـغـض عبـدا دعـا جبـرئيـل فيـقـول انی ابغض فلا نا فـابغضه قال فيبغضه جبرئيل ثم ينادی فی اهل السماء ان اللّٰـه يبـغـض فـلا نـا فـابـغـضوه قال فيبغضونه ثم يوضع له البغضاء فی الارض۔

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے اے جبرئیل: میں اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ پس جبرئیل بھی اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ پھر وہ آسمان میں منادی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر سب اہل آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کی مقبولیت کا چرچا ہو جاتا ہے (اور لوگ اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں) اسی طرح جس کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے تو جبرئیل کو بھی اسے ناپسند کرنے کا حکم ملتا ہے پھر جبرئیل آسمان میں

اس کے مبغوض اور ناپسند ہونے کی منادی کرتے ہیں۔ آسمان والے اس سے بغض کرنے لگتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کے متعلق نفرت وبغض کا جذبہ بڑھنے لگتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان علامات اور خصوصیات کا ذکر بھی فرمایا جن سے ان مخزن خیرات وبرکات ہستیوں کو پہچانا جاسکتا ہے۔ چنانچہ علامہ موصوف نے چند احادیث ذکر کی ہیں جو ہدیۂ ناظرین ہیں:۔

۱۔حضور علیہ الصلوٰۃ سے پوچھا گیا من اولیاء اللہ اولیاء اللہ کون ہیں۔فرمایا:الذین اذارئواذکراللہ عزوجل وہ لوگ جن کے دیدار سے خدایاد آجائے۔

۲۔حضرت اسماء بنت یزید نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یوں گوہرافشانی کرتے ہوئے سنا(اے حاضرین) کیا میں تمہیں ان لوگوں پرآگاہ نہ کروں جوتم سب سے بہتر ہیں۔سب نے عرض کی بلیٰ یارسول اللہ! اے اللہ کے رسول ضرور بتایئے تو حضور نے فرمایا اذارءواذکراللہ جب ان کی زیارت کی جائے تو اللہ یاد آجائے۔ کیونکہ ان کا دل وہ آئینہ ہے جس میں تجلیات الٰہیہ کا عکس پڑ رہا ہے اور جب کوئی چیز ایسے آئینہ کے مقابلہ میں رکھی جاتی ہے جس پر سورج کی کرنیں پڑ رہی ہوں تو وہ چیز بھی روشن ہو جاتی ہے۔ بلکہ اگر آئینہ کا عکس روئی پر ڈالا جائے تو وہ جلنے لگتی ہے۔حالانکہ سورج کی کرنیں اگر بلاواسطہ پڑیں تو وہ نہیں جلتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سورج سے دور ہے اور آئینہ سے قریب۔

نیز اولیاء کرام میں دوقسم کی قوتیں ہوتی ہیں۔اثر قبول کرنے کی اور اثر کرنے کی۔ پہلی قوت کی وجہ سے وہ بارگاہِ الٰہی سے فیض وتجلی کو قبول کرتے ہیں اور دوسری قوت سے وہ ان ارواح وقلوب کو فیض پہنچاتے ہیں جن کا ان سے روحانی لگاؤ اور قلبی مناسبت ہوتی ہے اسلئے اگر کوئی شخص انکار اور تعصب سے پاک ہوکر ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے تو وہ ان کے فیوض وبرکات سے ضرور بہرہ مند ہوتا ہے۔

یعنی جن کا ایمان اللہ تعالیٰ کی توحید حضور کریم ﷺ کی رسالت قرآن کی حقانیت پر اتنا مستحکم ہوتا ہے کہ کوئی ابلیسی وسوسہ اندازی اور کوئی مصیبت اسے متزلزل نہیں کرسکتی اور ان کا ظاہر و باطن تقویٰ کے نور سے جگمگا رہا ہوتا ہے۔ان تمام اعمال اور اخلاق سے ان کا دامن یکسر مبرا ہوتا ہے جو ان کے خالق کو ناپسند ہیں۔شرک جلی، شرک خفی، انھیٰ، حسد، کینہ، غرور وتکبر اور ہوا وہوس۔غرضیکہ تمام اخلاق ذمیمہ سے وہ پاک ہوتے ہیں۔یہی تقویٰ کا وہ بلند مقام ہے جہاں جب انسان پہنچتا ہے تو اسے خلعت ولایت سے مشرف کیا جاتا ہے اور اس پیکرِ عجز ونیاز کو وہ سربلندی عطا کی جاتی ہے جسے دنیا رشک بھری نظریوں سے دیکھتی ہے حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ سے مروی ہے۔ قال رسول اللّٰہ ان من عباداللّٰہ لُاناسٌ ماھم بانبیاء ولا شھداء یغبطھم الانبیاء والشھداء یوم القیامۃ بمکانھم من اللّٰہ قالوا یا رسول اللّٰہ اخبرنا من ھم۔ وما اعمالھم فلعلنا نحبّھم قال ھم قوم تحابوا فی اللّٰہ علی غیر ارحام بینھم ولا اموال یتعاطون بھا فواللّٰہ ان وجوھھم لنور وانھم علیٰ منا برمن نور لا یخافون اذا خاف الناس ولا یحزنون اذا حزن الناس ثم قرأ الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔(قرطبی)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کے بندوں میں سے ایسے لوگ بھی جو نہ نبی میں اور نہ شہید لیکن قیامت کے دن قرب الٰہی کی وجہ سے انبیاء اور شہدا ان پر رشک کریں گے۔صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! ہمیں بتایئے وہ کون ہیں۔ان کے اعمال کیا ہیں تاکہ ہم ان لوگوں سے محبت کریں۔فرمایا وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں۔نہ ان میں کوئی رشتہ ہے اور نہ مالی منفعت بخدا ان کے چہرے سراپا نور ہونگے اور نور کے منبروں پر انہیں بٹھایا جائے گا۔ دوسرے لوگ خوفزدہ ہوں گے اور انہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔ لوگ حزن وملال میں مبتلا ہوں گے لیکن انہیں کوئی حزن وملال نہ ہوگا۔ پھر حضور نے یہ آیت پڑھی۔

مآخذومراجع:

تفسیر ضیاء القرآن

از: مفسر قرآن پیر محمد کرم شاہ ایم۔اے الازہری

سجادہ نشین، خانقاہ بھیرہ، پاکستان

انوار حدیث

حقیقت ایمان

عالمہ ام کلثوم نظامی الفاطمی (دار العلوم اسلامیہ علویہ گلشن فاطمہ۔ چھراؤں شریف، سدھارتھ نگر، یوپی)

حدیث نمبر ا:

عن عبد السلام بن صالح ابی ا لصلت الهروی عن علی بن موسی الرضا عن ابیه عن جعفر بن محمدعن علی بن الحسين عن ابيه عن علی بن ابی طالب رضی اللّٰه عنهم قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الایمان معرفة بالقلب وقول باللسان وعمل بالارکان قال ابوالصلت لو قری هذاالاسنادعلی مجنون لبرا۔

ترجمہ : امام عبدالسلام بن صالح ابی الصلتا لہروی امام علی بن موسیٰ الرضا سے وہ اپنے والد (امام موسی الرضا) سے وہ امام جعفر بن محمد سے وہ اپنے والد (امام محمد باقر) سے وہ امام علی بن حسین سے وہ اپنے والد (امام حسین علیہ السلام) سے وہ (اپنے والد) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایمان دل کے بجائے زبان سے اقرار کرنے اورارکان پرعمل کرنے کا نام ہے (امام ابن ماجہ کے شیخ) امام الوصلت ہروی فرماتے ہیں کہ اگر یہ سند (عن علی بن موسی الرضاعن ابیہ عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن علی بن الحسین عن ابیہ عن علی بن ابی طالب) کسی پاگل پر پڑھ کردم کی جائے تو ٹھیک ہوجائے۔

حدیث نمبر۲:

عن الحارث بن مالك الانصاری رضی الله عنه رنه مرر سول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم فقال له ليف اصبحت یاحارث قال اصبحت مومناً حقا فقال انظرماتقول فان لكل سی ءٍ حقيقة فما حقيقة ايمانك فكال عزفت نفسی عن الدنيا واسهرت لذالك ليله واط،ام نهاريه وكالی انظر الی عرش ربی بارزا لاوفی روایة:قال عزفت نفسی عن الدنيا واسهرت ليلتی واظمات نهاری وكالتی انظر عرش ربی بارزا)وكانئی انظرانتی اهل الجنة يتزاورون فيها وكالنی انظر الی اهل الناريتضاعون فيها قال:ياحارث عرفت فانترم ثلا ثا۔عن انس بن مالك رضی اللّٰه عنه فقال النبی صلی اللّٰه عليه وسلم اصبت فالزم مومن نورالله قلبه رواه البيهقی وابن ابی شيبة والهيثمی واللفظ له۔

ترجمہ : حضرت حارث بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے انھیں فرمایا: اے حارث تونے کیسے صبح کی؟ انہوں نے عرض کیا میں نے سچے مومن کی طرح (یعنی حقیقت ایمان کے ساتھ) صبح کی۔حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یقیناً ہرایک شے کی کوئی نہ کوئی حقیقت ہوتی ہے سوتمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ عرض کیا: (یارسول اللہ) میرانفس دنیا سے بے رغبت ہوگیا ہے اوراسی وجہ سے اپنی راتوں میں بیدار اوردن میں (دیدار الٰہی کی طلب میں) پیاسا رہتا ہوں اورحالت یہ ہے گویا میں اپنے رب کے عرش کو سامنے ظاہر دیکھ رہاہوں اوراہل جنت کوایک دوسرے سے ملتے ہوئے دیکھ رہاہوں اوردوزخیوں کوتکلیف سے چلاتے دیکھ رہاہوں۔حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے حارث تونے (حقیقت ایمان کو) پہچان لیااب (اس سے) چمٹ جا۔یہ کلمہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا۔

اوریہی روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے اضافے کے ساتھ مروی ہے۔حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تونے حقیقت ایمان کو پالیا پس اس حالت کوقائم رکھنا تووہ مومن ہے جس کے دل کواللہ تعالیٰ نے نور سے بھردیا ہے۔(بقیہ صفحہ)

حدیث نمبر ۳:

عن عمرو بن الجموح رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لایحق العبد حقیقة الایمان حتی یغضب للّٰہ ویرضی للّٰہ فاذا ذلک اسحق حقیقة الایمان وان احبا لیی واطیابئی الذین یذکرون یذکری واذکربذکرھم۔

ترجمہ : حضرت عمر بن جموح رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیقت کونہیں پاسکتا جب تک کہ وہ اللہ تعالی کے لئے ہی (کسی سے) ناراض اور اللہ تعالی کے لئے ہی (کسی سے) راضی نہ ہو (یعنی اس کی رضا کا مرکز ومحور فقط خوشنودی ذات الٰہی ہوجائے) اور جب اس نے یہ کام کرلیا تو اس نے ایمان کی حقیقت کو پالیا اور بے شک میرے احباب اور اولیاء وہ لوگ ہیں کہ میرا ذکر کرنے سے وہ یاد آجاتے ہیں اور ان کا ذکر کرنے سے میں یاد دیا جاتا ہوں۔

(میرے ذکر سے ان کی یاد آجاتی ہے اور ان کے ذکر سے میری یاد آجاتی ہے یعنی میرا ذکر ان کا ذکر ہے اور ان کا ذکر میرا ذکر ہے۔

مصادر ومراجع: باب فی الایمان/سنن ابن ماجہ۔معجم اوسط (۶)/طبرانی۔شعب الایمان جلد ۱/سنن بیہقی۔مصنف جلد ۶/ابن ابی شیبہ۔

سرکار مدار پاک، تاریخ ہند کی متاع گم شدہ

علامہ مقبول احمد سالک مصباحی، بانی ومہتمم جامعہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نئی دہلی

ہندوستان کی زرخیزی اور مردوم خیزی دونوں تاریخ عالم میں نادر الوجود اور بے مثال ہیں، یہاں نہ صرف انسانی اور حیوانی زندگی کے لیے تمام ضروری اشیا مہیا رہے ہیں بلکہ نقاش فطرت نے حسن فطرت کے تمام تشکیلی عناصر کو بڑی فیاضی سے سرزمین ہند کو عطا فرمایا ہے، یہاں کی مٹی کی خوشبو آفاق عالم میں پھیلے ہوئے طبائع بشریہ کو اپنی طرف پوری قوت سے کھینچتی ہے، ارباب فضل وکمال، صاحبان شعروسخن اور حاملین فکروتخیل کشاں کشاں اس کی طرف کھنچتے چلے آتے ہیں، یہاں اسباب معاش کی بھی فراوانی ہے اور مظاہر فطرت کی رنگینی اور بوقلمونی ارزانی بھی ہے، یہاں کی آب و ہوا اُذواق کو پروان چڑھاتی ہے اور شعور وآگہی کو جلا بخشتی ہے،اس زمین سے سب نے محبت کیا اورٹوٹ کر چاہا ہے، رشیوں منیوں، جوگیوں اور سادھوسنتوں نے اپنے اہم ترین تپشیاؤں کے لیےاس کی گپھاؤں اور غاروں کو پسند کیا تو صوفیاء اوراولیانے اس کے پہاڑوں اور چوٹیوں اور دروں وساحلوں کا اپنی خلوت گزینی کے لیے انتخاب کیا۔فطرت کی پرستش اور مذہب کی طرف میلا ن اس کے ضمیروخمیر میں شامل رہا ہے،اسی لیے یہ سرزمین ہمیشہ مسلم داعیوں و مبلغوں اورصوفیوں وسنتوں کے لیے کشش کا باعث رہی۔

یوں تو عموما مورخین ہندوستان سے اسلام کا رشتہ سلاطین کی فتوحات اور مسلم افواج کی تلواروں سے جوڑتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ اسلام فاتحین کی یلغاروں کا رہین منت نہیں ہے بلکہ اہل اللہ کی خانقاہوں اور خلوت کدوں کا احسان مندرہا ہے، اگر بابا رتن ہندی کی شخصیت کے بارے میں پائی جانے والی روایتوں کو درست مان لیا جائے تو اسلام اپنے بالکل ابتدائی دور میں یعنی عصر نبوت ہی میں ہندوستان میں داخل ہو چکا تھا ورنہ کم از کم تاجر مگر دعوتی مزاج رکھنے والے صحابہ کے ذریعے خیر القرون میں اہل ہند کے دلوں میں اپنی جگہ بنا چکا تھا، یہ ہندوستان کی مٹی کا اعزاز ہے کہ اس سے رسول ختمی مرتبت سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بے پناہ محبت فرمائی ہے اور کہا ہے کہ مجھے مشرق سے محبت کی خوشبو آتی ہے یہ اور بات ہے کہ مسلم فاتحین کی آمد نے اس تعلق اور نسبت کو ایک مضبوط قلعے میں تبدیل کر دیا اور پھر فاتحین کے ساتھ بھی بڑی تعداد میں علماء وفقہا اور صلحاوصوفیا اور اہل اللہ آئے اور انہوں نے یہاں آ کر گھر واپسی کا خیال اپنے ذہنوں سے کا خیال اپنے ذہنوں سے ہمیشہ کے لیے نکال دیا اور اس ظلمت کدہ کفر وشرک کو نور ایمان سے منور کرنے کا فیصلہ کرلیا پھرتوان کی زندگی کی ایک ایک سانس اوران کی رگوں کا ہر قطرہ اسے بقعہ نور بنانے میں گزر گیا۔

تاریخ کی کتابوں میں عرب وہند کے سماجی سیاسی تجارتی اور ثقافتی تعلقات کی تفصیلات موجود ہیں اسے وہیں ملاحظہ کیا جائے۔اس مختصر تحریر میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یوں تو بانی اسلام خاتم پیغمبراں جناب رحمت للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان کی ولایت مطلقہ اپنے لاڈلے شہزادے عطائے رسول ہندالولی خواجہ خواجگاں معین الملۃ والدین حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ تعالی عنہ کو عطا فرمادی تھی اورقسام ازل نے اس زمین کی شہنشاہیت آپ کی قسمت میں مقدر کر دیا تھا مگر آپ کی آمد سے قبل بھی اس سرزمین کی گوداولیا وفقرا کی قربانیوں وجاں فشانیوں اور ایثار ولولوں سے بھری پڑی ہے، جس سرزمین میں شہنشاہ ہندوستاں حضور خواجہ خواجگاں رضی اللہ عنہ نے برق رفتاری کے ساتھ دعوت وتبلیغ کا کام کا کام کیا اور نصف صدی میں نوے لاکھ لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا تو اس میں کہیں نہ میں کہیں ماضی کی بہت سے گمنام ہستیوں کی

جدوجہد اور قربانیاں بھی شامل رہی ہیں۔البتہ یہ طے کرنا خاصا مشکل کام ہے کہ تین سو سال کی طویل غیبت کے بعد ان بزرگوں کی دعوتی خدمات کا کتنا کچھ اثر باقی رہ گیا تھا؟ اور اس کے سرکار غریب نواز کی دعوتی جدوجہد پر کس قدر اثر پڑا؟ بہرحال ایسے ہی نادر روزگار اور عدیم النظیر ہستیوں میں سے ایک نام اس وقت پیش کرنا کافی ہوگا جس سے سے میری مراد حضرت قطب المدار زندہ شاہ مدار کی ذات گرامی ہے جنھوں نے سرکار غریب نواز کی دعوت کے لیے مقدمۃ الجیش کا کام کیا اور اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ تبلیغ اسلام اور لوگوں کو توحید کی طرف بلانے میں گزار دیا۔

یہ تاریخی سچائی ہے کہ سرکاری غریب نواز کی آمد ہندوستان میں حضرت قطب المدار کی آمد سے تقریبا 300 سال بعد عمل میں آئی اور ظاہر ہے جب سرکار غریب نواز کے دور میں کفر اتنا سرکش اور طاقتور تھا تو سرکار قطب المدار کے دور میں کتنا ظالم اور مغرور رہا ہوگا؟ دونوں بزرگوں کی دعوتی مساعی اور تبلیغی خدمات کا کوئی موازنہ مقصود نہیں اور نہ یہ ممکن ہے اور نہ ہی یہ صوفیہ کے مسلک ومشرب کا حصہ ہے، وہ تو بے غرض بے لوث اور بے نفس ہوتے ہیں، ان کی زندگی کی ہر سانس رضائے مولا کے لیے ہوتی ہے، اس سے انھیں کب غرض ہوگی کہ میں نے کس سے کم یا کس سے زیادہ کام کیا؟ مثال کے طور پر سرکار ابد قرار، مالک کون و مکاں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل سوا لاکھ یا سوا دو لاکھ انبیائے کرام تشریف لائے، سب نے اپنے حصے کا کام ایمانداری خلوص اور لگن سے سے کیا۔ان کی کامیابی یا ناکامی کامیابی یا ناکامی کا ہمارے پاس کوئی پیمانہ نہیں، متبعین کی نفری قلت وکثرت یا طول زمانہ ان کے مشن پر اثر انداز نہیں ہوتا، وہ ہرحال میں کامیاب ہوتے ہیں، خواہ ایمان لانے والوں کی نفری تعداد کچھ بھی ہو، ان کا رب انھیں ان کے حسن عمل اور حسن نیت کا اجر عطا فرمائے گا۔حضور رحمت عالم نور مجسم روحی فداہ ہو صلی اللہ علیہ علیہ وسلم کو سب سے آخر میں بھیجا گیا، منصب نبوت ورسالت کی تکمیل آپ ہی کی ذات پر آکر تمام ہوئی، آپ نے آخر میں آکر سب کے حصے کا کام مکمل کر دیا اور دعوت دین کی بنیادوں کو اس طرح مستحکم کر دیا کہ قیامت تک کسی نئے نبی یا نئے رسول کی ضرورت باقی نہ رہی یہ مقدس باب آپ کی ذات عالیہ پر ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا۔

خاتم پیغمبراں جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر معمولی دعوتی کامیابی سے کسی نبی کی ذات پر قطعا حرف نہیں آتا، نہ کسی کی قربانی فرومایہ ہوتی ہے جس کے رتبے ہیں سوا اس کے سوا مشکل ہے، آپ سے پہلے آنے والوں میں میں تو آپ کے وہ اجداد بھی شامل ہیں جن کا پاک خون آپ کی رگوں میں دوڑ رہا تھا، آقائے کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا ارشاد عالی شان ہے، ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے نقش قدم پر ہوتا ہے لہذا بالخصوص ہندوستان میں جتنے مسلم الثبوت اولیاء اللہ اور داعیان دین جلوہ گر ہوئے، اللہ تعالی نے انھیں کسی نہ کسی نبی پاک کے اعجاز کا مظہر بنا کر بھیجا اور انھوں نے اس ذات پاک کے فیضان کرم سے دعوت دین کے سلسلے کو آگے بڑھایا، گروہ انبیاء ومرسلین اور اولیا وصوفیا کی جماعت میں یہ اتحاد و یکجہتی، یک رنگی و یک نفسی، الفت ومحبت، چاہت ومحبت، یکسانیت و یگانگت، نبوت و رسالت اور ولایت و کرامت میں یہ برادرانہ تصور اس بات کی دلیل ہے کہ سب کا سرچشمہ ایک ہے، سب کے سب ایک ہی چراغ سے روشن ہیں، ایک ہی نور سے سب فیض یاب ومستنیر ہیں، ہاں سب کا اپنا اپنا مقام ومنصب ہے، سب کی اپنی اپنی قربانی وذمہ داری ہے، سب کا اپنا اپنا دعوتی وتبلیغی کردار ومعیار ہے ولایت کبھی بھی نبوت کی سرحدوں میں داخل نہیں سکتی، ولایت ظل تو نبوت اصل ہے، ولی غلام ہے تو نبی اس کا آقا ہے، ولی کی گردن میں نبی کی غلامی کا پٹہ ضروری ہے۔

اسی لیے حضور اکرم صلی وسلم نے اپنی ایسی تعریف وتوصیف کرنے سے منع فرمایا ہے جس سے کسی نبی اور رسول علیہم الصلاۃ والسلام کی تنقیص توہین کا کوئی پہلو نکلتا ہو۔جمیع اولیاء اللہ اور اقطاب زمانہ نے ہرگز ہرگز کسی نام ونمود کی شہرت ونا موری حاصل کرنے کے لیے کوئی کام نہیں کیا بلکہ یہ چیز ولایت کے لیے زہر قاتل کا درجہ درجہ رکھتی ہے، صوفیا اور اہل اللہ کے یہاں خلوص وایثار بے نفسی اور بے لوثی کے جو جذبات کارفرما ہیں، اس کو ناپنے کے لیے سائنس کے پاس کوئی آلہ نہیں ہے، وہ مقام ولایت وتصوف میں اس مقام پر ہوتے ہیں جہاں خود ان کو اپنی

ذات کی بھی خبر نہیں ہوتی، وہ کلی فنائیت کے مقام پر فائز ہوتے ہیں، وہ اپنے وجود کو ذات مولا میں اس طرح فنا کر دیتے ہیں، وہ اپنے آپ سے بھی بیگانہ ہو جاتے ہیں، وہ بظاہر خلق کے درمیان ہوتے ہیں مگر اصلا ذات مولا میں گم ہوتے ہیں، زمانے کا تقدم و تاخر یہ مرضی مولا سے متعلق ہے، مشیت و حکمت کا ایک جہاں اس کا احاطہ کیے ہوئے ہے، کون پہلے اور کون بعد میں یہ زیادہ اہم نہیں بلکہ کس سے قدرت نے کیا کام لیا یہ اہم ہوتا ہے (البتہ رسول پاک علیہ السلام کا خاتم النبیین ہونا اس بحث سے الگ ہے، آپ کا خاتم الانبیا ہونا بہر حال شرف عظیم ہے) اور کس نے اس کی رضا کے حصول کے لیے کتنی قربانی پیش کی یہ مطمح نظر ہوتا ہے اور اس مقام پر ہر ولی اور غوث و قطب پابند بارگاہ رسالت پناہی ہوتا ہے، وہ آقا سے لیتے ہیں اور خلق میں بانٹتے ہیں۔ جس دور کے لیے وہ نبی یا رسول یا ولی و قطب موزوں ہوتے ہیں، قدرت انھیں اسی دور میں بھیجتی ہے، ایسے میں یہ کہنا حق بجانب ہوگا کہ سرکار قطب المدار کا کا زمانہ ان کے لیے موزوں تر تھا اور سرکار غریب نواز کا زمانہ ان کے لیے مناسب تر تھا، جس دور میں جوگیوں اور سادھو سنتوں نے ہر طرح کے شعبدے بازیوں سے خلق خدا کو گمراہ کر رکھا تھا، اللہ تعالی نے ایسے ماحول میں سرکار قطب المدار کو بھیجا اور کفر کو اس کی اوقات بتادی اور جب جیسا دعوتی تقاضا ہوتا ہے ویسے ہی خواص و امتیازات کے ساتھ اللہ تعالی داعی اسلام کو مسلح کرتا ہے اور حضرت قطب المدار کی شخصیت کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ آپ کا زمانہ اور طریقہ دعوت آپ کے دور کے ساتھ مکمل طور پر مطابقت رکھتا ہے مثلا وہ دور جوگیوں سنیاسیوں اور خطرناک کرشماتی اعمال و خوارق کے لیے مشہور تھا سادھو اور سنتوں نے اپنی جادوئی شخصیت سے کفر کو بڑی قوت فراہم کر رکھی تھی، اس دور میں کوئی عام صلاحیت کا حامل داعی اور عالم ربانی، مفتی و قاضی بلکہ مفسر و محدث ہرگز ہرگز کام نہیں کر سکتا تھا، ان کے توڑ کے لیے قطب المدار جیسی شخصیت ہی چاہیے تھی جو اپنے غیر معمولی اور خارق عادت مجاہدات و ریاضات حبس دم اور قوت ضبط نفس سے سب کو مبہوت کر دے۔ انھوں نے وقت اور حالات سے اپنے دعوتی اور حالات سے اپنے دعوتی عمل کو مطابق کرنے کے لئے اپنے آپ کو کل انما انا بشر مثلکم کا مظہر اتم بنالیا۔

اس دور کے سادھو سنت بڑی بڑی جٹائیں رکھتے تھے، آپ نے اپنی دراز جٹا سے ان کی جٹاؤں کو تار عنکبوت بنا ڈالا وہ چار چار ماہ تک طویل حبس دم کرتے تھے آپ نے چھ چھ ماہ کا طویل عرصے تک حبس دم کیا، وہ کئی کئی روز تک بلا کھائے پیئے زندہ رہ سکتے تھے آپ نے بارہ سالوں تک کھائے پیے بغیر زندہ رہ کر ان کو اپنے قدموں میں جھکنے پر مجبور کر دیا۔ اور آپ کو زندہ شاہ مدار کہنے کی یہ بھی ایک بڑی وجہ ہے یعنی آپ ان حالات میں بھی زندہ رہتے ہیں جب عام بشر زندہ رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ شاید اس دور میں میں برہمنی حسن و جمال بڑے بڑے زاہدوں کی توبہ کو توڑ دینے کے لیے کافی تھا، ایسے عالم میں قطب المدار مظہر جمال الہی بن کر آفاق پر طلوع ہوتے ہیں اور ان کے حسن و جمال کے غرور کو خاکستر کر دیتے ہیں، اس کے جلوؤں کی تابانی کی تاب اس دور کا بڑے سے بڑا برہمن زادہ بھی نہیں لا سکتا تھا، اس لیے آپ اپنے چہرے پر اکثر نقاب ڈالے رہتے مگر بات جب جمالی الہی کی عزت کی آجاتی تو آپ نقاب رخ الٹ دیتے اور دیکھنے والے کے خرمن قلب و نگاہ میں آگ لگ جاتی، آنکھوں میں بجلیاں کودنے لگتیں، نگاہ بشری پامال ہو جاتی، طاقت بینائی جواب دے جاتی، اس مقام پر بلاشبہ سرکار مدار پاک جمال موسوی کے مظہر اتم بن جاتے تھے جن کے حسن فروزاں کی خود آپ کی حریم ناز بھی تاب نہ لا سکتی تھی۔
حضرت موسی علیہ السلام بھی اپنی چشمان مبارک پر پردہ ڈالے رہتے تھے کہ کہیں کسی کا خرمن دل و نگاہ ان کی تابانی نور سے جل کر بھسم نہ ہو جائے مگر جناب صفورا رضی اللہ تعالی عنہا نے جب زیادہ ضد کیا تو نقاب رخ الٹ دیا پھر آگے جو ہوا وہ کتاب عشق و وفا کا ایک لافانی باب ہے۔
حضرت قطب المدار ہمیشہ اپنے چہرے پر نقاب ڈالے رہتے تھے جیسا کہ آپ کے سوانح نگار اہل قلم نے لکھا ہے کیونکہ آپ کا نورانی چہرہ جلوہ الہی اور جمال نبوت کا آئینہ خانہ تھا بہت کم ہی ایسا ہوا کہ کسی نے آپ کا چہرہ زیبا دیکھا اور کلمہ شریف پڑھ کر آپ کے نانا جان کا طوق غلامی اپنی گردن میں حمائل نہ کیا ہو۔

اس دور میں بھی بڑے بڑے جہاں دیدہ سیاح اور آفاقی افراد موجود تھے، حضرت قطب المدار نے اپنے عالمی دوروں اور مسلسل

اسفار ورحلات کی مشغولیت اور بری وبحری مہمات سے ان کو لاجواب کردیا، سینکڑوں سالوں میں آپ نے خدا نے خدا جانے کتنے اقالیم و ممالک اور قطعات ارضی وبحری کا سفر کیا، جب مقامی حالات کی بات آتی ہے تو حضرت قطب المدار حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ادا کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ دراصل واقعہ آتش کدہ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوری دنیا کا چکر لگایا اور اپنے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو وادی غیر ذی زرع عرب شریف میں آباد کیا۔ جب کہ جناب اسحاق علیہ السلام کو ملک کنعان میں لاکر رکھا اور اس طرح اپنے عالمی دعوت کی بنیاد رکھی۔ حضرت قطب المدار کا تعلق ملک شام سے تھا مگر آپ سنت ابراہیمی کو ادا کرتے ہوئے خطہ ہند میں پہنچے اور حکم الٰہی سے مکنپور شریف کو اپنا مستقر بنا کر دعوت کا آغاز کیا۔ آپ کی طبیعت سیمابی تھی، کسی صحرائی بگولوں کی طرح مسلسل رواں دواں رہتے تھے، پاؤں پھیلا کر سونا کبھی گوارا نہ کیا، ہر آن اور ہر لمحہ ایک ہی دھن سوار کاش کوئی کافر گبر وکلمہ پڑھ کے مسلمان ہوجائے۔ سیاحت کو بزرگوں کی زندگی میں ایک خاص مقام حاصل رہا ہے اور تبلیغ ودعوت کے میدان میں اس کی ایک اہمیت رہی ہے۔ آپ کے معاصر حضرت تارک السلطنت اوحدالدین میر سید اشرف جہانگیر سمنانی سامانی نوربخشی نے تو پوری دنیا کا تین چکر لگایا۔

خدا جانے ان کی عمروں میں اور نقل وحرکت میں کتنی برکت تھی کہ جو سفر آج ہم ٹرینوں اور جہازوں سے نہیں کرسکتے وہ انھوں نے پاپیادہ نے پاپیادہ اونٹوں اور خچروں کی پشت پر سوار ہوکر کر ڈالا، یقیناً ان کو طی ارض کی کرامت حاصل تھی، بعد کے ادوار میں سرکار غریب خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالی عنہ نے متعدد بار عالم اسلام کا دورہ فرمایا ایران وخراسان اصفہان و بغداد و حرمین شریفین لاہور ملتان اور دلی واجمیر کو کئی بار اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا، اسی طرح حضرت حاجی وارث علی شاہ نے تقریبا 17 مرتبہ حج وزیارت کی سعادت حاصل کی اور اکثر پاپیادہ نکل پڑتے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے اپنا پہلا حج صرف 17 سال کی عمر شریف میں کیا اور زادراہ کے نام پر ساتھ میں صرف ایک کمبل تھا نہ کوئی ساتھی براتی نہ توشہ کا خیال، آپ کا سہارا رحمت خداوندی، توکل علی اللہ ہی آپ کا طغرائے پیشانی تھا۔

حضرت قطب المدار کی ذات کو صحیح معنوں میں سیاح عالم کہنا چاہیے، آپ کی زندگی کا یہ پہلو بھی بڑا تابناک اور عجیب وغریب ہے، وہ ہے آپ کا مظہر صفات صمدیت بن کر چمکنا جس میں میں کھانے پینے اور دیگر حوائج بشریہ کی حاجت بالکل باقی نہیں رہ جاتی، یہ مقام بھی مقام فنائیت اور مظہر جلال الٰہی ہے، بعد کے ادوار میں حضرت علاء الدین علی احمد صابر کلیری بھی بارہ سالوں تک گولر کے پیڑ سے لٹک کر عبادت کرتے کرتے خدا کی قہاری وجباری کے مظہر اتم ہونے کا نمونہ پیش فرما دیا مگر سرکار صابر پاک اس کے باوجود خلق خدا کی خدمت کرتے ہیں، بابا فرید گنج شکر کی خانقاہ میں لنگر بانٹتے ہیں اور خود ایک دانہ بھی تناول نہیں فرماتے ہیں، یہاں تک کہ بارگاہ ایزدی سے انھیں اس ادائے دل برانہ پر ''صابر'' کا خطاب ملا۔ اسی طرح حضرت بابا قطب المدار بھی مظہر صمدیت کے مقام پر فائز ہونے کے باوجود خلق خدا کو عیال اللہ سمجھتے ہیں، ان کی برابر خدمت کرتے ہیں، ان کی حاجت روائی کرتے ہیں خود کچھ نہیں کھاتے مگر کوئی دوسرا ان کے دروازے سے بھوکا چلا جائے یہ گوارا نہیں، سب کے دکھ درد کا خیال رکھتے ہیں، آپ کے در سے خالی واپس نہیں جاتا ہے۔ یقیناً سرکار مدار پاک کی ذات ہندوستان کی تاریخ کی ایک متاع گم شدہ مگر بیش بہا ہیں، جسے زندہ دل بے باک علمائے مدار نے تلاش کر ہی دم لیا، ان کی ذات کو گم نہیں ہونے دیا، اور اب ماہنامہ غوث العالم کی پیش قدمی کو اسی ہستی کی بازیافت کی مہم کا ایک حصہ کہا جائے۔

یہاں ایک اہم بحث یہ باقی رہ جاتی ہے کہ تارک السلطنت اوحد الدین میر سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی اور سرکار قطب المدار کے درمیان باہمی الفت ومحبت صحبت ورفاقت اور اور رفاقت اور اور رشتہ و تعلق کا معیار وکردار کیا تھا اور کیسا تھا؟ اور یہ بحث بڑی حساس اور نازک بھی ہے، دونوں بزرگوں نے اپنی زندگی کے اہم ترین ایام ایک دوسرے کی صحبت و رفاقت میں گزارے، یہاں میں ایک تاریخی جملہ لکھتا ہوں جو میرے نوک قلم پر فوری طور پر بطور فکری الہام جاری ہوا

ہے کہ دونوں شخصیتوں کو کیسے سمجھا اور پرکھا جائے؟ تو اس کا آسان سا جواب یہ ہے کہ دونوں شخصیتیں ایک دوسرے کے لیے حجت و برہان الٰہی کا درجہ رکھتی ہیں۔ اگر قطب المدار کی رفعت شان اور علومرتبت کو سمجھنا ہے تو آپ کے سرکار مخدوم پاک کے ساتھ تعلقات اور احترام وتقدس کو پرکھو اور دیکھو اور اگر سرکار مخدوم پاک کے مقام بلند اور تبحر علمی کو سمجھنا ہے تو سرکار قطب المدار کے مخدوم پاک کے ساتھ محبت ونوازش کو دیکھو اور سمجھو، دونوں ایک دوسرے کے راز دار تھے، دونوں ایک دوسرے کے مقام رفیع سے واقف تھے۔ سرکار قطب المدار مخدوم پاک کے ترک سلطنت اور زہد وقناعت سے بے پناہ متاثر تھے، جب کہ سرکار مخدوم سمناں حضور قطب المدار کی علم ریمیا سیمیا ہیمیا اور کیمیا میں بے پناہ مہارت کے قائل تھے جس کا تذکرہ حضرت مخدوم پاک نے اپنی بعض تحروریوں میں بھی فرمایا ہے۔

یہ تو احوال ظاہرہ کی بات ہوئی، باطنی مقامات کے اسرار ورموز کو کون سمجھ سکتا ہے؟ یہ آنکھوں آنکھوں میں دونوں نے ایک دوسرے سے کیا کہا اور کیا سنا اور کیا سمجھا سمجھایا یا دونوں نے ایک دوسرے کو کیا دیا اور کیا لیا؟ کون اس دریا میں اترنے کی ہمت رکھتا ہے۔ دونوں میدان طریقت کے شیر ببر ہیں اور شیر ببر اپنے جنگل میں کسی دوسرے کی مداخلت اور مشارکت بہت ہی ناگزیر حالات میں برداشت کرتا ہے۔ دونوں بزرگوں کا ایک دوسرے سے تال میل الفت ومحبت ربط وتعلق برادرانہ ومعاصرانہ تھا، آقا وغلام کی ہرگز نہیں تھی۔ دونوں نے ایک دوسرے سے استفادہ استفاضہ کیا ہے، البتہ اس کی مقدار اور معیار کیا تھی؟ کسی قلم میں دم نہیں اس کی تفصیل کر سکے۔ اس دور کے کے بزرگوں میں یہ چلن عام تھا کہ جب دو بزرگ زیادہ دنوں تک ایک دوسرے کی رفاقت وصحبت میں رہتے اور پھر جب جدا ہونے کا ارادہ کرتے تو دونوں ایک دوسرے کو خرقہ محبت پہناتے جو اصل فارسی ماٰخذ ہیں وہ اس مقام پر یک را دیگر کے الفاظ لکھتے ہیں یعنی طرفین ایک دوسرے سے خرقوں کا تبادلہ کرتے ہیں۔ اس لیے اصل بات یہی ہے کہ دونوں بزرگوں نے ایک دوسرے کو خرقہ پہنایا یعنی لین اور دین کا تبادلہ ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اور دوسرے یہ کہ یہ خرقہ بشکل ارادت و خلافت نہیں بلکہ بشکل محبت وشفقت تھی اور یہ اعزاز بھی ہرگز کسی طرح کم نہیں، یہ اپنے آپ میں ایک اہم تاریخی واقعہ ہے جو بزرگوں کے درمیان میل محبت کی داستان بیان کرتا ہے۔

کچھ مدار پاک نمبر کے بارے میں۔

سچائی یہ ہے کہ یہ صرف اور صرف توفیق الٰہی اور فیضان مخدوم سمناں وقطب المدار ہے کہ رسالہ کا آغاز ہی ماہ نومبر سے ایک ضخیم نمبر غوث العالم وشہید اعظم سے ہوا اور دسمبر کا شمارہ بھی ماہ ربیع النور کی مناسبت سے خصوصی شمارہ قرار دیا گیا اور اب تیسرا رسالہ بھی حضرت قطب المدار کی عظیم الشان شخصیت اور گراں قدر خدمات پر مشتمل ہو گیا اور چوتھا شمارہ بھی انشاء اللہ حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالی عنہ کی ذات وخدمات پر مشتمل ہوگا۔ رسائل وجرائد کی دنیا سے تعلق رکھنے والے حضرات اچھی طرح جانتے ہیں خصوصی نمبر نکالنے کے لیے کم از کم سال چھ ماہ کا وقت درکار ہوتا ہے مگر اللہ کا کرم ہے کہ صرف دو دو ہفتوں کی محنت میں رسالہ پریس کے حوالے ہو گیا اور یہ خصوصی شمارہ سرکار مدار پاک نمبر بھی اگر اسی مختصر مدت میں پریس کے حوالے ہو گیا ہے تو اس میں بھی ادارہ ماہنامہ غوث العالم کی مجلس ادارت کی بے پناہ قربانیوں کا ثمرہ ہے کہ اتنی آسانی کے ساتھ اتنا تحقیقی اور معیاری نمبر قارئین کے ہاتھوں میں پہنچ رہا ہے۔

خصوصیت کے ساتھ ہم اس موقع پر شہزادہ مخدوم سمناں نبیرہ سرکار کلاں شہزادہ شیخ اعظم قائد اعظم ہند ومجدد تعلیمات اشرفیہ کے شکر گزار ہیں جنھوں نے پانچ سو سال کے بعد اس قرض کو ادا کرنے کے لیے قدم آگے بڑھایا اور ماہنامہ غوث العالم کے مدیر ڈاکٹر مبین اشرف نعیمی صاحب کو مدار پاک نمبر کی اشاعت کی فوری طور پر خندہ پیشانی کے ساتھ اجازت مرحمت فرمائی اور برجستہ کہا کہ وہ ہمارے جداعلی کے محبوب نظر ہیں، دونوں ایک دوسرے کے رفیق ودمساز رہے ہیں، یہ کام بہت پہلے ہونا چاہیے تھا، دونوں نے ایک دوسرے سے اکتساب فیض کیا ہے تو اس سے اچھا اور کیا ہوگا کہ غوث العالم کے رسالے میں قطب المدار کا ذکر خیر ہو سبحان اللہ، سبحان اللہ!

(بقیہ صفحہ ۹ / پر)

سلسلہ مداریہ اور مدینۃ الاولیاء بدایوں شریف

فہیم احمد ثقلینی ازہری صدر الثقلین فاونڈیشن قصبہ ککرالہ ضلع بدایوں شریف یوپی

زمانہ قدیم سے بدایوں شریف کو ایک مرکزی اور امتیازی شان حاصل ہے، ہندوستان کے دیگر مقامات مقدسہ کی طرح یہ بھی ایک مقدس اور متبرک مقام ہے جس کو قبۃ الاسلام مدینۃ الاولیا بھی کہتے ہیں، پانچویں صدی ہجری میں بدایوں کو "ویدامئو" کہتے تھے، اس وقت یہاں ایک مضبوط و مستحکم قلعہ ہونے کی وجہ سے یہ شمالی ہند کا ایک عظیم فوجی مرکز تھا، یہ قلعہ دوسوچھپن سال قبل مسیح راجہ بدھا نے تعمیر کرایا تھا اس کی اہمیت اس وقت قنوج اور کالنجر کے قلعوں سے کم نہ تھی، اس لئے بیرونی حملہ آور وقتاً فوقتاً اس کو اپنا ہدف بناتے رہتے تھے، مولوی عبدالولی چشتی باقیات الصالحات میں لکھتے ہیں۔

"سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان پر پیہم حملوں کے دوران چارسونو ہجری میں غزنوی لشکر کے کچھ چوپائے باربرداری راستہ بھٹک کر قنوج کی بجائے ویدامئو (موجودہ بدایوں) آ گئے تھے جن کو راجہ چندر پال نے روک لیا تھا، ان کو چھڑانے کے لئے دوبارہ محمودی لشکر پھر ویدامئو آیا اور راجہ چندر پال سے جنگ کرنے میں مجاہدین اسلام نرغۂ اعدا میں پھنس کر شہید ہو گئے تھے۔ ان کے مرقد بدایوں کے سب سے قدیم مزارات ہیں"۔

مفتی شرف علی سبزواری تاریخ اولیائے بدایوں میں رقم طراز ہیں

"سلطان محمود غزنوی کے وصال کے بعد ان کے ہمشیرزادگان سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ نے علم جہاد بلند کر کے چارسواکیس ہجری میں ویدامئو کے قلعہ کا محاصرہ کیا تھا راجہ چندر پال اپنی فوج لے کر میدان میں آیا تھا اور گھمسان کا رن پڑا جس میں راجہ مارا گیا تھا، اس کے سپاہی بھی کثیر تعداد میں قتل کیے گئے تھے، جو باقی بچے تھے، انھوں نے راہ فرار اختیار کی تھی، سید سالار مسعود غازی کے ساتھی مجاہدین اسلام بھی کافی تعداد میں شہید ہوئے تھے، ان کے مدفن بدایوں اور شہر کے مضافات میں پانچویں صدی کی عظیم یادگار ہیں"

حضرت سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کے بعد ویدامئو میں مختلف حکومتوں کا عروج وزوال ہوتا رہا یہاں تک کہ راج کمار والئی قنوج نے ویدامئو کو فتح کر کے اپنی حکومت میں شامل کر لیا اور جے پال لقب اختیار کیا۔ اس کی اولاد کئی پشت تک ویدامئو کی حکمراں رہی اس خاندان کا آخری حاکم راجہ دھرم پال تھا جو نہایت عیاش تھا اس کے محل سرا میں نوسو رانیاں تھیں اس زمانہ میں "ویدامئو" نام بدل کر کوٹ بھداون" ہو گیا تھا، جو بعد میں "بداون" پھر "بداوں" کہلایا اور آج "بدایوں" کہتے ہیں۔

۹۹۵ھ ہجری میں قطب الدین ایبک نے راجہ دھرم پال کو شکست دے کر کوٹ بھداون پر اسلامی پرچم لہرایا تھا، غوری سپاہ کے بے شمار مجاہدین اس جنگ میں شہید ہوئے تھے۔ چھٹی صدی ہجری کے ان مجاہدین کے مزارات کثیر تعداد میں بدایوں میں آج بھی موجود ہیں۔ یہ تھی بدایوں میں شہدا کے مزارات کا پس منظر اور اس کی تفصیل، رہا مسئلہ صالحین علما و مشائخ اولیا و اصفیا کے بدایوں میں کثیر مزارات کا تو اس کی وجہ مورخین یہ لکھتے ہیں کہ چنگیز خاں جس زمانہ میں وسط ایشاء کے باشندوں پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھا رہا تھا اور خلق خدا تحفظ ناموس اور سلامتئ ایمان کی خاطر ترک سکونت کر رہے تھے، اسی زمانہ میں شمس الدین التمش ناظم بدایوں نے اسلامی معاشرہ کی طرح ڈالی تھی اور پرسکون علمی وادبی ماحول قائم کر دیا تھا جس کا شہرہ سن کر ادبا، شعرا، مبلغین، مفسرین، مجتہدین، فقہاء، علماء، صوفیا، مشائخ، قلندر، مجاذیب، دور دراز ملکوں سے آ کر یہاں مسکن گزیں ہو گئے تھے ان پاک طینت اشخاص نے اپنی حیات مستعار کے بقیہ لمحات یہیں بسر کیے اور یہیں کی خاک پیوند بنے بایں وجہ بدایوں میں مزارات کی کثرت ہے اور ہفت روزہ

اخبار ذوالقرنین کے بدایوں نمبر مطبوعہ 1956ء میں پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں "جولوگ منصب وجاہ کے خواہشمند ہوتے تھے وہ لاہور اور دہلی میں رک جاتے تھے اور جو گوشۂ عافیت چاہتے تھے وہ بدایوں کا رخ کرتے تھے جس کے وجہ بدایوں علم وفضل کا مرکز بن گیا تھا تہذیب وتمدن کا گہوارہ کہلاتا تھا جس کی وجہ سے عالم اسلام میں بدایوں کو قبۃ الاسلام اور مدینۃ الاولیا کے نام سے جانتے ہیں۔

قطب الدین ایبک اور شمس الدین التمش کے عہد میں خانوادہ عثمانیہ قادریہ، خانوادہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی، خانوادہ سید سرخ شہید قادری، سلطان العارفین حضرت خواجہ حسن شیخ شاہی روشن ضمیر عرف بڑے سرکار، حضرت شاہ ولایت خواجہ بدرالدین ابوبکر موئے تاب عرف چھوٹے سرکار کا خانوادہ اور اسی طرح بے شمار علما فضلا صوفیا مشائخ کے خانوادے مختلف مراکز اسلام سے بدایوں شریف وارد ہوئے۔

اسی سلسلہ میں بدایوں میں قطب المدار فردالافراد حضرت سیدنا شاہ بدیع الدین حلبی شامی ثم مکن پوری قدس سرہ نے بھی دوبارہ سرزمین بدایوں کو اپنے قدوم سے شرف یاب فرمایا، مولانا ضیاء علی خاں اشرفی بدایونی رقم طراز ہیں" مولائے کائنات شیر خدا حضرت علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے حکم پر ہندوستان تشریف لائے اجمیر معلی حاضر ہوکر کوکلہ پہاڑی پر چلہ کشی کی، کالپی اور جون پور ہوتے ہوئے بدایوں تشریف لائے، بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے، عالم وفاضل درویش کامل تھے، آسمانی کتب کے حافظ اور عالم تھے، سلوک کے اعلی مدارج طے فرما کر مقام صمدیت پر فائز تھے، تمام زندگی حالت تجرید میں بسر کی ہمیشہ سیاہ پہنا اور چہرہ پر نقاب ڈالے رہتے؟ آپ کی عظمت و جلال بیان سے باہر ہے، بظاہر کچھ کھانا پینا نہیں کرتے تھے، نہ آپ کا لباس میلا ہوتا تھا، نہ اس پر مکھی بیٹھتی تھی، نہایت حسین وجمیل تھے، تمام ممالک اسلامیہ کی سیاحت فرمائی تھی، دوسری بار جب میں بدایوں تشریف لائے تو حضرت میاں اڈن شاہ چشتی صابری سے ملاقات ہوئی تھی، بدایوں شریف میں آپ کے دو چلے ہیں، ایک اناج منڈی کے جانب شرق سڑک کنارہ اور دوسری چلہ گاہ حضرت شاہ ولایت چھوٹے سرکار کی درگاہ میں عیدگاہ شمسی کے منبر ومحراب کے عقب میں۔ (مردان خدا، صفحہ ۴۴ سے ۱۴۴۔ از مولانا ضیاعلی خاں اشرفی مرحوم بدایوں)

حضرت زندہ شاہ مدار کا ایک لقب قطب المدار بھی ہے اس کے تعلق سے بھی کچھ ہدیہ ناظرین ہے علامہ وجیہ الدین علوی چشتی مغربی گجراتی رقم طراز ہیں "اولیا میں بعض قطب عالم ہوتے ہیں اور وہ ایک فرد میں منحصر ہے، یعنی صرف ایک ہوتا ہے، کہ وہی فرد ہر زمانے میں عالم میں سے حق جل شانہ کا محل نظر ہوتا ہے۔ یعنی وہ سلطان کے لیے بہ منزلۂ نوب ہے، اور سلطان حقیقت کی نظر ہر گھڑی عالم کے افراد و اشخاص میں سے اسی فرد پر ہے، اور وہ قطب عالم اللہ تعالی سے بے واسطہ فیض لیتا ہے اور وہ ہر زمانہ میں صرف ایک ہی ہوتا ہے، اور اہل دنیا وآخرت یعنی علم علوی وسفلی کی تمام موجودات کا وجود اسی قطب عالم کے وجود کے سبب ہے سب اسی سے موجود اور قائم ہیں، اور اگر اس کا وجود درمیان میں نہ ہوتا تو عالم کا قیام نہیں ہوسکتا تھا، یہ حق عز شانہ کی حکمت سے ہے، کیوں کہ اس کے افعال معلل بہ غرض نہیں نہ مسبب بہ سبب۔

اور قطب کو مدار بھی کہتے ہیں، مدار اس لکڑی کو کہتے ہیں جس پر کنویں کی چرخی کی گردش دوار ہوتی ہے، جسے ہندی میں لاٹھ کہتے ہیں چوں کہ علویات وسفلیات کے ساتھ ان افلاک کی دوار کی گردش اسی پر موقوف ہوتی ہے اسی لیے مدار سے اس کو موسوم کرنا مناسب تھا، اور قطب مدار کے دو وزیر ہوتے ہیں، ان دونوں میں سے ایک قطب مدار کے جانب راست میں ہوتا ہے جسے عبدالملک سے موسوم کیا جاتا ہے، اور عبدالملک قطب مدار کی روح سے فیض لے کر عالم علوی پر فیض بخشی کرتا ہے اور قطب مدار جب دنیا سے رحلت فرما جاتے ہیں تو وہی وزیر عبدالملک ان کے قائم مقام ہوجاتے ہیں، پھر اسی وزیر کو قطب کا رتبہ حاصل ہوجاتا ہے، اور وزیر دوم قطب مدار کے جانب چپ میں ہوتا ہے، جو عبدالرب کے نام سے موسوم ہوتا ہے یہ وزیر قطب مدار کے قلب سے فیض لے کر عالم سفلی پر اپنا فیضان کرتا ہے۔

(حقیقت محمدیہ صفحہ ۹۷۱)

مدینۃ الاولیاء قبۃ الاسلام بلد العلما مخزن الشعرا معدن الادبا "بدایوں شریف" میں سیدنا قطب المدار بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ، آپ کے خلفا اور سلسلہ مداریہ کے مشائخ کا فیضان بھی ہے چند بدایونی مداری مشائخ کا تذکرہ ہدیہ قارئین ہے۔

ا۔ حضرت مولانا شیخ منہاج الدین عثمانی مداری بدایونی

بدایوں شریف کے مشہور و معروف علمی روحانی خانوادہ عثمانیہ کے چشم و چراغ تھے آپ کا نسب نامہ یہ ہے مولانا شیخ منہاج الدین عثمانی بن مولانا شیخ برہان الدین عثمانی بن مولانا شیخ مجد الدین عثمانی بن مولانا رکن الدین عثمانی بن مولانا شیخ قاضی دانیال قطری عثمانی چشتی۔ شیخ منہاج الدین کی ولادت باسعادت بدایوں میں ہوئی اپنے خانوادہ کے علما سے ہی تعلیم و تربیت اور علم ظاہری و باطنی کی تکمیل فرمائی حضرت قطب المدار سید بدیع الدین احمد سے بیعت و ارادت رکھتے تھے اور خرقہ خلافت حاصل کیا تھا، اپنے مرشد گرامی سے بے پناہ محبت فرماتے تھے، اور خدمت و اطاعت میں بہت زیادہ رہتے تھے اس لیے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ حضرت زندہ شاہ مدار کے جانشین و خلیفہ آپ ہی ہوں گے، مگر مرشد کے وصال کے وقت موجود نہ تھے اور حضرت شیخ محمد عرف شاہ جھندہ بدایونی موجود تھے، ۳/ جمادی الاخری ۸۴۵ھ ہجری کو وصال ہوا، آپ کا مزار مبارک شیوخ عثمانی کے قدیم قبرستان میں ہے، مٹی کھودنے کی وجہ سے حالت خستہ ہوگئی تھی جو کثرت بارش کی وجہ سے ۱۴۳۵ھ ہجری میں منہدم ہوکر بے نشان ہوگئی ہے۔ رحمۃ اللہ تعالی رحمۃ واسعہ

۲۔ حضرت شیخ محمد مداری بدایونی

آپ کا نام حضرت شیخ محمد مداری بدایونی قدس سرہ ہے، مگر آپ شاہ جھندہ کے نام سے مشہور ہیں، آپ کو جھندہ کیوں کہتے ہیں اس سلسلہ میں بدایونی کتب تواریخ میں مختلف توجیہات موجود ہیں

آپ پیر میں لنگ ہونے کی وجہ سے کود کر چلتے تھے اور اس وجہ سے آپ کو جھندہ سب سے پہلے آپ کے مرشد قطب المدار نے فرمایا تھا، دوسری توجیہ یہ ہے کہ سلسلہ مداریہ کا ایک عمل شغل دھمال کے آپ عامل تھے لہٰذا دھمال کے وقت بے قرار ہوجاتے تھے اور کودنے لگتے تھے جس کی وجہ سے لوگ آپ کو جھندہ کہنے لگے تھے، تیسری توجیہ یہ ہے کہ سورہ رحمٰن اور سورہ ملک کا ورد بہت کثرت سے کرتے تھے اور دوران ورد آپ پر وجد طاری ہوجاتا تھا، اور تڑپنے لگتے تھے جس کی وجہ سے آپ کو جھندہ کے لقب سے اہل بدایوں پکارتے تھے، آپ کی ولادت بدایوں میں ہوئی شیوخ فاروقی سے تھے، قریشی النسل تھے، سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نسل سے تھے، حضرت سیدنا قطب المدار سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار کے مرید و خلیفہ تھے۔ ذی علم، صاحب کرامت، مظہر عجائب و غرائب، واقف اسرار حقیقت تھے، شہر بدایوں کے محلہ شہباز پور کے قریب خانقاہ مداریہ کے صاحب سجادہ تھے۔ درس و تدریس آپ کا مشغلہ تھا، تمام عمر حالت تجرید میں رہے، فقر میں سان بلند اور مقام ارجمند رکھتے تھے، بے شمار لوگ آپ کے مرید مرتبہ کمال کو پہنچ گئے تھے، تلامذہ اور معتقدین سے جو کچھ نذر نیاز اور فتوحات حاصل ہوتی تھی ماہ بماہ مکن پور شریف جاکر مرشد کی بارگاہ میں پیش کردیا کرتے تھے، شاہی وثیقہ دار بھی تھے، جاگیر اور معافیات کی آمدنی اپنی خانقاہ کے لنگر میں صرف کردیا کرتے تھے، فنا فی الشیخ تھے، مفقود الخبر کا عمل آپ ہی کا عطیہ ہے جو عیدگاہ شمسی کے پیچھے زینہ ندائیہ پر چڑھ کر تین بار پکارا جاتا ہے، ۱۷/ جمادی الاولی ۹۴۸ ہجری کو وصال ہوا تھا۔

تاریخ و تذکرہ اولیائے بدایوں کے تعلق سے ایک نہایت معتبر و مستند کتاب تذکرۃ الواصلین طبع اول ۱۹۰۰ء طبع جدید ۲۰۱۵ء کے مصنف مولانا محمد رضی الدین فرشوری بسمل بدایونی حضرت شیخ محمد مداری بدایونی عرف شاہ جھندہ کے مزار شریف کی اپنے دور کی تعمیری حالت لکھتے ہیں "مزار شریف آپ کا بدایوں میں متصل تالاب چندوکھر کے (جو سڑک پختہ شہر بدایوں سے بریلی کو جاتی ہے) جانب شمال واقع ہے۔ ایک مقبرہ بہ طور گنبد کے بنا ہوا ہے، اس کے اندر مزار شریف ہے، اور بہت قبرستان گرداگرد ہیں، حریم مزار شریف کی بنی ہوئی ہے، ایک چھوٹی سی مسجد بھی اندر حریم کے ہے، اس پر ایک درخت نیم کا پرانا کھڑا ہے، جس سے گنبد مسجد کا مخدوش ہو رہا ہے، ۱۷/ جمادی الاول کو ہر سال ایک میلہ اور فاتحہ بہ روز قل حضرت شاہ مدار صاحب کے ہوتا ہے، بہت سے بزرگان دین کے مزارات شریفہ آپ کے مزار کے قرب و جوار میں ہیں، چناں چہ مولوی احسان اللہ صاحب مرحوم مغفور اور ان کے صاحبزادے حافظ احمد حسن صاحب مرحوم بھی زیارت شریف شاہ جھندہ سے جانب شمال آسودہ ہیں" صفحہ ۲۰۲،۳۰۲۔۔۔

تذکرۃ الواصلین کے طبع اول کے تقریباً سینتالیس سال بعد دوسرا ایڈیشن ۱۹۴۵ء میں نظامی بدایونی نے نظامی پریس بدایوں سے شائع کیا، اس سلسلے میں مشہور و معروف نعت خواں شاعر اور عالم دین مولانا ضیاء القادری نے تذکرۃ الواصلین پر حواشی لکھے۔ مولانا ضیاء صاحب

مرحوم (متوفی ۱۹۷۰) نے تقریبا ۱۹۴۵ء میں حضرت شاہ جھندہ کے مزار کے حالات حاشیہ میں ان الفاظ میں لکھے "حضرت شاہ جھندہ قدس سرہ کی حریم آب بہت شکستہ حالت میں ہے، شرقی دیوار کا کچھ حصہ منہدم ہوگیا ہے، حریم بہت وسیع ہے، گنبد حجرہ متصل مسجد میلا، اور خستہ حالت میں ہے، گنبد مزار اندر سے صاف وستھرا ہے، پیشتر اس وسیع احاطے کے اندر کوئی قبر نہیں تھی، مگر اب چند قبریں بھی بن گئی ہیں، اس حریم کے بیرونی احاطے کی دیواریں تقریبا نہیں رہی ہیں بزرگوں کے مزارات بھی خستہ حالت میں ہیں (ضیاء) حاشیہ تذکرۃ الواصلین صفحہ ۲۰۱، ۲۰۲۔

۳۔حضرت معصوم شاہ ملنگ مداری سیستانی ثم بدایونی

آپ کا اسم گرامی اوحدالدین تھا، معصوم شاہ ملنگ لقب تھا، عوام بڑے بابا کے نام پکارتی تھی، فاضل گرامی ملا مجدالدین احمد سیستانی کے فرزند ارجمند تھے، آپ کا ابائی وطن سیستان ہے، سیر وسیاحت کرتے ہوئے ۲۶۹ھ میں کابل میں قیام کیا، کچھ دنوں وہاں مقیم رہ کر وارد ہندوستان ہوئے اور دہلی میں متمکن ہوئے، اور فخر الاولیا حضرت شاہ فخر الدین زندہ دل کے مرید ہوکر خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا، بحکم پیرومرشد بدایوں آئے اور حضرت شیخ محمد مداری عرف شاہ جھندہ کی درگاہ سے متصل خانقاہ بنا کر مسند رشد وہدایت کو زینت بخشی، سیاہ لباس میں ملبوس رہتے تھے، چہرہ پر مستقل نقاب ڈالے رہتے تھے، اگر نقاب ہٹنے پر کسی پر نگاہ پڑ جاتی تھی تو وہ بیہوش ہوجاتا تھا، نیچی نگاہ رکھتے ہوئے ہر شخص سے بات کرتے تھے، شغل دھمال کے وقت بے قرار ہوجاتے تھے، مشہور مورخ ملا عبدالقادر بدایونی لکھتے ہیں "اللہ یار خاں زمیندار ساکن محلہ شہباز پورہ کی دختر نا کتخدا جو بجد حسین اور خوب روتھی، ایک روز چھت پر گئی اور غائب ہوگئی، ہر چند تلاش کیا مگر کہیں پتہ نہ چلا، اللہ یار خاں نے اپنے ایک دوست یوسف خاں مداری کی معیت میں بارگاہ معصوم شاہ میں سارا قصہ عرض کیا، ایک عزت دار شخص کو اس طرح پریشان دیکھ کر آپ کو ترس آگیا اور فرمایا "اے حاکم اپنی انکھیں بند کر" پھر تھوڑی دیر بعد فرمایا آنکھیں کھول جب انکھیں کھولیں تو لڑکی سامنے کھڑی تھی، اس کے ہاتھ میں تیل کا برتن تھا، آپ نے فرمایا اپنی بیٹی کو گھر لیجاؤ، اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کرو، اللہ یار خاں خوش خوش گھر گئے اور لڑکی سے غائب ہونے کا حال پوچھا، لڑکی نے کہا مجھے ایک جن کا نوجوان لڑکا اٹھالے گیا تھا، جب اس کے والد ناراض ہوئے تو اس نے مجھے دوسرے کے ہاتھ فروخت کردیا وہ مجھ سے سودا منگانے کا کام کراتا تھا، ابھی تھوڑی دیر پہلے اس نے دوکان سے مجھ سے تیل منگایا تھا میں تیل لے کر واپس آرہی تھی کہ راستے میں بڑے بابا مل گئے اور مجھے آپ کے سامنے لاکھڑا کردیا۔ آپ کا وصال ۱۸/ شعبان ۹۸۳ ہجری کو ہوا، مزار شریف محلہ شہباز پورہ میں ملنگوں کے تکیہ کے اندر چبوترہ پر ہے۔

۴۔حضرت شاہ اعظم میاں ملنگ مداری قدس سرہ

آپ کا نام اعظم الدین تھا، پنجاب کے مشہور ومعروف علما سے تھے، نہایت پاکیزہ صورت اوف باوجاہت عالم دین تھے، شریعت اور طریقت میں شان عظیم رکھتے تھے، اپنے وقت کے مایہ ناز اور بے نظیر خطیب تھے، وعظ وخطابت کے سلسلہ میں سکندر شاہ لودھی کے عہد میں دھلی میں خطاب فرمایا تھا، مولانا شیخ عطاء اللہ خطیب جامع مسجد بدایوں آپ کا وعظ سن کر بہت محظوظ ہوئے تھے، اپنے ساتھ بدایوں لے آئے تھے، بدایوں آکر حضرت شیخ اوحدالدین المعروف بہ معصوم شاہ ملنگ مداری سیستانی ثم بدایونی کے دست حق پرست پر سلسلہ مداریہ میں داخل ہوگئے تھے، عالمانہ وضع قطع ترک فرما کر خرقۂ فقیرانہ مداریہ سیاہ رنگ کا پہننا شروع کردیا تھا، درس وتدریس چھوڑ کر مرشد کی خانقاہ میں سخت مجاہدے فرمائے تھے، اور بدایوں میں اعظم شاہ ملنگ کے نام سے مشہور تھے، منہ پر نقاب ڈالے رہتے تھے، آنکھیں مثل مشعل روشن تھیں، کسی کی طرف تکتے نہ تھے، ہنگام جوش وخروش میں جنگل کی طرف نکل جاتے تھے، اور مثنوی مولانا روم باآواز بلند پڑھتے تھے۔ ۲۱/ رجب ۹۹۶ھ کو وصال ہوا تھا۔ مزار شریف بدایوں شریف میں پیرومرشد کے پہلو میں ہے۔

ان کے علاوہ سلسلہ مداریہ کے مشائخ میں حضرت شیخ محمد جنید مداری بدایونی کا بھی نام ہے جن کا ذکر ترجمان سلسلہ مداریہ مولانا محمد قیصر رضا حنفی علوی مداری نے اپنی کتاب "سلسلہ مداریہ" میں بحر ذخار اور تحفۃ الاخیار کے حوالہ سے کیا ہے، اسی طرح حضرت گوہر شاہ ملنگ مداری کا نام مولانا ضیا علی اشرفی بدایونی نے اپنی کتاب "مردان خدا" میں ذکر کیا ہے۔ مگر تاریخ اولیائے بدایوں کے تعلق سے جتنی کتابیں

ہماری دسترس میں ہیں ان میں ان کے تفصیلی حالات ہمیں نہیں ملے۔
حضرت میاں گوہر شاہ ملنگ مداری کا مزار حضرت معصوم شاہ ملنگ مداری کے مزار کی حریم کے باہر ہے۔

روہیل کھنڈ میں سلسلہ مجددیہ قادریہ حضرت حافظ سید شاہ جمال اللہ قادری مجددی رامپوری (ولادت ۱۱۳۷ھ وفات ۱۲۰۹ھ) کے زریعہ داخل ہوا۔ آپ کے مرید و خلیفہ غوث زماں قطب دوراں حضرت مولانا محمد فیض بخش شاہ درگاہی محبوب الٰہی مجددی جب سیر و سیاحت کرتے ہوئے ضلع بدایوں کے موضع بلہت کے جنگل میں اٹھارہ سال رہے اس وقت آپ حافظ ساہ جمال اللہ مجددی رامپوری سے بیعت نہیں ہوئے تھے، شاہ امام الدین مجددی مجمع الکرامات صفحہ ۷۷ پر لکھتے ہیں،" حضرت شاہ درگاہی فرماتے ہیں کہ میں بلہت کے جنگلات میں مداری سلسلے کے ایک فقیر کے ساتھ رہنے لگا، وہ عارف معارف الٰہی اور ناسک مناسک آگاہی تھا، میں نے اس کی صحبت سے بہت نفع حاصل کیا۔
اس طرح سرزمین بدایوں شریف متعدد سلاسل طریقت کے ہزار ہا مشائخ عظام کے ساتھ مشائخ سلسلہ مداریہ کے فیضان سے فیضیاب ہے۔
ان صوفیا کے حالات زندگی کشف و کرامات علمی روحانی خدمات اس امر پر شاہد عدل ہیں کہ سلسلہ مداریہ کی خدمات ہر گوشہ ملک کو محیط ہیں۔
دارالنور مکن پور شریف کے ذمہ داران اور بدایوں میں سلسلہ مداریہ کے معتقدین اس طرف توجہ منعطف فرمائیں کہ ان مزارات کی مرمت اور تعمیر کے بارے میں غور کریں، یہاں سالانہ عرس کے مواقع پر ایک پروگرام کریں۔ سلسلہ مداریہ کے فروغ اور عروج وارتقا کے لیے ان امور کی طرف متوجہ ہونا اشد ضروری ہے۔

حوالہ جات:

۱- مجمع الکرامات مصنف شاہ امام الدین مجددی رام پوری مترجم مولانا حامد حسن قادری سن طباعت ۲۰۰۲ء
۲:- مسالک السالکین مصنف مولانا عبدالستار بیگ شیری سہسرامی سن طباعت ندارد
۳:- تذکرۃ الواصلین مصنف مولانا رضی الدین فرشوری بسمل بدایونی سن طباعت ۱۹۴۵ء
۴:- مردان خدا مصنف مولانا ضیاء علی خاں اشرفی مرحوم سن طباعت ۱۹۹۸ء

منقبت شریف

شاعر اسلام استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا سید شہرت حسین صاحب قبلہ جعفری مداری

ملا علی کا گھرانہ کہ ہم مداری ہیں
بنے نہ کیسے نشانہ کہ ہم مداری ہیں

فلک پہ چاندستارے بھی دیکھئے مل کر
یہ گارہے ہیں ترانہ کہ ہم مداری ہیں

ہمیں ملی ہے حسینی ادا وراثت میں
ہے کھیل سر کو کٹانا کہ ہم مداری ہیں

طواف روضے کرتی ہیں یوں ابابیلیں
ہو جیسے انکو جتانا کہ ہم مداری ہیں

قسم خدا کی یہ نعمت ہے دوجہاں کے لئے
کسی سے تم نہ چھپانا کہ ہم مداری ہیں

اگر سمجھ لے مدار جہاں کی عظمت کو
کہے یہ سارا زمانہ کی ہم مداری ہیں

کوئی جو پوچھے کہ شہرت ہے تیری کیا نسبت
اسے بس اتنا بتانا کہ ہم مداری ہیں

❑❑❑

مدار پاک اور تبلیغ دین متین

علامہ سید مختار شاہ اشرفی نعیمی مقیم حال امریکہ (خلیفہ حضور شیخ الاسلام سید محمد مدنی میاں الاشرفی الجیلانی)

محترم گرامی قدر محقق مداریت حضرت علامہ مفتی محمد قیصر رضا صاحب قبلہ مداری دامت برکاتہم نے ماہنامہ غوث العالم دہلی کے **مدار پاک نمبر** کی اشاعت پر مطلع فرماتے ہوئے مجھ فقیر سید محمد مختار شاہ اشرفی نعیمی مقیم حال امریکہ سے قطب وحدت سیدنا سرکار مدار العلمین رضی اللہ تعالی عنہ کی ذات ستودہ صفات سے متعلق کچھ خامہ فرسائی کا حکم فرمایا۔ اولا تو اس عظیم خدمت وسعادت پر ماہنامہ کے چیف ایڈیٹر حضور اشرف ملت قبلہ اور ماہنامہ کی پوری ٹیم نیز خانقاہ اشرفیہ اور خانقاہ مداریہ مکنپور شریف کے جملہ احباب حل وعقد کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ ثانیا سفر مسلسل کے سبب بڑا طول طویل مضمون تو متعذر ہے لیکن بارگاہ قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ میں نذرانہ کے طور پر ذہن میں متحضر چند سطور محض استواری نسبت غلامی کے لئے پیش ہیں اللہ کرے شرف قبولیت عطاء ہو۔

ناظرین وقارئین یہ بات قطعی مسلم ہے کہ کسی بھی نبی یا ولی کی زندگی کا سب سے اہم پہلو اسکے ذریعہ دین برحق کی تبلیغ وتشہیر ہے اس خاکدان گیتی پر جتنے بھی نبی یا ولی تشریف لائے ان سبھوں نے سب سے زیادہ وقت دین برحق کی تبلیغ کے لیے صرف فرمایا اور یہ بات بھی قابل ملاحظہ ہے کہ ہر دور میں تبلیغ دین کی پالیساں بدلتی رہیں ،طریقے بدلتے رہے، ہر نبی اور ہر ولی کو اس کے دور کے طور وطریقہ کے مطابق دین برحق کی تبلیغ کے لیے منجانب اللہ تیار کیا گیا اور اسی طرح یہ سلسلہ صدیوں تک جاری رہا اور ہمیشہ جاری رہے گا۔

نیز واضح رہے کہ حضور ختمی مرتبت علیہ الصلوۃ والسلام کے ظاہری دور حیات کے بعد دین متین کی تبلیغ وتشہیر کی پوری ذمہ داری اولیائے امت وعلمائے ربانیین کے سپرد ہوئی اور قیامت تک اب یہ ذمہ داری یہی نفوس قدسیہ انجام دیتے رہیں گے۔

آمدم برسر مطلب

حامل مقام صمدیت حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قطب المدار قدس سرہ متولد 242 ہجری متوفی 838 ہجری کا اسم گرامی بھی مبلغین اسلام کی فہرست میں بہ حرف جلی لکھا ہوا ہے، آپ متحدہ ہندو پاک کے اولین مبلغین اسلام میں سرفہرست ہیں آپ کا دائرہ تبلیغ وارشاد اس درجہ وسیع وعریض ہے کہ بڑے سے بڑا موٗرخ وقلم کار اسے حصار تحریر میں لانے سے قاصر ہے، اس کی وجہ خاص یہ ہے کہ چونکہ آپ کا دائرہ تبلیغ وارشاد تقریباً ساڑھے پانچ صدیوں کو محیط ہے اور اس مدت دراز میں آپ نے پوری دنیا کا سفر فرما کر ساری دنیا میں اسلامی تعلیمات کو پہنچایا اور عموماً یہ بات پائی جاتی ہے کہ کسی کے کارنامے اسکی ظاہری زندگی میں لکھے نہیں جاتے حیات وخدمات پر قلم بعد وفات اٹھتے ہیں یہ سلسلہ شروع ہی سے چلا آرہا ہے اور آج تک جاری ہے۔ یہی وجہ ہے کی آپ کہ حیات وخدمات کا تین حصہ منظر عام پر نہیں آسکا، آپ کی تبلیغ کا سلسلہ تیسری صدی ہجری کی آخری دو دہائیوں سے نوویں صدی ہجری کی ابتدائی چار دہائیوں تک چلتا رہا، اس درمیان آپ بقید حیات رہے نیز کسی ایک مخصوص مقام کو مستقل جائے قیام نہیں بنایا، ضرورت دعوت وتبلیغ کے مطابق ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف منتقل ہوتے رہے۔

صاحب تذکرۃ الکرام نے لکھا ہے کہ حضرت بدیع الدین شاہ مدار مرید شیخ طیفور بسطامی کے تھے کہتے ہیں کی وہ بظاہر کچھ نہیں کھاتے تھے اور ان کا کپڑا کبھی میلا نہیں ہوتا تھا اور نہ اس پر مکھی بیٹھتی تھی اور ان کے چہرے پر ہمیشہ نقاب پڑا رہتا تھا، نہایت حسین وجمیل تھے، چاروں کتب سماوی کے حافظ وعالم تھے، کہتے ہیں کی آپ کی عمر چار سو برس سے زائد تھی واللہ اعلم اور تمام دنیا کا سفر انھوں نے کیا تھا اور وہ اپنے وقت کے

قطب مدار تھے اس لیے لوگ شاہ مدار کہتے ہیں۔

(تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب واسلام صفحہ 293)

اقتباس مذکورہ بالا میں صاف تحریر ہے کہ آپ نے پوری دنیا کا سفر فرمایا تھا لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اکثر ممالک کی تفصیل اب تک نگاہوں سے نہیں گذری اور نہ ہی ہر ملک کی تاریخ پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی عین ممکن ہے کہ مستقبل کے محققین کی دریافت میں مزید تفصیلات بھی آئیں ان شاء اللہ۔ تاہم متحدہ ہندوستان جس میں پاکستان بنگلہ دیش شری لنکا برما وغیرہ کے علاقاجات بھی ہیں ان کے علاوہ عرب بصرہ ایران عراق روم بخارا سمرقند تاشقند افریقہ امریکہ جرمن روس افغانستان چین نیپال وغیرہ کے اسفار دینی کا تذکرہ مصنفین مؤرخین نے اپنی کتابوں میں کیا ہے آج بھی دنیا کے مختلف ممالک سے لوگ مکن پور شریف آتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ ہمارے ملک میں بھی حضور مدار پاک کے نشان قدم موجود ہیں۔ افریقہ کے ایک صاحب نے فون کر کے بتایا تھا کہ ہمارے ملک میں سرکار مدار پاک کے کئی چلہ جات موجود ہیں۔ روس اور امریکہ جیسے ممالک بھی قدم مدار کی برکت سے مستفیض ہیں، خود عرب شریف خاص مکۃ المکرّمہ کے اندر محلّہ **الشامیۃ المدرایۃ** موجود ہے اور نسبت مداری سے منسوب حضرات آج بھی وہاں آباد ہیں۔ مکن پور شریف کے ایک شیخ طریقت نے سفر حج کے دوران ملنگان کرام کی ایک جماعت خواب میں دیکھی اور ان سے پوچھا کہ آپ حضرات بھی تشریف لائے ہیں؟ ملنگان کرام نے فرمایا کہ ہم لوگ جدہ میں رہتے ہیں اور یہاں برابر آتے رہتے ہیں، حضور مدار پاک قدس سرہ نے ہر چند کہ پوری دنیا کی سیاحت فرمائی اور ہر مقام پر دعوت اسلام کو پہنچانے کا بے مثال کارنامہ انجام دیا لیکن چونکہ ہندوستان بہت بڑا ملک تھا اور وہ بھی آپ کے دور کا اکھنڈ بھارت تو بہت ہی بڑا تھا جس کے پیش نظر اس ملک کو آپ کی برکات سب سے زیادہ میسر ہوئیں اور آپ نے پورے ہندوستان میں کوئی علاقہ نہیں چھوڑا جہاں آپ بغرض تبلیغ اسلام نہ پہنچے ہوں چنانچہ اس بابت آپ ہندوستان کے تمام بزرگان دین ومبلغین اسلام پر سبقت لے گئے، اس کی ایک خاص وجہ جو آسانی کے ساتھ سمجھ میں آتی ہے وہ آپ کی چھ سو سالہ حیات طیبہ ہے جو دیگر مبلغین اسلام اور بزرگان دین کو نہیں ملی۔ ہم نے ہندوستان کے طول وعرض میں جس قدر سفر کیے تو اس میں بھی یہی مشاہدہ ہوا کہ ملک بھارت کو جس بزرگ نے اپنے قدموں سے سب سے زیادہ فیضیاب کیا اور لوگوں کو داخل اسلام فرمایا وہ بلاشبہ حضور قطب وحدت سیدنا سرکار بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ کی ذات والا صفات ہے اتر پردیش انڈیا میں ہزاروں مقامات ایسے ہیں جہاں آپ کے سلسلہ پاک کے ملنگان عظام کی نشانیاں موجود ہیں اور آج بھی ان مقامات سے فیوض وبرکات کی تقسیم ہو رہی ہے، ہر علاقے میں آپ کی چلہ گاہیں موجود ہیں کانپور، لکھنؤ، بنارس، جون پور، اعظم گڈھ، بھدوہی، گورکھپور، مرزاپور، گونڈہ، بارہ بنکی، فیض آباد، بھرائچ، سلطان پور، امیٹھی، امبیڈکر نگر، رائے بریلی، جالون، جھانسی، آگرہ، متھرا، الہ آباد، سدھارتھ نگر، سنت کبیر نگر، بستی، غرض یہ کہ پورے اتر پردیش میں آپ کی چلہ گاہوں اور آپ کے ملنگان عظام کی گدیوں اور خلفائے کرام کی خانقاہوں کا جال بچھا ہوا ہے اور یہی حال صوبہ بہار، ایم پی، مہاراشٹر، گوا، گجرات، راجستھان، اندھرا پردیش، بنگال، مدراس، دہلی، پنجاب، اور تمام صوبہ جات کا بھی ہے جہاں ہر چہار جانب آپ کے چلے اور خلفا کی خانقاہیں ملنگان پاک باز کی گدیاں موجود ہیں جو بانگ دہل آپ کی دینی خدمات کا اعلان کر رہی ہیں اور مزے کی بات یہ بھی ہے کہ حضرت مدار پاک کی چلہ گاہوں پر آج بھی خلقت کا ازدحام ہوتا ہے اور لوگ بامراد ہو کر واپس جاتے ہیں یہی تمام وجوہات ہیں کہ ہندوستان وبیرون ہند ہر مقام پر آپ کی شہرت اور آپ کا چرچہ ہے بعض مقامات تو ایسے ہیں جہاں آپ سے منسوب کئی رسومات بھی قائم ہیں جو آپ کی مقبولیت کا احساس دلاتی ہیں۔

تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ بغرض تبلیغ اسلام وندیا چل، بدری ناتھ، کاشی، ایودھیا، متھرا وغیرہ بھی تشریف لے گئے، اس دور ترقی میں بھی اتنی تعداد میں مدارس اسلامیہ نہیں ہیں جتنی تعداد میں سلسلہ مداریہ کی خانقاہیں ہیں، بزرگان دین نے ان کے احصار وشمار کا بھی اہتمام فرمایا ہے چنانچہ جناب معصوم علی شاہ ملنگ گدی نشین خانقاہ مداریہ پنہار ضلع گوالیر ایم پی کے مطابق سلسلہ مداریہ کی خانقاہوں کی تعداد تین لاکھ سے زائد ہے۔ **فالحمدللّٰہ علی ھذا**

❑❑❑

مدار پاک ایک صوفی کامل

محمد عارف رضا چشتی (مفتی شہر) ٹیکم گڑھ ایم۔پی

نور جمیل حضرت قطب مدار ہیں ۔۔۔ کتنے شکیل حضرت قطب مدار ہیں
قادر خدا ہے قدرت پروردگار کی ۔۔۔ روشن دلیل حضرت قطب مدار ہیں

آپکا نام نامی اسم گرامی سید شاہ بدیع الدین کنیت ابوتراب ہے۔ اور قطب المدار و مظہر صمدیت، پیر زندہ شاہ مدار جیسے القابات سے دنیا آپ کو جانتی اور پہچانتی ہے، آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔آپ کے والد حضرت سید قدوۃ الدین عرف سید علی حلبی اور والدہ ماجدہ سید ہاجرہ فاطمہ ثانیہ ہیں (رضی اللہ عنہما) آپ کی ولادت ا رشوال المکرّم ۲۴۲ھ کو بوقت صبح صادق شہر حلب میں ہوئی۔آپ کی ولادت پر حضرت خضر علیہ السلام اور اس دور کے اولیاء کرام یہاں تک کہ خود مدینہ والے آقا ﷺ نے آپ کے والد کو مبارک باد پیش کی۔اور بوقت ولادت ہاتف غیبی نے پکار کر کہا ''ھذا ولی اللہ، یہ پیدا ہونے والا اللہ کا مقدس ولی ہے''۔چنانچہ آپ پیدائشی ولی ہیں۔تقریباً ۵ رسال کی عمر میں بغرض تعلیم آپ خواجہ سید حذیفہ شامی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اور چند ہی سالوں میں اس دور میں مروجہ تمام علوم وفنون پر مہارت تامہ حاصل فرمائی۔بعدہ والد ماجد نے نسبت جعفریہ سے بھی نواز دیا۔بہت ہی کم عمر میں حج بیت اللہ فرمایا اور مہینوں مسجد حرام و روضۂ انور کی خدمات انجام دے کر اللہ جل مجدہ ورسول اللہ ﷺ کے فیوض وانوار سے مستفیض ہوتے رہے۔بیعت وارادت: ایک دن آپ صحن کعبہ میں محو مراقبہ تھے کہ آواز آئی ''اٹھو اور دارالسلام کی طرف جاؤ وہاں وہاں حضرت بایزید بسطامی تمہارا انتظار کر رہے ہیں'' چنانچہ آپ اٹھے اور حضرت بایزید بسطامی کی بارگاہ میں پہنچ کر سلسلہ جعفریہ طیفوریہ میں داخل ہوئے۔دوسرا حج: بیعت کے بعد آپ اپنے مرشد کی خدمت میں دو سال رہے اور بہت سے ریاضات ومجاہدات فرمائے۔ایک مرتبہ آپ کے پیر ومرشد نے دوبارہ حج کرنے کا حکم فرمایا۔چنانچہ آپ نے دوبارہ حج فرمایا۔حج سے فارغ ہوکر آپ مدینہ طیبہ اپنے نبی ﷺ اور نانا جان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ایک مرتبہ روضہ رسول ﷺ کے قریب بیٹھے تھے کہ آپ کی آنکھ لگ گئی اور قسمت بیدار ہوئی کہ آقائے کریم ﷺ اور مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔چنانچہ آقائے کریم ﷺ نے اور مولائے کائنات نے آپ کو بیعت بھی فرمایا اور اپنے خصوصی فیوض وانوار سے مالا مال بھی فرمایا۔اس طرح آپ کو نسبت اویسیہ بھی حضور ﷺ سے حاصل ہے۔دربار رسالت سے ہندستان جانے کا فرمان: ہمارا ملک ہندستان وہ خوش نصیب خطہ ہے جس کی فلاح وہدایت کے لیے خود آقائے کریم ﷺ نے وقتاً فوقتاً اپنی امت کے اولیاء کو اپنا نائب اور جانشین بنا کر ہندستان کے کونے کونے میں روانہ فرمایا انھیں آنے والوں حضرت شاہ بدیع الدین رضی اللہ عنہ کی ذات پاک بھی ہے آپ کے ہندوستان آنے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک روز خواب میں حضور ﷺ نے آکر حضرت شاہ مدار رضی اللہ عنہ فرمایا ''آپ ہندوستان جاکر تبلیغ واشاعت دین کا فریضہ انجام دیں'' اپنے نانا جان کے اس ارشاد پر آپنے ہندوستان کا رخ کیا۔صحرا بیابان سے ہوتے ہوئے آپ ساحل سمندر تک آپہنچے اور سوچنے لگے کہ آگے کا سفر کیسے طے ہوگا۔سامنے جہاز تو تھا مگر کرایہ کے پیسے نہیں تھے۔خدا کا کرشمہ کہ جہاز کا کپتان آپ کی نورانی صورت دیکھ کر آپ کا گرویدہ ہوگیا اور آپ کو جہاز میں سوار کرلیا۔جہاز کے اندر کچھ یہود ونصاریٰ بیٹھے ہوئے تھے جنھوں نے آپ کو پریشان کرنا شروع کردیا آپنے تو انھیں کچھ نہ کہا مگر جہاز پر قہر خدابندی ٹوٹ پڑا اور جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔اللہ کے فضل سے آپ ایک تختے کے سہارے کنارے آلگے۔کئی روز کے آپ بھوکے پیاسے تھے بھوک پیاس سے نڈھال ہوکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کی کہ پروردگار مجھ سے

اکل وشرب اور دیگر نفسانی خواہشات کو سلب کرلے۔ چنانچہ اسی دم اللہ رب العزت نے آپ کو ان تمام چیزوں سے بے نیاز کرتے ہوئے مقام صمدیت پر فائز فرمادیا جس کے بعد نہ تو کبھی آپ کو بھوک پیاس نے پریشان کیا اور نہ ہی آپ کا لباس میلا ہوا۔ چنانچہ آپ نے ساری دنیا کی سیر فرمائی، بےشمار کرامات کا آپ سے ظہور ہوا، انسان تو انسان جنات تک پر آپ کی حکومت کا سکہ چلتا تھا۔ بڑی سے بڑی بلا اور مصیبت آپ کی دعا سے پل بھر میں دور ہوجایا کرتی تھی۔ (الحمدللہ آج بھی آپ کا آستانہ مشکل کشائی کا مرکز بنا ہوا ہے) قطب المدار بحیثیت داعئ اسلام: حضور ﷺ کے حکم پر آپ نے ہندوستان کا رخ فرمایا اور جگہ جگہ ٹہر کر آپنے ریاضت ومجاہدہ فرمایا۔ جو بھی پہاڑ اور جو بھی غار آپ کو نظر آتا آپ کو کوہ طور اور غار حرا کی یاد آجاتی اور آپ وہیں رک کر سالوں تک ریاضت ومجاہدہ میں مشغول رہتے اور تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیا کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ آج صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر گوشہ اور کونے میں آپ کی عبادت گاہیں (مدار کے چلوں) سے جانی جاتی ہیں۔ بہت سے پڑھے لکھے لوگ حضرت شاہ مدار کے چلوں کو جہالت کا لیبل لگا کر عوام الناس کو ان کی برکتوں سے محروم اور بدظن کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر اہل علم جانتے ہیں کہ ہر وہ چیز جو اللہ کے نیک بندوں سے نسبت رکھتی ہتی ہے اللہ تعالیٰ ان میں بھی برکت عطا فرمادیتا ہے اس مقام پر قران کریم کی چند آیات ملاحظہ فرمائیں۔

ملک شام جو انبیاء کرام کا مسکن ہے اسکی تعریف میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ''وادخلوا الباب سجدا۔ ملک شام کی سرحد میں باادب داخل ہو'' (البقرہ۔۵۸)

حجرۂ مریم کی عظمت کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ''ھنالک دعا زکریا ربہ۔ حضرت مریم کے حجرے میں حضرت زکریا نے اللہ سے اولاد کی دعا مانگی اور اللہ نے فوراً ان کی دعا کو قبول فرمایا'' (ال عمران۔ ۳۸۔۳۹) وادئ طوئ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کو اپنی نعلین اتارنے کا حکم ہوا ''فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی'' (طہ۔۱۲)

جس پتھر پر کھڑے ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کی تعمیر فرمائی، اس پتھر کے پاس قیامت تک کے حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کو نماز پڑھنے کا حکم دے دیا گیا "واتخذوا من مقام ابراھیم مصلیٰ" (البقرہ۔۱۲۵) برسوں پہلے اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے حضرت ہاجرہ جن پہاڑوں پر دوڑی تھیں قیامت تک ان پہاڑوں کو اللہ کی نشانیاں بنادیا گیا "ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ" (البقرہ۔۱۵۸)

مذکورہ آیات کی روشنی میں ہر کوئی اندازہ لگا سکتا ہے کہ اللہ کے نیک بندوں سے نسبت رکھنے والی ہر چیز چاہے وہ مزار ہو یا حجرہ شہر ہو یا بستی ہو یہاں تک کہ اگر پتھر بھی اللہ کے نیک بندوں کی طرف منسوب ہوجائے تو اس کا بھی قران کریم نے ہمیں ادب واحترام کرنے کو کہا ہے نہ کہ ان کی توہین کرنے کو۔ اس کے باوجود اگر کوئی شاہ مدار یا کسی اور اللہ والے کے چلوں کو جہالت کی یادگار بتائے تو وہ شاہ مدار سے نہیں بلکہ خدا کے کلام سے بغاوت کر رہا ہے۔

تعلیمات سلوک مداریہ: آپنے اپنے ملفوظات میں وہ باتیں ارشاد فرمائی ہیں جو دین و دنیا کی کامیابی کی ضمانت ہیں چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہیں: طالب راہ حق کو صوم وصلوٰۃ اور کلمۂ طیبہ کا پابند ہونا لازم ہے۔ اگر صاحب نصاب ہے تو حج کرے اور زکوٰۃ بھی ادا کرتا رہے۔ ایک مقام پر نماز کی اہمیت بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا ''نماز کسی بھی صورت میں ترک نہ کرے نماز کا حکم قران کریم میں سات سو سات جگہ آیا ہے۔ نماز ایمان کا جزء ہے اسلام کا ستون ہے حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے نماز مؤمن کی معراج ہے'' آپ کی یہی وہ تعلیمات تھیں جن کے ذریعہ آپنے دنیا میں انقلاب برپا کیا اور لاکھوں افراد کو اسلام کے دامن سے وابستہ کیا۔

وصال مبارک: ۱۶ر جمادی الاول ۸۳۸ھ بروز جمعرات آپ نے اپنے خادم خاص سے فرمایا کہ ہمارے لیے نئے گھڑے خرید کر دریا سے پانی بھر کر دیں۔ عنقریب اب رب العزت کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا وقت آنے والا ہے یہ سن کر آپ کے مریدین رونے لگے تو آپنے تسلی دیتے ہوئے فرمایا ''جب بھی مجھے یاد کروگے اپنے سامنے پاؤگے'' مریدین نے عرض کیا حضور غسل کی سعادت کون حاصل کرے گا؟ آپنے فرمایا یہ خدمت تو ازل سے مردان غیب کے لیے مقدر ہوچکی ہے وہی انجام دیں گے۔ مریدین نے عرض کیا حضور نماز جنازہ کون پڑھائیگا؟

ارشاد فرمایا یہ خدمت بھی ازل سے مولانا حسام الدین سلامتی جونپوری کے لیے مقدر ہو چکی ہے، وہی ہماری نمازہ جنازہ پڑھائیں گے۔ حاضرین کو تعجب ہوا کہ مولانا حسام الدین تو یہاں سے بہت دور جونپور میں ہیں وہ کیسے اس خدمت کو انجام دیں گے؟ بہر حال حضرت شاہ مدار نے سارے مریدین کو زہد وتقویٰ پر قائم رہنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا ''ہم نے تم سب کو خدا کے سپرد کیا'' اور اللہ حافظ کہتے ہوئے حجرہ شریف کا دروازہ بند کرلیا۔ کچھ دیر تو ذکر وتسبیح کی آوازیں آتی رہیں مگر تھوڑی دیر بعد یہی آواز خاموشی میں بدل گئی ....انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۱۷ر جمادی الاول ۸۳۸ھ بروز جمعہ مبارکہ کی صبح اچانک مولانا حسام الدین سلامتی جونپور سے روتے ہوئے دیوانہ وار حاضر ہوئے اور فرمایا مجھے خواب کے ذریعہ حضرت نے اپنے وصال کی خبر دی۔ اس کے بعد مولانا نے حجرہ شریف کا دروازہ کھولا تو سارے حاضرین نے دیکھا کہ حضرت غسل کئے ہوئے اور کفن میں ملبوس آرام فرما ہیں چنانچہ بعد نماز جمعہ دولاکھ عاشقان مدار کی موجودگی میں مولانا نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اللہ اللہ وہ جسم اطہر جو اسلام کی تبلیغ واشاعت میں ہر پہلو سے مشغول رہا کرتا تھا اور جس جسم پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی تھی۔ جس ذات کا کپڑا کبھی میلا و پرانا نہیں ہوا تھا۔ جس نے تمام عمر دنیا کو ''الدنیا یوم لنا فیھا صوم۔ یہ دنیا ایک دن کی ہے اور اس ایک دن میں بھی میں میرا روزہ ہے'' کا مصداق جانا آج وہ ذات سپرد خاک کر دی گئی۔

قطعۂ تاریخ زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر......خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو طویل عمر فرمائی: ۲۴۲ھ تا ۸۳۸ھ اس حساب سے آپ کی عمر ۵۹۶ سال کی ہوتی ہے۔ مگر اس پر بھی لوگ تعجب تو تعجب اعتراض تک کرتے ہیں کہ اتنی عمر کیسے ہو سکتی ہے؟ جبکہ حدیث پاک کے اندر موجود ہے ''اکثر اعمار امتی بین ستین وسبعین۔ یعنی اکثر میری امت کے لوگوں کی عمریں ساٹھ ستر کے درمیان ہوں گی''۔ جواب: اس حدیث پاک سے صرف اکثر امت کی عمریں مراد ہیں ورنہ تو کتب اسماء الرجال میں ایسی کئی حضرات مل جائیں گے جو طویل العمر تھے مثلاً صحابیٔ رسول حضرت حارثہ بن عبید کلبی کی عمر ۵۰۰ سال، صحابیٔ رسول حضرت حیدہ بن معاویہ کی عمر ۳۲۰، صحابیٔ رسول حضرت آمد بن ابد حضرمی کی عمر ۳۰۰ سال، صحابیٔ رسول حضرت ابن ریاح بن حارث کی عمر ۳۳۰ سال، صحابیٔ رسول حضرت سلمان فارسی کی عمر ۳۵۰/۴۰۰ سال، ہندوستان کے مشہور بزرگ وصحابیٔ رسول حضرت بابا رتن ہندی کی ۶۵۰ سال ہوئی، خود حضور غوث اعظم کے ایک خلیفہ حضرت شاہ منور اللہ بادی کی عمر ۶۰۰ سال سے زائد ہوئی۔ اب بتائے مذکورہ حدیث پاک کی روشنی آپ کیا جواب دیں گے؟ تو جو جواب آپ کا وہی ہمارا بھی ہے۔

اللہ رب العزت ہم سب کو بزرگان دین سے سچی عقیدت ومحبت عطا فرمائے اور انکی بارگاہ میں بے ادبی اور گستاخی سے بچائے۔ (آمین)

ماخوذ از: گلستان مدار، مدار اعظم، فضائل اہل بیت اور عظمت مدار، سیف مدار، تذکرہ شاہ بدیع الدین، میم سے میم تک، مدار کیا ہیں۔

آستانہ حضرت سیدنا قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت عبد الرزاق بانسویؒ کی حاضری اور ایک خاص قصیدہ جس کو سن ۱۱۲۰ھ میں پیش کیا گیا

اے جگر گوشہ محمد اے حبیب کردگار
اے گل گلزار حیدر چوں امیر شہسوار
اے چراغ دین احمد ہم شبستان بہار
عاشق مقصود مطلق محرم پروردگار
کن کرم بہر خدا سید بدیع الدین مدار

قرۃ العین محمد اے جگر گوشہ علی
اک نظر فرما برائے مصطفیٰ خیر النبی
رونق باغ ولایت محرم رازِ خفی
اے امیر تاج انور فیض بخش معنوی
کن کرم بہر خدا سید بدیع الدین مدار

واقف علم لدنی اے شہ قطب المدار
محرم سر حقیقت بادشاہ نامدار
گوہر مقصود عالم مظہر پروردگار
ناظم دین محمد اعظم صد افتخار
کن کرم بہر خدا سید بدیع الدین مدار

قطب المدار میناراہ رشد و ہدایت

ازقلم حضرت مولانا علی احمد مصباحی بسمل عزیزی دھرم سنگھوا بازار سنت کبیر نگر یوپی

دنیا کبھی اللہ والوں سے خالی نہیں رہی عالم کائنات کا ثبات انھیں بزرگوں کے قدوم میمنت لزوم کی برکتوں سے رہا ہے سلاطین زمانہ کی عسکری قوتوں اور اور تیر وتفنگ کی طاقتوں سے بھی جو کام انجام پذیر نہ ہو سکے اسے بزرگوں کی اک نظر کیمیا اثر نے دم زدن میں پایہ تکمیل تک پہونچا دیا جسے دیکھ کر دنیا انگشت بدنداں رہ گئی آپ ہی بتاؤ کہ سلطان الہند خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کون سا لاؤلشکر تھا جس نے نہ صرف جیپال جوگی کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا بلکہ پر تھوی راج جیسے سرکش حکمراں کو بھی مفتوح ومغلوب کر دیا اور اپنے اخلاق کریمانہ اور کردار جمیلہ سے پورے خطہ راجپوتانہ کو نور اسلام سے جگمگا دیا اور جب خوارزم شاہ خلیفہ بغداد کی عاقبت نا اندیشی سے تا تاریوں نے بغداد میں قتل وغارت گری کے بعد مولانا رومؒ کے وطن عزیز کا محاصرہ کیا تو مولانا رومی سلاح وہتھیار سے مسلح ہوئے بغیر صرف اپنی روحانی توانائی کے بل بوتے اپنا مصلےٰ وتسبیح لے کر تا تاریوں کے مقابلے میں ڈٹ گئے جس کی ہیبت سے دشمن محاصرہ اٹھانے پر مجبور ہو گیا۔ انھیں پاک انفاس ذوی الاحترام میں سے حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہے خدا ترسی اور اس کی اطاعت وبندگی اسلام کی تبلیغ واشاعت خلق خدا کی خدمت و ہدایت جن کا وطیرہ زندگی تھا، ہر طرح کی استرا حت وسہولت کو ترک کر کے تبلیغ ودعوت دین کے نظریہ جمیل کے تحت مکن پور شریف جیسی غیر سرسبز وشاداب سرزمین جو مذہبی سماجی اور جغرافیائی اعتبار سے بھی غیر ہموار ہوا سے اپنا مسکن اور تبلیغ وہدایت کا مرکز بنایا اور طویل تر سفر کی صعوبتوں کے بعد یہیں اپنا پرچم نصب کر دیا۔

یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الہ اللہ

نواحی قنوج کا وہی خطہ ارض جو بھوتوں اور بلاؤں کا مسکن تھا جہاں انسانی زندگی کو سکون وقرار نہ تھا اللہ کے ایک مقرب بندے نے وہاں پاؤں رکھ کر عقیدت کیشوں اور نیازمندوں کے لیے اسے مرکز عقیدت بنا دیا اب وہاں انسانی زندگی کو مکمل سکون نصیب ہے دنیا کے بگڑے ہوئے مزاج کا مداوا وعلاج اب اسی زمین کی مٹی میں مضمر ہے یوں تو حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کے بیشتر شہروں اور مختلف علاقوں کا دورہ کیا سیر وسیاحت تبلیغ رشد وہدایت میں ایک طویل عمر گذار دی لیکن خوش نصیب ہے اتر پردیش کے شہر قنوج سے قریب مکن پور کا وہ حصہ جسے حضور والا نے اپنی آخری آرامگاہ بنالیا دوران سفر آپ کے دست بابرکت پر توبہ کرنے والوں اور بیعت سے سرفراز ہونے والوں کی ایک لمبی فہرست ہے اور خرق عادت یعنی کرامتوں کا بھی جا بجا ظہور ہوتا رہا ہے لیکن میری نگاہ آپ کی اس کرامت پر ٹھہر گئی کہ آپ کو بارہ سال تک نہ کھانے پینے کی احتیاج ہوئی اور نہ ہی تبدیل لباس کی آپ کا پیراہن ہمیشہ صاف ستھرا بے گرد وغبار نظر آیا جیسا کہ سفینۃ اولیاء کے مصنف اپنی کتاب کے صفحہ 187 پر رقمطراز ہیں " **گویند دوازدہ سال طعام نہ خوردند ولباس یک باری پو شیدند دیگر احتیاج شستن نمی شود ہمیشہ سفید وپاکیزہ می نمانند**"۔

اولیائے کرام کی شناخت ان کی کرامتوں سے نہیں بلکہ انکے زہد وتقویٰ وطہارت پاکیزگئی نفس مجاہدہ وریاضت رب کریم کی اطاعت نبی رحمت کی محبت سے ہوتی ہے اللہ کا ولی وہی ہے جو ممکن حد تک اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا عارف ہو اور طاعت پر ہمیشہ کمربستہ ہو معاصی سے ہمیشہ اجتناب کرنے والا لذتوں اور شہوتوں میں انہماک سے اعراض کرنے والا ہو ایسے لوگوں سے اگر کوئی نادرالوجود اور تعجب خیز واقعہ ظاہر جو عام طور پر عادتاً نہیں ہوا کرتا یہی کرامت ہے مذکورہ بالا اوصاف حمیدہ سے متصف اشخاص سے ایسی نادرالوجود چیزیں ظاہر ہوتی رہتی ہیں جس سے ہمیں ان کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

جلوؤں کی وادی

خلیفہ ریحان ملت حضرت مولانا محمد قمر الدین نوری فاضل منظر اسلام بریلی شریف مقیم حال بوئیسر مہاراشٹر

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لیے

خالق کائنات اپنے بندوں پر کتنا مہربان ہے کہ اس نے مخلوق کی ہر حاجت اورضرورت کی تکمیل کا انتظام فرمایا اور ہدایت کے لیے اپنے برگزیدہ بندوں کو اس خاکدان گیتی پر ہر دور میں بھیجتا رہا ہے، انھیں نفوس قدسیہ کے ذریعہ شمع عرفان کی کرنیں ہمہ وقت ہر تیرہ وتاریک ماحول کو نور عرفان وایقان سے روشن اور منور کرتی رہی ہیں۔ انھیں عظیم المرتبت صوفیا اہل اللہ میں ایک تابندہ ودرخشندہ نام حضور سیدنا بدیع الدین زندہ شاہ مدارعلیہ الرحمتہ والرضوان کا ہے جو اس روئے گیتی پر تشریف لاکر اکناف عالم میں اپنے تعلیم اور تبلیغ سے تیرہ وتاریک دلوں کو روشن اور منور کیے اور ایک جہان نے آپ کی تبلیغ سے رشد وہدایت حاصل کیا۔ اللہ کے نیک بندوں میں آج ان کا نام مثل شمس وقمر جگمگا رہا ہے۔

تم نے ہر ذرے میں پیدا کر دیا طوفان عشق
اک تبسم اس قدر جلوؤں کی طغیانی کے ساتھ

حضور زندہ شاہ مدار نے کن تعلیمات سے دلوں کو روشن اور منور کیا آیئے ہم اس کا مطالعہ کریں اور تعلیمات زندہ شاہ مدار سے اپنے دلوں کو روشن اور تابناک بنائیں؟ ارشاد ربانی ہے: یــــآ ایھــــا الــذیــن آمنوا اتقوا اللّٰہ وکونوا مع الصادقین. (القرآن)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ ساتھ ہونے کا مطلب سچوں سے محبت اور ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہے۔ عمل کی روشنی پھیلا رہا ہوں۔ میں داعی ہوں نظام مصطفے کا۔ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیمات زندہ شاہ مدار کتاب بنام ''سلسلئہ مداریہ'' مؤلفہ محقق مداریت محمد قیصر رضا مداری حنفی سے چند اقتباس نقل کرتا ہوں۔
(بہ شکریہ صاحب کتاب)

تعلیمات:

حضور سیدنا بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار فرماتے ہیں۔

طالب حق کو لازم ہے کہ ادائیگی فریضہ نماز کے بعد نوافل کی کثرت کرے۔ اور شب وروز ذکر الٰھی میں مشغول رہے۔ ہوا و ہوس سے اپنے نفس کو محفوظ رکھے، ہر سانس یاد الٰھی میں گزارے۔ ہر لمحہ اس کی رضا مدنظر رکھے۔ دل کو پراگندگی سے بچائے۔ مخلوق خدا کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ نفس کی شرارتوں میں مبتلا نہ ہو اپنے دل کی حفاظت کرتا رہے۔ عیب جوئی اور غیبت سے سختی سے پرہیز کرے اور سنت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق زندگی گزارے۔ آپ نے فرمایا۔ ایمان قول وعمل کے مجموعے کا نام ہے، قول وعمل کی مطابقت کے بغیر حق تعالیٰ کے پاس قبولیت نہیں۔ توبہ کیجئے اور توبہ پر قائم رہیے کیونکہ شان توبہ کرنے میں نہیں توبہ پر قائم رہنے میں ہے۔ اعمال کی بنیاد توحید اور اخلاص پر قائم ہے تو حید اور اخلاص کے ذریعہ اپنے عمل کی بنیاد کو مضبوط کیجیے۔ ہر شخص کے پاس ایک ہی قلب ہے، پھر اس میں دنیا اور آخرت کی یکساں محبت کیسے ممکن ہے۔ آپ کے اعمال آپ کے عقائد کے مظاہر ہیں اور آپ کا ظاہر آپ کے باطن کی علامت ہے ڈر کے قابل اور امید کے لائق صرف وہی ہے اسی سے ڈرو اور اسی سے امید رکھو۔ آپ اپنے تمام معاملات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کمر بستہ رہو اور اتباع کے لیے تیار رہو۔ جب آپ عالم ہو کر عامل بن جائیں گے پھر اگر خاموش بھی رہیں گے تو آپ کا علم آپ کے عمل کی زبان سے کلام کرے گا۔ بغیر عمل علم بے حقیقت ہے وہ نفع نہیں دے سکتا۔ آپ نے فرمایا سچے مؤمن شیطان کی اطاعت نہیں کرتے۔ (صفحہ ۹۸ تا ۱۰۰)

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

علاقائے اودھ پر سیدنا مدار پاک کی نوازشات

سراج الدین احمد نظامی انچارج شعبہ عالیہ دارالعلوم بہار شاہ شہر فیض آباد

سرزمین ہند جس کے لالہ زاروں اور گلستانوں سے پھوٹی ہوئی ایمان ووفا کی خوشبو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں محسوس کی جاتی ہے اور حریم نبوت سے اہل جہاں کو یہ بشارت دی جاتی ہے کہ ہندوستان سے ایمان ووفا کی خوشبو آرہی ہے۔

حضور سیدنا زندہ شاہ مدار علیہ الرحمۃ والرضوان نے درحقیقت روح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وروح علی المرتضیٰ وامام مہدی سے تلقین وتربیت اویسی طریقے سے پائی ہے۔نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے چہرے پر اپنا نورانی دست مبارک پھیر دیا جس کے سبب روئے مبارک اتنا روشن وتابناک ہوگیا کہ دیکھنے والے تاب نظارہ نہیں لا پاتے تھے رخ روشن کی تجلیاں دیکھ کر بے اختیار سجدہ ریز ہوجاتے تھے۔

قاسم نعمات الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے نو لقمے شیر برنج کے کھلائے جس کے سبب تمام طبقات ارضی وسماوی آپ پر روشن ہوگئے ارشاد ہوا کہ اب تمہیں کھانے پینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ مقام صمدیت سے سرفراز کردیے گئے،جنتی حلّہ پہنا کر یہ بشارت دی گئی کہ اب کبھی نہ یہ میلا ہوگا اور نہ پرانا ہوگا،اسے دھونے اور صاف کرنے کی حاجت درپیش نہ آئے گی۔حضرت قطب المدار کے ظاہری و باطنی ولایت کا ظہور حیات وممات میں یکساں رہے گا بلکہ مزید ترقی ہوگی حضرت کو عالم ملکوت وناسوت کی مخلوق شاہ مدار کہتی رہے گی اب اس کے بعد کوئی بھی فرد انسان اس لقب سے منسوب نہیں ہوگا۔

حضور سیدنا زندہ شاہ مدار علیہ الرحمۃ والرضوان نے مکن پور شریف کو اپنا مستقل مسکن بنا کر پورے ہندوستان کا دورہ فرمایا ملک کی اس وقت کی کوئی خانقاہ تقریباً سبھی درگاہوں قصبوں وشہروں اور دیہاتوں کا سفر فرمایا اور ہر ایک جگہ چلہ فرمایا کہیں کہیں تو طویل طویل چلے فرمائے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا باکمال فرمایا تھا کہ حبس دم میں یکتائے زمانہ تھے، بارہ بارہ سال تک حبس دم فرمالیا کرتے تھے،فقرائے مداری کو آپ اس کی خاص مشق کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

آپ نے دوران قیام اودھ یعنی اجودھیا شریف میں بھی قیام فرمایا،اس شہر کو پورانی کتابوں میں خورد مکہ، مدینۃ الاولیا وغیرہ کے نام سے بھی یاد کیا گیا ہے۔آپ نے اس دوران شہر اجودھیا کے محلّہ شاہ مدار میں کئی چلے فرمائے کچھ دن تک تو یہ جگہ شاہ مدار کا چلہ کے نام سے مشہور تھی اب یہ جگہ محلّہ شاہ مدار کے نام سے موسوم ہے۔

جس شہر کے لوگوں کے اطوار واخلاق سے آپ کو اتفاق نہیں ہوتا تھا اس شہر کے قبرستان میں آپ قیام فرمایا کرتے تھے کیونکہ خداوند قدوس نے آپ کو مقام صمدیت عطا فرمایا تھا آپ کو کھانے پینے اور جدید لباس کی قطعی ضرورت نہیں تھی اس لیے آپ قبرستان میں ہی قیام کو ترجیح دیا کرتے تھے۔

آپ کے خلفا میں حضرت جودھن شاہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا اسم گرامی ملتا ہے جنھوں نے شہر اودھ موجودہ اجودھیا میں قیام فرمایا اور اپنی رشد وہدایت کا مرکز محلّہ شاہ مدار میں بنایا اور ایسے ایسے باکمال فقراء پیدا فرمائے کہ آج تک ان کے رشد وہدایت کے مراکز خاموشی سے نور ونکہت تقسیم فرمارہے ہیں۔آج بھی بعض بعض باکمال فقرا شہر اودھ فیض آباد تشریف لاکر بزرگان دین سلسلہ مداریہ کے مزارات پر حبس دم کی مشق فرماکر تشریف لے جاتے ہیں۔

جب بھی ایسے حضرات تشریف لاتے ہیں تو وہ صرف اپنے کام سے کام رکھتے ہیں چند یوم دارالعلوم بہار شاہ میں قیام ضرور کرتے ہیں حضرت عبدالرحمٰن شاہ دارالعلوم بہار شاہ ان کی خدمت کرنا سعادت ابدی سمجھتے ہیں، پھر درگاہ عرب شاہ، درگاہ گلاب شاہ، درگاہ بہار شاہ، درگاہ فضل حق شاہ، درگاہ ملنگ شاہ، درگاہ مظفر شاہ جامع مسجد بارہ پتھر

میں قیام فرما کر ایسے غائب ہوتے ہیں کہ پھر ان کا کوئی پتہ نہیں چل پاتا ہے، بعض بعض تو دو دو بار سہ بار بھی تشریف لاتے ہیں۔

حضرت جودھن شاہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی وجہ سے قصبہ جلاپور، ٹانڈہ، اکبر پور، گوشائیں گنج، سرہر پور، بھیاؤں شریف، کچھوچھہ شریف، التفات گنج، راجے سلطانپور، کوئلسہ بازار، جج پورہ، دوست پور، ضلع سلطانپور، ضلع بارہ بنکی، ضلع گونڈہ، ضلع بستی، ضلع گورکھ پور، ضلع بہرائچ شریف، ضلع رائے بریلی وغیرہ کے قرب وجوار میں مراکز کے قیام ہوئے اور وہاں سے فیضان مداری عالم ہوا اور آج بھی ان مقامات پر مزارات فقرائے مداری کا فیضان جاری ہے۔ کسی بھی درگاہ شریف میں سجادہ نشینی کا سلسلہ قائم نہیں ہے۔ عوام وخواص اپنی اپنی عقیدت ومحبت کے مطابق عرس وقل اور نذر و نیاز کا سالانہ و ماہانہ سلسلہ قائم فرمائے ہوئے ہیں، بعض بعض مقامات پر سالانہ عرس شریف باضابطہ طور پر پورے رسم و رواج کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے۔

دارالعلوم بہار شاہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، ۴۲ سال قبل جناب ڈاکٹر الحاج محمد قمر ماہری حبیبی بانی و مہتمم دارالعلوم ہذا نے اس ادارے کا قیام بے سروسامانی کے عالم میں کیا اللہ تعالیٰ کی مدد اور حضور سیدنا زندہ شاہ مدار علیہ الرحمۃ والرضوان کا کرم ہوا کہ ادارہ مسلسل ترقی کرتا گیا، آج الحمدللہ فضیلت تک کی باضابطہ تعلیم ہو رہی ہے۔

سلسلہ مداریہ کے فقرا و ملنگ مایوسیوں میں امید کی کرن بن کر پھوٹتے ہیں، دبیز تاریکیوں میں روشنی کا مینار بن کر ظاہر ہوتے ہیں، ہزاروں، لاکھوں مصیبت زدہ کی آہوں کی فریاد بن کر طلوع ہوتے ہیں صالح قیادت کی انجام دہی کے لیے رہنما بن کر منتخب ہوتے ہیں۔ تکیہ بہار شاہ میں گول گنبد کے اندر حضور سیدنا یار علی شاہ اور حضور سیدنا غربت علی شاہ علیہما الرحمۃ والرضوان کا مزار پاک عوام وخواص میں دادا میاں کے نام سے جانے جاتے ہیں، بہت باکمال بزرگوں کے مزارات میں نہایت ہی خاموش صفت درویش ہیں۔

دربار شریف میں جانے والے دروازے کے پورب طرف حضور سیدنا بہار شاہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا مزار مقدس ہے دارالعلوم بہار شاہ آپ ہی کے اسم مبارک سے منسوب کر کے قائم کیا گیا ہے۔

حضرت بہادر علی شاہ، حضرت محبت علی شاہ، حضرت مہر علی شاہ، حضرت منخر علی شاہ، حضرت بہار شاہ، حضرت محمد شاہ، حضرت علی شاہ عرف ملنگ شاہ، حضرت مولوی شمس العلی عرف مولوی ڈنڈا شاہ علیہم الرحمۃ والرضوان اپنے اپنے دور میں اس نہنگم گدی کے وارث ہوتے رہے ہیں اور اپنے فیض کا دریا بہاتے رہے ہیں۔

سینکڑوں ان کی کرامات جلی
لکھ گیا ہے ہر زمانے کا ولی

اللہ تعالیٰ حضور سیدنا زندہ شاہ مدار علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیضان کو ہم لوگوں پر ابر رحمت بن کر برساتا رہے آمین آمین بجاہ جد الحسن والحسین صلی اللہ علیہ وسلم آمین۔

زندہ شاہ مدار اور حبس نفس

مولانا انوار احمد نعیمی جلاپوری صدر مدرس دار العلوم بہار شاہ شہر فیض آباد یوپی

اتر پردیش کے قابل دید، مینارۂ نور اور عبرت آموز تاریخی و مذہبی تقدس کے حامل مقامات میں شہر مکن پور شریف ضلع کانپور کو ایک مخصوص اور منفرد حیثیت حاصل ہے پورے عالم اسلام میں یہ قصبہ حضور سیدنا زندہ شاہ مدار علیہ الرحمۃ والرضوان کی وجہ سے مشہور و معروف ہے۔

قصبہ مکن پور شریف کو اہمیت اور تقدیس اس بنا پر حاصل ہے کہ اس سرزمین پر ملک اور بیرون ملک کے اولیائے کرام کی کثیر جماعت حضور سیدنا زندہ شاہ مدار علیہ الرحمۃ والرضوان سے فیضان باطن حاصل کرنے کے لیے تشریف لاتے تھے باطنی علوم کے بادشاہ گربن کے رشد و ہدایت کے تخت پر جلوہ افروز ہو کر فیاضی کے ساتھ نور باطن تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ یہ ان ہی لوگوں کی کاوش ہے پورے غیر منقسم ہندوستان میں ہزاروں کی تعداد میں حضور سیدنا زندہ شاہ مدار علیہ الرحمۃ والرضوان کا چلہ کا نہ ہونا اس زمانے میں کون سے گاؤں و بستی اور شہر و قصبہ نہ ہو جہاں آپ کا بافیض قدم نہ پہنچے ہوں۔

اس قصبہ سے مسلمانوں کا کس قدر گہرا تعلق رہا ہے؟ اس کا اندازہ اس ناقابل تردید حقیقت سے لگایا جاتا ہے کہ جس قدر اولیائے اللہ، بزرگان دین، علما و فضلا اور صوفیا و فقرا اس سرزمین کے باشندوں کو کفر و شرک اور جہل و ضلالت گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکالنے کے اور فسق و فجور کے دلدل میں ڈوب مرنے سے بچانے کے لیے اندرون ملک و بیرون ملک سے یہاں تشریف لائے، اتنے ہندوستان کے کسی خطۂ عرض پر نہیں لائے۔ اس لیے اس کو پرانے زمانے میں مدینۃ الاولیا کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

مدار جہاں، مظہر تجلیات لامکاں حضور سیدنا زندہ شاہ مدار بدیع الدین احمد مکن پوری رضی اللہ عنہ خواجگان طیفوریہ کے جس جلالت شان فلک ولایت کے جس طرح شمس و قمر ہیں وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ سارے جہاں میں ان کی عظمت و سیادت، قیادت کا ڈنکا بج رہا ہے اسلام کی تبلیغ و اشاعت، جلال کبریائی، جبین پاک کی تابانی کے ظہور اور کفر و الحاد کی قوتوں کے ساتھ تصادم کی ایک عظیم الشان تاریخ حضور سیدنا زندہ شاہ مدار سے وابستہ ہے۔

خاندان فقراں کے نور سے — جلوہ فرما ہے زیادہ طور سے
نسبت شاہ مدار مست ہو — ہے ہمارے گلستاں کی رنگ و بو

عالم اسلام کا چپہ چپہ پر حضور سیدنا زندہ شاہ مدار کا فیضان آسمان کے بادل کی طرح برستا رہتا ہے اور آج بھی برس رہا ہے سلسلہ طیفوریہ مداریہ کی برکتوں سے بے شمار انسان کفر و شرک کی ظلمتوں سے نکل کر اسلام و ایمان کے اجالے میں آگئے اور ہزاروں سعادت نصیب پاک طینت افراد خدارسی کی دولت لازوال سے سرفراز ہوئے ہیں۔

السلام اے شاہ خوباں السلام — عاشقوں کے دین و ایماں السلام
السلام اے رونق باغ رسول — السلام اے نخل بستان بتول

بیشمار طالبوں اور شیدائیوں کو یہ منصب عطا ہوا کہ دل پر ہاتھ رکھ دیا تو صاحب دل بنا دیا آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں تو روحوں کو عشق و سرمستی کے کیف میں شرابور کر دیا جو سر ان کے قدموں سے مس ہو گئے انھیں کشور ولایت کا تاجدار بنا دیا اور ہاتھ پکڑ لیا تو جلالت کبریائی کی دہلیز پر لا کر کھڑا کر دیا۔

محو ذات حضرت برحق ہیں وہ — حق نما حق دوست حق ہیں ہیں وہ
جاتے ہیں اس جا پہ جب اہل نظر — مست ہو جاتے ہیں انکو دیکھ کر
دیدۂ بینا جسے بخشے خدا — دیکھ لے اس جا پر نور کبریا

حضور زندہ شاہ مدار کے گہوارہ قدس سے جو چشمہ جاری ہوا وہ

آگے چل کر کئی سمتوں میں پھیل گیا اس نور کا جسے بھی امین بنایا گیا، اس کی ذات سے ہزاروں چراغ جلے اور ہر چراغ کی روشنی مختلف سمتوں اور خطوں میں پھیلتی گئی، اس طرح سلسلہ مداریہ کا روحانی وعرفانی ونسبتی فیض کشور ہند کی حدود کو توڑ کر آگے بڑھا اور روئے زمین کے مختلف حصوں اور ملکوں میں پھیل گیا۔

سینکڑوں ان کی کرامات جلی ‏ ‏ لکھ گیا ہے ہر زمانے کا ولی
رشد ان کا فقر کا گلزار ہے ‏ ‏ فقر ان کا وادیٔ تاتار ہے
شان ان کی جلوہ حیدری ‏ ‏ آن ان کی ذو الفقار صفدری

حضور مدار پاک اور ان کے سلسلے کے مشائخ عظام کی حیات اور ان کے احوال و مقامات پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں جو حضور مدار پاک کے احوال و کرامات اور مقامات و کمالات پر معلومات کا بیش بہا ذخیرہ فراہم کرتی ہیں ان لوگوں نے سلوک و تصوف کے رموز و ارشادات اور تزکیۂ قلب کے لیے اذکار اور مراقبات و ریاضات و مجاہدات کی تشریح وتفصیل کا حق جس خوبی کے ساتھ ادا کیا ہے یہ انھیں لوگوں کا حصہ ہے۔

راقم الحروف احقر انوار احمد نعیمی جلالپوری بارگاہ زندہ شاہ مدار میں یہ آس لگائے ہے کہ یہی آرزو پوری ہو جائے کہ:

دکھ میں سکھ میں کلیس میں گاؤں بھجن تہار
سائیں ایسا مگن کرو رہے نہ سونچ بچار

قطب الاقطاب، قطب المدار، فرد الافراد حضور سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار ایسے اونچے اور اعلیٰ مقام پر فائز ہیں کہ آپ کی ذات بابرکات کا عرفان حاصل کرنا جس سے بڑے بڑے عارف محروم ہیں اور آپ کے حالات واوصاف بیان کرنے میں سخت اضطراب میں ہیں چونکہ آپ اسلام وعرفان کی حقیقی تعلیم حاصل کر کے غرائب الاطوار عجائب الاحوال کے مراتب ومقامات پر فائز ومتمکن ہیں۔

زیب عالم بر تو حسن رخ نیکوئے تو
شد مشام اہل عرفاں تازہ از خوشبوئے تو
صاحب تسلیم اکمل سالک صحرائے عشق
سرگروہ بادہ نوشاں ساقی صہبائے عشق

بزرگان دین کے بہ لحاظ مدارج باطن گو متعدد خطاب اور ہوں گے لیکن بہ مناسبت مراتب ظاہری چند لقب مشہور یہ ہیں۔ مخدوم، صوفی، صافی، سالک، مجذوب، شیخ، ولی، ابن الوقت، ابو الوقت، مخدوم، غوث، قطب، قطب مدار، قلندر، ابدال، اوتار، فقیر اور ان حضرات عالی منزلت کے طریق ومشرب میں کافی اختلاف ہے لیکن اصول جملہ ہادیان راہ طریقت کا صرف خداطلبی ہے اور سب کا طریق طلب عشق و محبت پر محمول ہے گویا ان حضرات کے دیگر عادات اور خیالات جداگانہ ہیں مگر ہر طریق اور ہر مشرب میں آخری کلیہ یہی ہے کہ عشق لازمی اور ضروری ہے۔ بلکہ ہر مذہب کا مدار عشق پر ہے اور ہر ملت کی جان عشق ہے۔ لہٰذا عشق ہر فرد انسان کے لیے تقویت ایمان ہے اور سوائے فائدہ کے اس میں نقصان کا نام نہیں۔ دوہا

پریم برابر جو انہیں کبھی نہ جس میں ہار
داؤں پڑے تو ملیں گسائیں ہارے بیڑا پار

انھیں مقبولان بارگاہ صمدیت و واصلان حضرت احدیت میں جو عنایت وہبی سے خوشحال اور دولت ازلی سے مالا مال ہوتے ہیں ایک گروہ سرمست و مدہوش جام بادۂ بےخودی نوش فرما کر شمع جلال ایزدی پر شیفتہ اور سطوت فردانیت خداوندی پر فریفتہ ہوتا ہے۔ دشت تجرید، بحر تفرید کی آشنائی صاحب کیف و حال، ثابت قدم و پختہ خیال مجرد و آزاد جانما برباد تصدیق وحدانیت معبود میں اپنی ہستی نیست و نابود کرتے ہیں تعلقات موجودات کا التفات مٹا کر وادی طلب وصال میں قدم رکھتے ہیں اور شوق دیدار جمال میں زبان حال سے عرض کرتے ہیں۔

نہ بند خلق باشم نے از کسے ہراسم
مرغ کشادہ بالم ترس قفس ندارم

یہ حضرات مرد میدان تفرید صحرای توحید میں رہتے ہیں اصطلاحات صوفیہ میں ان کو قلندر کہتے ہیں ان کا رندانہ مشرب ملامتی مذہب ہے موحد خطاب، حیدری لقب ہے یہ اہل یقینی بظاہر تارک دنیا و دین ہوتے ہیں اور ان کا قول ہوتا ہے۔

خود را بخد اگذ ار و بگذر زہمہ
کیں خواہش جملہ دین و دیناہمہ ہیچ

طریق قلندری اس کوچہ فقر میں نہایت سخت اور دشوار گذار راہ ہے مادشما کا منھ نہیں کہ مذاق قلندری کا دعویٰ کریں اوران مردان خدا سے ہمسری کا دم بھریں، قلندر جب کوچہ طلب میں قدم رکھتا ہے تو چند چیزوں کو ترک کرنا ضروری ہے۔

اول: ترک دنیا اس کے ساتھ طلب آخرت کا شوق۔

دوم: ترک ہوائے نفس وطلب صفائی دل کا شوق۔

سوم: ترک صحبت ناجنس وطلب خلوت۔

چہارم: ترک سخن لایعنی وطلب معارف ربانی

پنجم: ترک خواب غفلت وطلب بیداری ظاہر وباطن

ششم: ترک لذائذ جسمانی وطلب غذائے روحانی۔

ہفتم: ترک عیش وراحت وطلب محبت وبیست۔

ہشتم: ترک ناز طلب نیاز

نہم: ترک شہرت وطلب زادیہ خمول وعزلت۔

تارک دنیا طالب راہ حق ہوتا ہے بغیر طلب صادق کے دنیا کو ترک کرنا محال ہے۔ طالب دنیا رنجور اور خدا سے دور رہتا ہے اور تارک دنیا کو خدا ضرور ملتا ہے طالب خدا کو تارک دنیا ہونا لازمی ہے ورنہ منزل مقصود تک پہنچنا دشوار بلکہ ناممکن ہے۔

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دون
ایں خیال است و محال است و جنون

کوچۂ قلندری میں ترک دنیا بہت چھوٹا اور ابتدائی کام ہے کیونکہ مراحل ترک عقبیٰ اور منازل ترک مولا کے بعد وہ مقام ہے کہ طالب مراتب علیا سے ممتاز اور خطاب قلندری سے سرفراز ہوتا ہے بلکہ کمال قلندری کا تمغہ ترک چہارم کے بعد بارگاہ احدیت سے مرحمت ہوتا ہے۔

قلندر کی حالت متضاد ہوتی ہے یہ مردان خدا صاحب فیض بھی ہوتے ہیں اور انتہا کے بےفیض بھی ہوتے ہیں جلالی شان، جمالی آن بان، عاشقانہ نیاز، معشوقانہ انداز، وقت سلوک عاقل وہوشیار، حالت جذب میں مدہوش وسرشار، مقام صبر میں ساکت اور شوق وصال میں بیتاب بھی جوش حیرت میں خاموش اور مقرر وحاضر جواب بھی نہ اکرام کا خیال نہ تکلیف کا ملال نہ عزت کی حسرت نہ ذلت کا اندیشہ قلندری چال ملامتی پیشہ بربادی میں فرد، آزادی میں طاق، خوش گلو کے دوست خوش رو کے مشتاق ہوتے ہیں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت رب العالمین نے اکثر انبیاو مرسلین کو خوش الحان اور حسین مخلوق فرمایا اس واسطے کہ ان کے وجود اطہر سے ہدایت خلق مقصود تھی پس علاوہ قوت روحانی کے یہ مناسبت فطرت انسانی صورتاً بھی شکیل بنایا اور صوت جمیل سے ممتاز فرمایا کہ افراد بنی آدم کو رجوع کرنے میں زیادہ آسانی ہو۔

مشائخین طریقت نے ذکر الٰہی کے لیے قواعد منصب فرمائے ہیں اور ہر قاعدہ کا ایک نام مقرر ہے مثلاً دوضربی، سہ ضربی، چہارضربی، شش ضربی، ندائی، عدادی، پاس انفاس، حبس دم، اسم ذات، نفی و اثبات، ذکر اسدی، ذکر سرمدی، ذکر آئینہ، ذکر قمری، ذکر ملکوتی، ذکر جلالی وغیرہ وغیرہ اس کے بعد مراقبہ اور مکاشفہ بھی ضروری گرداناہے۔

سلسلہ عالیہ طیفوریہ مداریہ میں حبس دم کی اہمیت

شغل حبس نفس کے واسطے خلوت لازمی ہے اس لیے شاغل کو چاہئے کہ تنہائی اور ایک وقت خاص میں یہ شغل کرے اسی لیے بزرگوں نے چلّہ گاہیں قائم فرمائیں ہیں اور وقت سیر وصحبت خلق میں پاس انفاس کا ذاکر رہے۔

خلاصۃ السلوک میں ہے کہ حضرات مشائخین نے مسافر عالم ملکوت کی آسانی اور ترقیٔ مدارج کے واسطے شغل حبس نفس بھی تجویز فرمایا ہے جس کو سلسلہ مداریہ میں دم مدار بیڑا پار کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ شغل سیر ملکوتی میں رفیق صادق سمجھا گیا ہے کہ طالب راہ طریقت کو منزل مقصود یعنی جوار مشاہد حقیقی تک پہنچا تا ہے۔

اس شغل کا نہایت مستند طریقہ حضرات صوفیہ کرام نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ بطریق حبوہ بیٹھے جو طرز نشست حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور راحتو الجبا کے ہاتھوں کے چادر سے کرے اور آرنج ہر دو دست سر زانو پر رکھ کر انگشت سے دونوں کانوں کے سوراخ اس طرح مضبوط بند کرے کہ راہ نفس مسدود ہوجائے اور پلکیں نیچی کر کے انگشت شہادت سے دونوں آنکھیں اور اسی کے پاس والی انگلیوں سے ہر دو پرۂ بینی اور لب اس اہتمام کے ساتھ بند کرے کہ سانس کے آنے جانے کی

راہ نہ رہے مگر پہلے داہنی جانب راہ مسدود کرے اور بائیں جانب کے سوراخ کھلے رہیں اور لاالہ کا دم کھینچ کر زیر دماغ لے جانے اور اس کے بعد اسی دم کو دل صنوبری کی جانب لے جائے اور فوراً بائیں طرف کے سوراخ بھی مستحکم طور پر بند کرے اور حبس نفس اس وقت تک کرے کہ بے تصنیع وطفت دم برداشت کرے اور جب تحمل نہ ہوتو وہ انگلی جو بینی کے بائیں پردہ کو بند لئے ہے اس کو اٹھالے اور سانس کو آہستگی اور بتدریج الا اللہ کے ساتھ نکالے کیونکہ اگر اخراج نفس بتدریج نہ ہوگا تو دماغ کے واسطے باعث مضرت ہے۔

حبس نفس میں جہاں تک ممکن ہو وقت حاصل کرے چنانچہ بعض مشاغل ایک پہر تک حبس نفس کی وقت رکھتے تھے اور اکثر بزرگوں کے تذکرہ میں دیکھا ہے کہ وہ بعد نماز عشاء اس شغل میں مصروف ہوتے تھے اور وقت نماز فجر تک حبس نفس فرماتے تھے۔

حضور سیدنا محبوب پاک غوث الثقلین علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس شغل کا نام آوردو برد فرمایا ہے۔ اور اکثر بزرگوں اور صوفیہ اس شغل کو زدو برد اس لحاظ سے کہتے ہیں کہ انکا مقولہ ہے کہ ہر کہ ایں اسم شریف رابدل زد گوئی مقصود برد۔

اور بعض متقدمین نے مشاغل کی ترقی کے واسطے احتیاطاً طریق عمل مذکور میں اس قدر زیادہ کیا ہے کہ بعد حبس نفس مشاغل کو لازم ہے کہ گاہ گاہ زبان دل سے لاالہ کہا کرے اسلئے کہ خالی بیٹھنے میں خطرات پیدا ہوتے ہیں اور مشاغل کے واسطے جمعیت خاطر لازم ہے باعث نقصان ہے۔

حبس دم ہی کا نام دم مدار ہے جب اس پر قادر ہوجاتا ہے تو بیڑا پار ہوتا ہے سلسلہ طیفوریہ مداریہ میں بعض بعض سالک ایک ایک سال تک حبس دم کرنے پر قادر تھے حضور سیدنا زندہ شاہ مدار علیہ الرحمۃ والرضوان بارہ بارہ سال تک حبس کرنے پر قادر تھے۔ حبس نفس وغیرہ طالب کو تین روز میں سماعت صوت سرمدی نصیب ہوگئی لیکن اس کو یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ مشاغل کی فکر وکوشش کا نتیجہ تھا بلکہ اصل یہ ہے کہ پیشوائے کامل کی توجہ اور فیضان باطنی کا کرشمہ تھا۔

آپ کا مقام ومرتبہ:

لطائف اشرفی میں ہے کہ شیخ بدیع الدین شاہ مدار رضی اللہ عنہ کو بارگاہ قاسم نعمات صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مخصوص نعمت اویسیہ تفویض کی گئی آپ نے اس فیضان کو دوسرون میں بھی تقسیم فرمایا چنانچہ آپ کے ایک مرید وخلیفہ حضرت محمود کنتوری رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ حضور اپنا سلسلہ اویسیہ مجھے عطا فرمائیں کریم ابن کریم نے نوازش کا دریا بہایا ارشاد فرمایا۔

اپنا نام لکھو پھر میرا نام لکھو اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی نقش کرو اور سلسلہ عالیہ مداریہ اویسیہ سے مستفیض ہوجاؤ۔

بحر زخار کے مولف نے تحریر فرمایا ہے کہ

قطب مدار ولایت کا ایک مرتبہ ہے باطن میں اس کو عبداللہ کہتے ہیں اس لیے کہ وہ اسم ذات کا مظہر ہوتا ہے اور بے واسطہ اللہ تعالیٰ سے فیض حاصل کرکے پورے طور سے عالم وعالم سفلی پر پہنچاتا ہے اور وہ ہر زمانہ میں صرف ایک ہوتا ہے اور سارے اقطاب اوتاد ابدال اور تمامی رجال اللہ قطب مدار کے تابع ہوتے ہیں۔

حضور سیدنا شیخ بدیع الدین قطب المدار نے درحقیقت روح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وروح حضرت علی المرتضیٰ وامام مہدی سے تلقین حاصل کی تھی۔ قطب مدار کے چند نام ہوتے ہیں قطب الاقطاب و قطب الارشاد وقطب عالم وقطب کبریٰ اور قطب اکبر اس ایک شخص کو کہتے ہیں۔ حضرت قطب المدار کو مقام صمدیت حاصل تھا اور اس مقام صمدیت کی چند علامتیں ہیں۔

(۱) جب صوفی اس مقام پر پہنچتا ہے دنیاوی کھانے پینے کی اسے حالت نہیں ہوتی ہے۔
(۲) کمزوری اور بڑھاپے سے دوچار نہیں ہوتا ہے۔
(۳) اس کا لباس پرانا اور میلا نہیں ہوتا ہے۔
(۴) جو کوئی اس کے جمال باکمال کو دیکھتا ہے بے اختیار سجدہ کرتا ہے

یہ ساری علامتیں حضرت زندہ شاہ مدار میں موجود تھیں۔۹۷۶

لطائف اشرفی میں فتوحات مکیہ سے نقل ہے کہ:

قطب عالم وہ یکتائے زمانہ ہے جو عالم میں منظور نظر الٰہی ہوتا ہے ہر زمانہ میں ہر گھڑی میں اور وہ اسرافیل علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے اور قطبیت کبریٰ جو قطب مدار کا مرتبہ ہے اور مرتبہ باطن نبوت صلی اللہ

علیہ وسلم کا ہے اور یہ مرتبہ کمال نہیں مل سکتا مگر صرف وارثان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی ملتا ہے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے سرتاپا کرامت بنادیا تھا آپ نہ کھانا کھاتے تھے نہ پانی پیتے اور جو کپڑے آپ کے بدن مبارک سے لگ گئے وہ نہ پرانے ہوتے نہ میلے ہوتے آپ ہمیشہ تر و تازہ فرحاں وشاداں وصحت مندرہتے بڑھاپے پریشانی و بیماری اور غمگین کا اثر ان کے حال سے بھی ظاہر نہیں ہوتا اور کمال درجہ فنا فی اللہ ہو کر مشاہدۂ حق الحق میں مستغرق رہتے۔ عالم وجود میں اتنی پر عظمت اور بے مثال زندگانی کون گذار سکتا ہے اور اس سے بہتر اور بلند و بالا کرامتیں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو نہیں عطا فرمائیں ہیں۔

آپ کی عمر شریف جب ۵۹۶ سال کی ہوئی۔ صاحب عالم مادۂ تاریخ ولادت اور ساکن بہشت مادۂ تاریخ وصال ہے۔

محو شد درد ذات مطلق آں نگار
تا بدیع الدین شاہ مدار

جب وہ محبوب ذات مطلق میں ڈوب گیا یہاں تک کہ بدیع الدین سے شاہ مدار ہو گیا۔

سال تاریخش ندا آمد از غیب
از جمال احوال شد عین یار

اس کی سال تاریخ کے بارے میں غیب سے آواز آئی اس محبوب کا حال جمال سے ظاہر ہے۔

روز و شب مرقد پر نور کردگار
یوں برستا ہے جوں ابر بہار
جبہ سائی کو وہاں جو جائے ہے
دل سے اس کے فکر غیر اٹھ جائے ہے
بے خودی بخشے ہے یاد خانقاہ
لے اڑے ہے برفراز لاالہ

❑❑❑

منقبت شریف

بہ بارگاہ: حضور مدار العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قلم بابائے شعر سخن علامہ ادیب مکنپوری علیہ الرحمہ

مدینے کی تقسیم خیرات ہوگی
ابھی ابر اٹھے گا برسات ہو گی

نگاہو؟ کہیں اٹھ کے گم ہونہ جانا
کہ روضے پہ جلووں کی بہتات ہوگی

فزوں اور اے جوش دیوانگی ہو
جو یہ دیکھ لیں گے بڑی بات ہوگی

جو پہنچائے گی حشر میں مصطفیٰ تک
مدار دوعالم کی وہ ذات ہوگی

یہاں آج خواجہ بھی ہیں غوث بھی ہیں
نظر ہو تو سب سے ملاقات ہوگی

دہائی تو دو قطب ہر دوجہاں کی
قبول خدا ہر مناجات ہوگی

یہاں ہم بھی حاضر ہیں با حال مضطر
سنا ہے کہ تجدید حالات ہوگی

ادیب ان سے توفیق دیدار مانگو
تجلی عیاں آج کی رات ہوگی

❑❑❑

مداراعظم وافاضۂ سلسلۂ قطب عالم

مفتی محمد معین الدین اشرفی دارالعلوم بہار شاہ فیض آباد

اولیائے کرام و بزرگان دین کی جہاں گردی اور سیاحت پیمائی دین اسلام کی تبلیغ وترویج اس کی تعلیمات کی نشر واشاعت خدمت خلق انکو فیض رسانی اوران پر ذرہ نوازی کا قوی ترین ذریعہ ہوتی ہے اسلامی احکام اوراسکے آفاقی پیغام نے آج جس طرح حدود عرب سے نکل کر یورپ وایشیاء وافریقہ اور دیگر تمام بلاد مسکونہ تک رسائی حاصل کی ہے حتی کہ اس کی نورانیت اورضوفشانی سے عرب وعجم کی شاہراہیں ان کے محلات بلکہ وداء کوہسار و جنگلات منور و درخشندہ ہو چکے ہیں یہ انھیں سلاطین اسلام کے قدوم میمنت لزوم کی برکتوں کا ثمرہ ہے اسلامی آباد کاری کے سلسلہ میں تبلیغی اسفار سب سے پیشتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے صحابہ نے کیے چنانچہ ان برگزیدہ ہستیوں نے اسلام کی آبیاری اور کلمۃ الحق کی سر بلندی کی خاطر نا یہ کہ کفار عرب سے صرف جہاد کیے اور دور دراز مقامات کے مشکل ترین اسفار کیے بلکہ ہمیشہ کے لیے اپنے اہل وعیال اور وطن عزیز کو بھی خیر باد کہہ دیا جان کی بازی لگا دی مگر اسلامی تبلیغ نہ رکی ڈاکٹر اقبال نے پتے کی بات کہی ہے۔

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نا چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دئے گھوڑے ہم نے

پھر تابعین تبع تابعین بزرگان دین اور صلحائے امت کا ایک مقدس قافلہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے نقش قدم پر اس سمت رواں دواں ہو گیا کہ دنیا کے گوشے گوشے میں ایمان کی شمعیں فروزاں کر دیں کفر وشرک اور ضلالت وگمرہی کے قعر مزلت میں اوندھے پڑے انسانوں اور ورطہ ظلمات میں حیران و پریشان متلاشیان راہ کو صراط مستقیم دکھایا ہندوستان جیسے قدیم ترین کفرستان میں دین اسلام کی اشاعت اور کروڑوں انسان کی دامن اسلام سے وابستگی درحقیقت انھیں بزرگان دین کی جہاں بانی ان کے مساعیٔ جمیلہ اور خدمات دینیہ کی مرہون منت ہے۔چنانچہ ایک زمینی حقیقت ہے کے ہندوستان جیسے گہوارہ کفر و بت پرستی میں ان قدسی صفات و جامع کمالات ہستیوں نے اخلاص ومحبت کردار وعمل تقوی وطہارت عفو و در گذر عفت و پاک دامنی اور ایثار و ہمدردی کا ایسا بے مثال نمونہ پیش کیا کہ اہلیان ہند نہ یہ کہ دل و جان سے ان کے گرویدہ ہو گئے بلکہ صدق دل سے اسلام کو اپنے سینے سے لگا لیا، ان کے ظاہری حیات طیبہ کے شب وروز اوراس کے لمحات تو دین کے بقا واستحکام کے لیے وقف تھے ہی وصال فرمانے کے بعد بھی ان بزرگوں کے مزارات پر انوار سے ہدایت کا سلسلہ اور فیض و برکات کا چشمہ جاری ہے۔ بلا تفریق مذہب وملت جو پریشان حال حسن عقیدت اور کمال اعتقاد کے ساتھ ان بارگاہوں میں جاتا ہے، ان کے طفیل ان کی پریشانی دور ہو جاتی ہے اور جو گم گشتگان راہ منزل اور نابالغان معرفت ان کے سایہ کرم تک رسائی کر لیتے ہیں انھیں ہدایت کا راستہ منزل مقصود کا پتہ مل جاتا ہے اور ہمیشہ کے لیے انھیں روحانی سکون میسر ہو جاتا ہے غرض کہ ان مزارات مقدسہ سے ہدایت کا پیغام جاری اور مسلمانوں کے عقائد کا تحفظ وابستہ ہے۔ آج سر زمین ہند پر جو سنیت کی بہاریں ہم دیکھ رہے ہیں اور آج مسلمانوں کے اذہان وقلوب میں عقائد حقہ کا چراغ روشن ہے یہ سب انھیں بزرگوں کے مزارات کا فیضان ہے ورنہ ہم علمائے ظواہر خصوصاً خطبا نے آج جو طرز تبلیغ اور انداز تخاطب اختیار کر رکھا ہے، اس سے اہل سنت و جماعت کو فائدہ کم اور نقصان زیادہ پہونچ رہا ہے۔ سرزمین ہند کو جن بزرگوں کی قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی یا جن اللہ والوں نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرزمین ہندوستان کو عشق وعرفان کا گہوارہ بنایا ان کی تعداد بے شمار ہے ان میں ایک عظیم المرتبت اور شہرہ آفاق شخصیت حضور قطب المدار سیدنا شاہ سید بدیع الحق والدین علی حلبی شامی مکن پوری رضی اللہ تعالی عنہ کی ہے ۔ بیرون ممالک سے ہندوستان میں تشریف لانے والے اولیائے کرام میں آپ کو بحیثیت

تبلیغ وارشاد اولیت حاصل ہے، اس لیے ذیل میں حضور قطب المدار کی سیرت وسیاحت کا مختصر تعارف نذر قارئین ہے۔

قطب المدار حضور سید بدیع الدین مکن پوری قدس سرہ النورانی ملک شام کے مشہور شہر حلب میں حضرت قاضی قدوۃ الدین علی حلبی عرف سید علی حلبی کے دولت سرائے اقدس میں یکم شوال المکرّم سن 242ھ بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق خاص عید کے دن پیدا ہوئے۔ روایتوں میں آیا ہے کہ آپ حسن وجمال کے پیکر جمیل تھے، روئے زیبا نہایت ہی پرنور اور ایسا درخشندہ تھا کہ روئے تاباں کی ضیاباری سے جائے ولادت جگمگا اٹھا، اور غیب سے صدا آئی ھذا ولی اللہ۔ جب مکتب کی عمر شریف ہوئی تو بطریق خاندانی آپ کی رسم بسم اللہ خوانی حضرت حذیفہ شامی رضی اللہ تعالی عنہ کی زبان فیض ترجمان سے عمل میں آئی، پھر آپ ہی کے زیر سایہ جملہ علوم وفنون شرعیہ کی تکمیل چودہ برس کی مختصر عمر میں کی۔ اس کے علاوہ علم ہیمیا، سیمیا، ریمیا اور کیمیا وغیرہ میں بھی مہارت حاصل کی۔ جب علوم شرائع واحکام میں کمال حاصل کرلیا تو علم باطنی کی طرف توجہ فرمائی اور اسی ذوق وشوق سے حرمین طیبین کا قصد فرمایا۔ ایک دن کعبہ میں عبادت الٰہی میں مصروف تھے کہ ایک غیبی آواز گوش گذار ہوئی، بدیع الدین اٹھو اور روانہ ہو۔ حضرت بایزید بسطامی تمہیں نسبت روحانی سے فیضیاب کرنے کے لیے دار السلام میں تمھارے منتظر ہیں۔ چنانچہ آپ فورا دار السلام بیت المقدس کی طرف پابہ رکاب ہوئے، حسب بشارت سلطان العارفین حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ النورانی نے حضرت مدار پاک کو برکات وانوار سے معمور بیت المقدس کے صحن میں شب جمعہ دس شوال المکرّم سن 259 ہجری میں داخل سلسلہ فرمایا کامل دوسال تک مرشد عالم کی خدمت اور بافیض صحبت میں رہ کر سلوک و معرفت کے تمام دشوار گذار مراحل طے فرمائے، بعدہ مرشد کامل نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرماکر ارشاد فرمایا۔ بدیع الدین جاؤ، بیت اللہ سے فارغ ہوکر اپنے جدا کرم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دربار میں حاضری دو، آنحضرت انتظار فرمارہے ہیں۔ حکم مرشد پاتے ہی قدم بوس ہوکر بجانب مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور حج بیت اللہ ادا کیا، پھر سرکار دوعالم نور مجسم رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دربار قدس میں دیوانگی کے عالم میں پہونچے۔ بغایت عجز وانکساری و بکمال ادب احترام روضۂ انور پر حاضری دی روضۂ انور سے آواز آئی یا ابنی اھلا وسھلا ومرحبا روضۂ پاک کو بوسہ دیا اور دربار مبارک میں مراقب ہوئے، پھر بارگاہ رسالت سے خاص انعام واکرام اور فیوض و برکات سے نوازے گئے اور حکم رسول ہوا، بدیع الدین تم ہندوستان جاؤ اور وہاں جاکر مخلوق خدا کی ہدایت میں کوشش کرو۔ آپ حکم رسول سنتے ہی عازم سفر ہندوستان ہوئے، بلاد وامصار جنگلات و بیابان، پرپیچ گھاٹیاں اور بحروبر کے ہلاکت خیز راستے طے کرتے ہوئے ہندوستان پہنچے، سرزمین ہندوستان کے بلادوقریات بیابان وجنگلات حتی کے سنگلاخ وادیوں اور پہاڑوں کو ذکر الٰہی سے معمور فرمادیا۔ متعدد مقامات پر بارہ بارہ چودہ چودہ برس تک ریاضت ومجاہدہ کے لیے چلہ کش رہے۔ آج بھی آپ کی ذات مبارکہ سے منسوب بیشمار ایسے مقامات موجود ہیں جو مدار ٹیکری، مدار چلہ، مدار دروازہ، مدار کنواں اور مدار پہاڑی کے نام سے موسوم ہیں جہاں آج بھی مدار پاک کی نقش پا کی برکتیں محسوس کی جاتی ہیں، ذکر وفکر عبادت وبندگی ریاضت ومجاہدہ اور معمولات صوفیا سے فراغت کے بعد خدمت خلق تبلیغ دین اور دعوت اسلام کی نشر واشاعت میں کوشاں رہتے، اس سلسلے میں حضور مدار پاک نے اس وقت کے غیر منقسم ہندوستان کے اکثر بلاد وامصار کے اسفار فرمائے، لاکھوں نہیں کروڑوں کی تعداد میں کفر وشرک کی گندگی میں پڑے انسانوں نے آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا، دعوت وتبلیغ کی راہوں میں جن امصار و بلاد کو خصوصیت کے ساتھ قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی، ان میں گجرات، راجستھان، یوپی، بہار، بنگال وسندھ وملتان، سمرقند، تاشقند، بخارا، خراسان، کابل، کشمیر، آسام، بدری ناتھ، گرنار، پہاڑ نیپال، مدراس اور بجیوڑا وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ یوں تو حضرت مدار پاک نے بموجب حکم رسول اسلام کی دعوت وتبلیغ کا مرکز ومحور ہندوستان کو بنایا تھا مگر آپ کی تبلیغی سیاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا تبلیغی دائرہ ہند وپاک تک محدود نہ تھا بلکہ حدود ہند سے تجاوز کر کے، یورپ کے حدوں کو چھو چکا تھا۔ چنانچہ سوانح نگاروں نے مدار اعظم کے تبلیغی دورے کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہندوستان سے آپ نے سات مرتبہ حرمین طیبین کی زیارت فرمائی اور ہر ہر بار الگ الگ راستہ سے حرمین شریفین کا سفر فرمایا اور ہر مرتبہ اثنائے سفر کتنے ہی مقامات و ممالک ملے، وہاں اسلام کی شمع فروزاں کرتے گذرے، اس لیے حضور مدار پاک نے ہندوستان کے علاوہ شام حجاز ایراق افغانستان یورپ بر

طانیہ المانیہ روم یونان ،ایران ،مصر ،فارس ،سوڈان ،مراکش ،چین و جاپان ،کولمبوسراندیپ اور انڈونیشیا وغیرہ دور دراز مقامات کا سفر فرمایا۔ ہر جگہ اسلام کا پرچم سر بلند فرمایا ،جہاں جہاں ورود ومسعود ہوا ،ہزاروں کی تعداد میں لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے ۔یہاں بعض اذہان میں شبہہ ہوسکتا ہے کہ اس زمانہ میں جب سفر کے وسائل وذرائع نہ ہونے کے ساتھ راہ سفر نہایت ہی پیچیدہ ،پرخطر اور ہلاکت خیز تھے ،ایک انسان کا اتنے ممالک کا دورہ کرنا اور متعدد مقامات پر سینکڑوں سال تک ریاضت ومجاہدہ میں مصروف ومستغرق رہنا ،خارج از امکان نظر آتا ہے مگر حضور مدار پاک کی ولایت وبزرگی عمر کی درازگی اور اولوالعزمی کے بالمقابل ایسے شبہات کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی کیونکہ اس آفتاب ولایت کو اللہ تعالی نے اپنے حمایت ونصرت کے لیے منتخب فرمالیا تھا اس لیے خاص فضل اور انعامات عطا فرمائے ،درازگی عمر کی دولت عطا فرمائی ، گروہ اولیاء میں مقام بلند عطا فرمایا ،روحانی سلطنت میں ادوار عالم کا نظام اس کی زمام اقتدار اور ولایت وقطبیت کی تنفیذ وتعطیل کا اختیار اللہ تعالی اپنے جن خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے ،صوفیا کی اصطلاح میں انھیں قطب الاقطاب ،مداراعظم ،غوث زماں ،قطب الدائرہ جیسے معزز القاب سے یاد کیا جاتا ہے ۔حضرت مدار پاک ولایت کے اسی اعلیٰ ترین منزل پر فائز تھے ،غرض آپ کے منصب ومقام ولایت وبزرگی کشف و کرامات درازگی عمر اور اولوالعزمی اور قوت ارادہ کی پختگی کے پیش نظر دور دراز مقامات کے بشکل اسفار تبلیغی دائرے کی وسعتیں اور ریاضت و مجاہدہ کی اتنی طویل مدتیں خارج از امکان نہیں بلکہ مبنی برحقیقت اور قرین قیاس ہیں حضور مدار پاک کے تبلیغی اسفار کے بیان میں اس گوشہ کا ذکر بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ حضرت نے اپنے تبلیغی ادوار میں بیشمار علما ومشائخ اولیائے زمانہ اور سلاطین اسلام سے ملاقاتیں کیں ۔ایک دوسرے کی با فیض محبت میں رہ کر فیوض وبرکات سے مالا مال ہوئے البتہ ان میں سے جو ہم رتبہ وہم منصب اولیائے کرام تھے ،ان کو آپ نے جہاں خرقہ محبت سے نوازا وہیں ان سے بھی خرقہ محبت بطور تبرک حاصل کیا ۔

اس ضمن میں صحابیٔ رسول شیخ ابوالرضا حاجی بابا رتن ہندی بھٹنڈہ پنجاب رضی اللہ تعالی عنہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور پیران پیر محبوب سبحانی غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ ،خواجہ خواجگان عطائے رسول خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری ،جہانیاں جہاں گشت حضرت سید جلال الدین بخاری اور غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی قدست اسرارہم سے خصوصی ملاقات قابل ذکر ہے ۔ آخر الذکر دونوں بزرگوں میں سے اول کو حضرت مدار پاک نے دستار خلافت عطا کیا تھا جب کہ دوم کو خرقہ محبت عطا فرمایا تھا جیسا کہ لطائف اشرفی میں مخدوم پاک نے اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے ،فرماتے ہیں ۔

''خرقہ دوم محبت است کہ پیر بعد ارادت مرید را جامہ خرقہ بدہد یا دو درویش یک دیگر بطریق رفاقت مدتے بسر بردہ باشد چوں از ہم یکے دیگر فرقت واقع شود یکے مر دیگر را خرقہ محبت بدہد چنانچہ حضرت شیخ بدیع الدین الملقب شاہ مدار قدس سرہ العزیز بحضرت قدوۃ الکبری ایام کثیرہ واعوام کبیرہ ہم یکے ذکر طریق نیز سپر دند بسبیل خضر بیک دیگر بسرمی بردند چوں از بندر روم حضرت شیخ مدار بسوئے خطہ اودھ صانہ اللہ عن البلیات عود نمود بحضرت ایشاں خرقہ محبت الباس کردند ودروقت فرقت بہم دیگر رقت بسیار کردند''

یعنی دوسرا خرقہ محبت ہوتا ہے جو کہ پیر اپنے مرید کو بیعت کرنے کے بعد کپڑا یا خرقہ عطا کرتے ہیں یا دو درویش جنھوں نے ایک طویل زمانہ بطور رفاقت ایک دوسرے کے ساتھ بسر کیا پھر جب جدائی کا وقت آئے تو ایک دوسرے کو خرقہ محبت عطا کرے جیسا کہ حضرت شیخ بدیع الدین ملقب زندہ شاہ مدار اور قدوۃ الکبری حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالی عنہما ایک دوسرے کے ساتھ سفر وحضر میں بڑی لمبی مدت تک رہے ،پھر جب روم کی بندرگاہ سے حضرت شیخ مدار نے خطہ اودھ کی طرف واپسی کا ارادہ فرمایا تو حضرت شاہ مدار نے حضرت مخدوم کو خرقہ محبت پہنایا اور جدائی کے وقت دونوں بزرگ ایک دوسرے سے بغل گیر ہو کر بہت روئے ،بعض ثقہ روایات میں ہے ہ دونوں نے ایک دوسرے کو خرقہ محبت پہنایا ۔اس کے علاوہ ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں گروہ اولیا اور جماعت اصفیا کی بزرگ ہستیوں اور گراں قدر شخصیتوں کے اسما تاریخ کے صفحات میں ملتے ہیں جن کو حضور مداد پاک سے بلا واسطہ بیعت وارشاد اور اجازت وخلافت حاصل تھا چند مشہور ومعروف خلفاء کے اسماء یہ ہیں ۔قطب زماں سید محمد ارغون ، خواجہ سید ابوتراب فنصور ،خواجہ ابوالحسن طیفور حسام الدین جونپوری ، حضرت حاجی بابا ملنگ عبد الرحمٰن کلیان ممبئی ،حضرت قاضی محمود کنتور ، حضرت شیخ حمید بن جلال بن شیخ ثابت ،حضرت قاضی سید صدر الدین محمد ملک العلماء اور حضرت قاضی شہاب الدین وغیرہم قدست اسرارہم ۔

نیپال میں سلسلۂ مداریہ بدیعیہ کا فیضان

حضرت قطب المدار سید احمد بدیع الدین طیفوری قدس سرہ

مفتی محمد رضا سالک قادری مصباحی، استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

نام ونسب:

قطب الاقطاب، فردالافراد، غریق بحر احدیت، واصل مقام صمدیت، داعیِ اسلام حضرت قطب المدار سید احمد بدیع الدین سید علی حلبی شامی رضی اللہ عنہ کی تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ کسی نے ۱۸۲ھ لکھا ہے اور کسی نے ۳۰۰ھ لکھا ہے، لیکن مدار اعظم کے مصنف مولانا فرید احمد عباسی نقشبندی مجددی نے یکم شوال المکرّم ۲۴۲ھ کو صحیح قرار دیا ہے، اور مادۂ تاریخ 'صاحب علم' بیان کیا ہے۔ (۱) مدار اعظم، مولانا فرید احمد عباسی نقشبندی، طبیب ریاست بھیکم پور، علی گڑھ، ص: ۳۰، سن اشاعت ۱۹۸۳ء۔ اس کتاب کی تالیف ۱۸/محرم الحرام ۱۳۳۳ھ میں مکمل ہوئی ہے اور سلسلۂ مداریہ پہ ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے)۔

تاریخ سلاطین شرقی اور صوفیائے جونپور کے مصنف سید اقبال احمد جونپوری نے بھی ۲۴۲ھ ہی کو اختیار کیا ہے۔

قدیم تذکرہ، تاریخ، سوانح اور انساب کی کتابیں حضرت قطب المدار کے تذکرہ سے خالی نظر آتی ہیں۔ اس کے مختلف اسباب ہیں: ایک تو یہ کہ آپ تیسری صدی ہجری کے اخیر میں ہی ہندوستان تشریف لا چکے تھے، اس زمانہ میں ہندوستان میں تاریخ وسوانح لکھنے کا کوئی مزاج نہ تھا اور نہ کسی نے اس کی طرف توجہ کی۔ دوسری وجہ آپ نے خود کو گوشہ گمنامی ہی میں زیادہ رکھا اور استتار کو پسند کیا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ آپ کا بے شمار بار بغداد شریف آنا جانا رہا، وہاں کے علما ومؤرخین نے ضرور کہیں نہ کہیں آپ کا تذکرہ کیا ہوگا لیکن بغداد کا سارا علمی وتاریخی سرمایہ فتنۂ تاتار میں تباہ کر دیا گیا۔ وہاں کی ساری کتابیں دریائے دجلہ میں بہادی گئیں، تین دنوں تک دریائے دجلہ کا ایک کنارہ ۲۰/لاکھ انسانوں کے خون سے سرخ ہوکر بہتا رہا اور دوسرا کنارہ کتابوں کے مسودات اور مخطوطات کی سیاہی سے سیاہ ہوکر بہتا رہا۔ یہی حال ہندوستان میں پیش آیا، بقول مولانا سید اظہر علی مداری مکن پوری ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں نے مکن پور پر حملہ کیا، یہاں کے علما وسادات کو شہید کیا اور خانقاہ کی سب سے قدیم لائبریری کو جس میں قطب المدار کے حالات پر بیش قیمت کتابیں تھیں نذر آتش کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت کے بہت سے حالات پردۂ خفا میں ہیں۔

آپ نجیب الطرفین سید ہیں، والد کی طرف سے حسینی اور والدہ کی طرف سے حسنی ہیں۔ دارا شکوہ قادری نے آپ کا نسب پدری و مادری اس طرح بیان کیا ہے۔

پدری نسب:

سید بدیع الدین بن سید علی حلبی بن سید بہاؤالدین بن سید ظہیر الدین بن سید احمد بن سید اسمٰعیل بن سید محمد بن سید اسمٰعیل ثانی بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا بن امام المتقین امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب ہاشمی رضی اللہ عنہم اجمعین۔

مادری نسب:

حضرت شاہ مدار ابن فاطمہ ثانی بنت سید عبداللہ بن سید زاہد بن سید محمد بن سید عابد بن سید صالح بن سید ابو یوسف بن سید ابوالقاسم محمد ملقب بہ نفس زکیہ بن سید عبداللہ محض بن حسن مثنی بن سیدنا امام حسن بن سیدنا امام علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (۱) مدار اعظم، ص: ۲۸۔۲۹۔ (۲) تاریخ مدار اولیا۔ مؤلفہ سید محمد فیروز اختر ارغوانی، ص: ۲۰۔۲۰۱۲ء۔)

حضرت قطب المدار کا مقام ومرتبہ:

آپ امت محمدیہ میں اللہ کی نشانیوں میں سے ایک عظیم نشانی اور سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزوں میں سے ایک معجزہ،

کائنات ولایت میں منفرد شان کے حامل، صحائف آسمانی توریت وانجیل کے حافظ اور علوم کیمیا، سیمیا، ریمیا اور ہیمیا کے عالم تھے۔ آپ کے احوال عجیب وغریب ہیں۔

مولانا وجیہ الدین فرنگی محلی اپنی تصنیف ''بحر زخار'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''چوں بہ تمیز رسید در خدمت حذیفہ شامی کہ استاد شریعت و طریقت آن قوم بود رفت سیر ونداد۔ توریت وانجیل و دیگر کتب آسمانی حفظ داشت و برآں عامل بود بہ تربیت آں حضرت مشغول شد در چند مدت سائر علوم معلوم او بود۔ جمیع علم کیمیا، سیمیا، ریمیا و ہیمیا بحضرت آموخت۔'' (۱) بحر ذخار، مخطوطہ، جلد سوم، ص: ۸۳۷، مؤلفہ مولانا وجیہ الدین فرنگی محلی۔ یہ کتاب ۱۲؍ جلدوں میں فارسی زبان میں لکھی گئی ہے، اس کی جلد سوم کا قلمی نسخہ فقیر کے ذاتی کتب خانہ قادریہ میں محفوظ ہے۔)

جب سن تمیز کو پہنچے تو حضرت حذیفہ شامی کی خدمت میں گئے جو اس قوم کے استاد شریعت وطریقت تھے اور توریت وانجیل و دیگر صحائف سماوی کو حفظ کر لیا اور اس پر عمل پیرا تھے اور اس کے علاوہ علوم انبیا سے کیمیا، سیمیا، ریمیا اور ہیمیا بھی انھیں سے سیکھے۔

شیخ ابو العباس احمد بن مسروق خراسانی متوفی ۲۹۹ھ نے طریقت میں آپ سے استفادہ کیا۔ حضرت داتا گنج بخش علی بن عثمان جلابی ہجویری غزنوی متوفی ۴۶۵ھ کشف المحجوب میں رقم طراز ہیں:

طریقت کے اماموں میں سے ایک بزرگ، داعی مریداں بحکم فرمان الٰہی حضرت ابو العباس احمد بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جو خراسان کے اجلۂ مشائخ واکابر میں سے ہیں اور تمام اولیا آپ کے زمین میں اوتاد ہونے پر متفق ہیں۔ آپ نے ''قطب المدار'' کی صحبت پائی، لوگوں نے آپ سے قطب المدار کے بارے میں پوچھا وہ کون ہیں؟

آپ نے اس کی وضاحت نہیں فرمائی، البتہ اشارات سے پتہ چلتا ہے کہ اس سے آپ کی مراد حضرت جنید بغدادیؒ ہیں۔ (۱) کشف المحجوب مترجم، ص: ۲۲۱، رضوی کتاب گھر ۱۹۸۸ء۔ (۲) مرأۃ الاسرار، عبد الرحمن چشتی، ص: ۳۵۶۔ (۳) تذکرۃ الاولیا، ص: ۲۶۴، مترجم۔)

علامہ ابو نعیم اصفہانی نے ''حلیۃ الاولیا'' میں شیخ احمد بن مسروق کے حالات میں لکھا: ''انہ صحب قطب المدار'' انہیں قطب المدار کی صحبت حاصل ہے۔

ان بزرگوں کی کتابوں میں جہاں جہاں قطب المدار کا ذکر آیا ہے، سلسلۂ مداریہ کے مشائخ نے حضرت قطب المدار احمد بدیع الدین ہی کی ذات کو مراد لیا ہے جبکہ اس میں تحقیق کی گنجائش باقی ہے۔ ''مرآۃ الاسرار'' میں شیخ عبد الرحمن چشتی دہلوی (ولادت: ۱۰۶۵ھ) نے خواجہ ابو العباس احمد مسروق کے حالات میں شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے لکھا کہ آپ بالاتفاق ولی اللہ تھے اور قطب المدار سے صحبت رکھتے تھے، آپ خود بھی قطب وقت تھے۔ آپ سے پوچھا گیا، قطب المدار کون ہیں؟

آپ نے خواجہ جنید کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان کے وقت میں اور کون قطب مدار ہو سکتا ہے! (۲)

جب راقم الحروف نے تذکرۃ الاولیا کا مطالعہ کیا تو وہاں معاملہ کچھ اور نظر آیا، اس میں لکھا ہے: ''لوگوں نے جب سوال کیا کہ اس عہد میں قطب کون ہیں؟ تو آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔'' (۳)

اس میں حضرت جنید بغدادی کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ یا تو صاحب مرأۃ الاسرار نے تذکرۃ الاولیا کا براہ راست مطالعہ نہیں کیا ہے یا اس میں سہو ہوا ہے۔ پوری دنیا کے اندر قطب المدار کے نام سے معروف ہونے والی شخصیت صرف حضرت احمد بدیع الدین حلبی کی ہے۔

حضرت قطب المدار مقام صمدیت پر فائز تھے۔ یہ مرتبۂ سلوک میں سالک کے مقامات سے ایک اونچا مقام ہے۔ ۱۲؍ سال تک بغیر کھائے پیے رہتے تھے، جو لباس ایک بار پہن لیتے تھے، دوبارہ اسے دھونے کی حاجت نہ ہوتی۔ آپ کا پیرہن نہ پھٹتا، نہ گندہ ہوتا تھا۔ اکثر حالات میں چہرہ پر نقاب ڈالا کرتے تھے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ جب آپ کے چہرۂ پرضیا سے نقاب الٹ جاتا اور لوگ چہرہ دیکھ لیتے تو رخ قطب المدار میں جمال خداوندی کا مشاہدہ کر کے بے اختیار قدموں میں گر پڑتے۔ چنانچہ ان حقائق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی (ولادت: ۹۵۸ھ، وفات: ۱۰۵۲ھ) اخبار الاخیار فی اسرار الابرار میں رقم طراز ہیں:

غریب احوال وعجائب اطوار زوے نقل می کنند کہ وے در مقام صمدیت کہ از مقامات سالکان ست بود۔ تا دوازدہ سال طعام نخوردہ ولباسے کہ یک بار پوشیدہ بار دیگر احتیاج بتجدید غسل او نشدہ۔ اکثر احوال برقع برروکشیدہ بودے، گویند ہر کہ را نظر بر جمال او افتادے بے اختیار

سجود کردے۔ سلسلۂ اویسی کبرسن یا جہتی دیگر بہ پنج وشش واسطہ بحضرت رسالت ﷺ می پیوند۔ (۱) اخبار الاخیار فی اسرار الابرار (فارسی) ص: ۱۷۰، یہ کتاب امام احمد رضا لائبریری اشرفیہ، مبارک پور میں ہے۔)

سیر وسیاحت اور تبلیغ اسلام:

آپ نے دنیا کے بیشتر ملکوں کا پیادہ پا سفر کیا۔ حجاز، عراق، مصر، شام، روم، ایران، خراسان، چین، افغانستان، مالدیپ، نیپال وغیرہ ملکوں میں آپ کی سینکڑوں چلہ گاہیں موجود ہیں۔ آپ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے ہند جا کر تبلیغ اسلام کا حکم ہوا تھا۔ آپ مختلف بلاد وامصار کی سیر وسیاحت فرماتے ہوئے تیسری صدی ہجری کے اخیر میں ہندوارد ہوئے۔ یہاں کی زمین کفر وشرک سے بھری ہوئی تھی۔ ہر طرف جادوگروں اور جوگیوں کا دور دورہ تھا۔ یہاں کے سنت اور جوگی حبس دم کرتے ہوئے ایک ایک ماہ تک سانس روک لیتے تھے۔ جوگ کے بڑے پکے تھے۔ ایسے ماحول میں ان جوگیوں کو اسلام سے قریب کرنے کے لیے آپ نے حبسِ دَم کے طریقہ کو یہاں رائج کیا، آپ چھ چھ ماہ تک لَا اِلٰہ کی ضرب لگا کر سانس روک لیتے تھے اور پھر چھ ماہ بعد الا اللہ کی ضرب لگاتے ہوئے سانس باہر کرتے۔ (۱) تاریخ مدار عالم، مولانا سید محضر علی قادری مداری۔)

اس کیفیت کو دیکھ ہزاروں جوگی آپ کے مرید اور مسلمان ہو گئے۔ آپ جدھر چلے جاتے کفر کی تاریکی چھٹنے لگتی۔ خواجہ غریب نواز کی آمد سے لگ بھگ ۳۰۰ رسال قبل ہندوستان پہنچ کر آپ نے اس سرزمین کو اسلام کے لیے ہموار کیا تھا۔ اکثر بلند پہاڑوں اور پہاڑ کے غاروں میں آپ نے چلہ کشی فرمائی ہے۔ آپ کی چلہ گاہ کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے اکثر ان بلند پہاڑوں پر چلہ کشی کی جہاں پہلے سے کافروں کی کوئی نہ کوئی عبادت گاہ موجود تھی۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ ایک طرف آپ کی چلہ گاہ ہے تو ٹھیک اسی کے بالمقابل کسی سادھو یا جوگی کی بھی عبادت گاہ ہے۔ اسی طرح برار راست جوگیوں اور سنتوں کو اپنی روحانیت سے متاثر کرتے اور نتیجہ وہ لوگ آپ کے حلقہ بوش اور مرید ہو جاتے۔

مداریہ پہاڑ (نیپال) پر حضرت قطب المدار کی چلہ گاہیں:

نیپال کا کوہستانی علاقہ صدیوں سے ارباب ریاضت ومجاہدہ، صوفیۂ اسلام، راہبوں، جوگیوں اور سنتوں کا گوشۂ عزلت رہا ہے۔ کسی زمانہ میں گوتم بدھ نے بھی یہاں کے پہاڑوں پر برسوں دھیان جمایا تھا۔ سید داتا گدا علی شاہ ایرانی وسید مسکین شاہ کشمیری سے لے کر حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری فردوسی وحضرت مخدوم شعیب فردوسی رحمہم اللہ تک تمام بزرگوں نے یاد الٰہی کے لیے کوہ ہمالہ کے دامن میں واقع نیپال کے گھنے جنگلوں اور اونچے پہاڑوں کو اپنی عبادت وریاضت کا مسکن اور گوشۂ تنہائی بنایا۔ نیپال کو اپنی ریاضت ومجاہدہ کا مرکز بنانے والی ان روحانی شخصیات میں ایک عظیم شخصیت حضرت سید احمد بدیع الدین حلبی شامی قطب المدار رضی اللہ عنہ کی ہے۔ آپ نے نیپال کی جس پہاڑی پر چلہ فرمایا ہے اسے ''مداریہ پہاڑ'' کہتے ہیں۔ یہ پہاڑ بڑی بلندی پر واقع ہے۔ اس میں ایک غار ہے۔ اسی غار میں آپ ایک زمانہ تک مجاہدات کبریٰ اور یاد حق میں مشغول رہے۔

بٹُوَل، گورکھپور سے قریب نیپال کا سرحدی شہر ہے وہاں سے ''مال بھاری'' جاتے ہیں اور پھر وہاں سے مداریہ پہاڑ پر چڑھتے ہیں۔ مداریہ پہاڑ پر حضرت قطب المدار کی تین چلہ گاہیں ہیں۔ ایک ذرا نیچے کی طرف ''مال بھاری'' کے مقام پر ہے اور دوسرا چلہ سات ماتھا پہاڑ کہلاتا ہے۔ وہاں سے گزر کر چین کی طرف جانے والے راستہ سے اتر کر ایک جھیل کے کنارے بہت ہی پر فضا مقام ہے اس کے ایک طرف تیوری مندر ہے اور دوسری طرف مدار پاک کا چلہ، اسی کے قریب حضرت سید محمد جمال الدین جان من جنتی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی چلہ ہے۔ یہاں ایک بہت بڑا اور نہایت قدیم درخت ہے، اس کا تنا نہایت ضخیم ہے۔ تنے کے اندر ایک جگہ ہے جہاں بیٹھ کر حضرت سید جمال الدین جان من جنتی رحمۃ اللہ علیہ مرید وخلیفہ حضرت سیدنا قطب المدار علیہ الرحمہ نے چلہ فرمایا ہے۔

یہاں پانی کا ایک سوتا بھی ہے جہاں سے پانی کے قطرات ٹپکتے رہتے ہیں۔ اس دیار کے لوگ بیان کرتے ہیں کہ وہ قطرات ہر قسم کی بیماریوں کو ختم کر دیتے ہیں۔

صوفی وحید الحسن صاحب ''مشائخ گورکھپور'' میں لکھتے ہیں:

''حضرت بدیع الدین قطب المدار گورکھپور کی سرحد پر تشریف لائے اور مداریہ پہاڑ کے ایک حجرہ نما غار میں چلہ کش ہوئے۔ مداریہ پہاڑ گورکھپور کی سرحد ہے۔ اور یہاں حضرت مدار شاہ کا میلہ آج بھی لگتا ہے اور یہ پہاڑ آپ ہی کے نام سے موسوم ہے۔'' (۱) مشائخ گورکھپور،

صوفی وحیدالحسن،ص:۱۷۔)

حضرت پیر طریقت مولانا سید محضر علی قادری ابن حضرت مولانا سید کلب علی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۷ء) سجادہ نشین خانقاہ عالیہ مداریہ، دارالنور، مکن پور، اپنی کتاب تاریخ مدار عالم میں حضرت قطب المدار کی اس چلہ گاہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

''نیپال میں مداریہ پہاڑ جہاں سرکار مدار پاک کا چلہ ہے۔آج بھی یہ پہاڑ ''مداریہ پہاڑ'' کے نام سے مشہور ہے۔اس پہاڑ سے جو سات ماتھا ہے، تین ملکوں (نیپال، چین اور ہندوستان) کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ نیپال میں پہاڑ ہے اور چین اور ہندوستان کی سرحد نظر آتی ہے۔اس پر آپ نے چلہ کشی فرمائی۔ وہاں کے نشانات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ وہاں کوئی دوسری مخلوق بھی آباد تھی۔ نیپال میں سرکار قطب المدارؒ نے پہنچ کر پہلے مال باری وغیرہ میں انسانوں تک اسلام کو پہنچایا اور اس کے بعد پہاڑ پر پہنچ کر اَجنہ (جنوں) میں تبلیغ کی۔اس وجہ سے سرکار مدار پاک کا نام لیتے ہی کافر و شاطر اجنہ (جن) ایسے غائب ہو جاتے ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔'' (۱) تاریخ مدار عالم، مولانا سید محضر علی قادری، ص:۳۵، دارالنور، مکن پور، ضلع کانپور۔۲۰۱۰ء، ۱۴۳۱ھ۔

سینکڑوں سادھوؤں اور آدم خوروں کا قبول اسلام:

حضرت مولانا سید محضر علی مداری مکن پوری سجادہ نشین خانقاہ عالیہ مداریہ، مکن پور شریف نے اپنے والد زبدۃ العارفین، حضرت مولانا سید کلب علی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۷ء) کے حوالے سے راقم الحروف سے بیان فرمایا کہ میرے والد محترم فرماتے تھے کہ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے۔''مشہور یہ ہے کہ مداریہ پہاڑ کے علاقہ میں آدم خور قوم کا قیام رہتا تھا۔آج اس پہاڑ پر بڑے بڑے برتن بنے ہوئے ہیں، شادی بیان میں ان لوگوں کا کھانا پکتا تھا۔ جب آپ اس مقام پر پہنچے تو ان لوگوں نے آپ پر حملہ کرنے کی کوشش کی، آپ نے چہرہ سے نقاب الٹ دیا۔ چہرۂ پاک کی تابانی کو دیکھ کر وہ بے ساختہ قدموں میں گر پڑے، آپ نے انہیں مشرف بہ اسلام کیا۔ کچھ دن وہ لوگ آپ کی صحبت میں رہے۔آپ نے انہیں اسلام کی تعلیمات سے روشناس کیا۔ نیپال کے پہاڑوں پر مجاہدہ کے دوران بہت سے سادھو سنت جو ریاضتوں میں مشغول تھے، آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔وہ قوم جو آپ کے ہاتھ پر ایمان لائی تھی اس کی نسل کے لوگ آج بھی وہاں پائے جاتے ہیں۔''

مولانا سید محضر علی صاحب مداری کا بیان ہے کہ وہاں کے لوگوں نے ہمیں بتایا کہ حضرت قطب المدار نے یہیں سے چائنا کا سفر کیا تھا۔ حضرت مولانا سید محضر علی صاحب ایک صاحب تصنیف بزرگ ہیں۔تاریخ مدار اعظم اور دیگر کتب آپ کی علمی شاہکار ہیں۔ان کی تحقیق کے مطابق حضرت قطب المدار نے آج سے نو سو سال (۹۰۰) قبل نیپال کے مداریہ پہاڑ پر چلہ فرمایا تھا۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت سید جمال الدین جان من جنتی رحمۃ اللہ علیہ مرید و خلیفہ حضرت قطب المدار کا مزار پاک ہیلہ جتی نگر میں پٹنہ سے ۲۲/کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔انہوں نے برسہا برس تک مداریہ پہاڑ پر چلہ کشی کی ہے۔حضرت جان من جنتی کا شمار گروہ ملنگان کے سرداروں میں ہوتا ہے۔آپ اس طبقہ کے سرخیل ہیں۔حضرت قطب المدار سے مرید ہونے والوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔لاکھوں گم گشتگان راہ کو آپ کے ذریعہ اسلام کی دولت ملی۔آپ سے اکتساب فیض کرنے والے اور بیعت ہونے والوں میں بڑے بڑے اجلہ علما و مشائخ ہیں۔ مثلاً حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت (ولادت: ۷۰۷ھ، ۱۳۰۸ء، ۔ وصال: ۲۸/محرم ۸۰۸ھ، ۱۴۰۴ء) آپ بارہ سال تک حضرت قطب المدار کی صحبت میں رہے۔ روم کی بندرگاہ پر حضرت قطب المدار نے آپ کو خرقۂ محبت عطا کیا۔(۱) لطائف اشرفی، مؤلفہ حضرت نظام یمنی رحمۃ اللہ علیہ۔مخدوم اشرف اکیڈمی، کچھوچھہ، ۲۰۱۵۔)

حضرت ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی، صاحب بحر مواج، قاضی سید صدرالدین محمد جونپوری، شیخ محمد لاہوری، حضرت سید قاضی مطہر مداری، حضرت مخدوم میر حسین مگز بلخی (م ۸۲۴ھ) علیہم الرحمۃ والرضوان جیسی اسلام کی جلیل القدر ہستیاں آپ کے بادہ خواروں میں نظر آتی ہیں۔

وصال قطب المدار:

۵۹۵/سال کی طویل عمر پا کر ۱۷/جمادی الاولی ۸۳۸ھ میں واصل باللہ ہو گئے۔نماز جنازہ مولانا حسام الدین سلامتیؒ نے پڑھائی ''ساکن بہشت'' (۸۳۸ھ) مادۂ تاریخ وصال ہے۔(۲) مدار اعظم، ص:۸۷۔

سلطنت ولایت کے دُرِّ شہوار سرکار سیدنا قطب المدار رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا مفتی غلام معین الدین چشتی، فیضی، ممبئی

تیسری صدی ہجری کے اوائل میں مردم خیز شہر حلب کے قصبہ چنار میں قاضی قدوۃ الدین سید علی حلبی علیہ الرحمہ کے آنگن میں سن 242ھ میں دنیائے ولایت کا ایک درشہوار عالم اسلام کا ایک گوہر نایاب یعنی قطب المدار حضرت سیدنا سید بدیع الدین احمد المعروف بہ زندہ شاہ مدار علیہ الرحمۃ والرضوان کی پیدائش ہوئی اور وہ بھی اس شان سے کہ فضائے آسمانی ایک غیبی آواز سے گونج رہی تھی۔ ھذا ولی اللہ، ھذا ولی اللہ، ھذا ولی اللہ۔ اب ظاہر ہے کہ جس کی پیدائش پر اس طرح غیبی صدا کی گونج نے لوگوں کو جہاں ایک طرف ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہوگا وہیں اس نومولود کی عقیدتوں نے بھی سب کے دلوں میں اپنا گھر بنا لیا ہوگا اور والدین کے لیے اس تحفہ نایاب نے کس طرح مسرتوں کا سامان پیدا کیا ہوگا، اسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ عام بچے جب پیدا ہوتے ہیں تو جتنا اہتمام وانتظام کرنا پڑتا ہے وہ سب پر ظاہر ہے، اس کے برخلاف جب ولی تاج ولایت پہن کر دنیا میں تشریف لاتا ہے تو وہ خود اپنا اور سب کا انتظام کر دیتا ہے۔ چنانچہ اسی طرح آپ اپنے تصرفات ولایت کے ساتھ پروان چڑھتے رہے اور حضرت سیدنا حذیفہ شامی مرعشی علیہ الرحمہ کے پاس حصول تعلیم کے لیے بٹھائے گئے لیکن تاریخ شاہد ہے کہ آپ ان سے کیا حاصل کرتے؟ کہ ولی اللہ تو حامل علم لدنی ہوتا ہے اگر حاصل کرلے گا تو تحصیل حاصل لازم آئے گا جو محال ہے اس لیے کہنا پڑے گا کہ آپ حضرت سیدنا حذیفہ مرعشی علیہ الرحمہ سے مذاکرہ ومباحثہ علمیہ کرتے رہے اور وہ بھی بغرض افادہ نہ کہ بغرض استفادہ جیسا کہ ترجمان خانقاہ مداریہ فاضل گرامی محقق مداریت حضرت علامہ قیصر رضا شاہ علوی حنفی مداری مدظلہ النورانی اپنی کتاب مستطاب سلسلہ مداریہ میں رقم طراز ہیں کہ حضرت قطب المدار علیہ الرحمہ سیدنا حذیفہ مرعشی کے سامنے مسلسل کئی روز تک الف کی شرح بیان فرماتے رہے اور حیرت انگیز نکات کو ظاہر فرمایا۔

اسی طرح چودہ سال کی قلیل مدت میں تمام علوم بشمول کیمیا، سیمیا، ریمیا اور ہیمیا پر مکمل دسترس حاصل کر کے سند فراغت حاصل کر لی، اس کے بعد دل بیت اللہ وروضۃ الرسول پر حاضری کے لیے بے چین ہو گیا اور اس میں روز افزوں ترقی ہونے لگی، آخر ایک دن والدین کریمین کی خدمت میں حاضری حرمین طیبین کی اجازت لینے کے لیے حاضر ہو گئے اور نہایت مؤدبانہ انداز سے اجازت طلب کی والدین چونکہ آشنائے راز تھے اس لیے بلا قیل وقال اجازت مرحمت فرما دی جس پر مدار پاک نے سجدہ شکر ادا کیا اور پھر بہت جلد سامان سفر درست کر کے سوئے حرم روانہ ہو گئے، راستے میں ایک پہاڑی کی غار میں بغرض عبادت فروکش ہو کر مصروف عبادت ہو گئے۔ پھر اللہ رب العزت نے کسی طرح ان کو غائبانہ انتباہ کیا، اسے صاحب تذکرۃ المتقین کی زبانی سنیے "وبعد فراغ علم از والدین ماجدین اجازت گرفتہ عازم حرمین شریفین زادھما اللہ تعظیما وتکریما شدند با ثنائے راہ در غارے مشغول بیاد الٰہی گشتند آخرش ندائے غیب رسید کہ وقت حصول مطلب قریب گردید برخیز ودر سعادت کوش چنانچہ از آنجا عازم مکہ معظّمہ شدند و بہ بیت اللہ شریف حاضر بودہ و سعادت طواف کعبہ معظّمہ حاصل نمودہ بعبادت معبود حقیقی مصروف گشتند درآں حال ندا آمد کہ بر مزار پر انوار جد امجد خود زود حاضر شو چرا انکہ انتظارت می کشد چنانچہ حضرت قبلہ عالم بسوئے مدینہ منورہ روانہ شدند ودر طی مسافت کوشیدہ بعد چند روز بمدینہ طیبہ رسیدند واز قبہ انور واطہر مشرف بزیارت گردیدہ بہ درود خوانی مشغول گشتند آخر الامر بعالم روحانیت آں جناب را حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم از اسرار باطنی مالا مال فرمودند و بروایتے چنیں آوردہ اند کہ اشارہ بجانب حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نسبت حضرت قطب المدار شد کہ ایں طالب حق را کہ از نسل تست تعلیم

غوامضات معرفت وحقیقت کردہ چشم آر چنانچہ بموجب ارشاد مبارکش بعمل آمد حضرت نبی اکرم ﷺ دوبارہ مشمول عواطف فرمودہ بعطائے نعمائے غیرمترقبہ سرفرازنمودند۔ (تذکرۃ المتقین صفحہ 44 / 43)

جمہورتذکرہ نگاران اس بات پر متفق ہیں کہ یہ سفر حرمین مدار پاک نے سن 259ھ میں کیا اور سن 256ھ میں سند فراغت حاصل کیا اثناء سفر باشارہ غیبی حاضر بیت المقدس ہوئے جہاں آپ نے حضرت سلطان العارفین سیدنا بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کی بارگاہ پر فیض میں حاضر ہوکر طالب فیوض و برکات ہوئے چونکہ آپ ازیں قبل اپنے والد بزرگوار حضرت قدوۃ الدین سید علی حلبی سے اپنے جدی سلسلہ طریقت یعنی سلسلہ جعفریہ کے فیوض و برکات بھی حاصل کر چکے تھے۔اور ادھر سلطان العارفین کی بارگاہ سے بھی کچھ نعمتیں ملنا مقدر تھیں۔ چنانچہ ایک ساعت سعید ایسی آئی کہ آپ نے صحن بیت المقدس میں قطب المدار کو طلب فر مایا اور مشائخ کبار سے ملی ہوئی تمام نعمتیں اور روحانی امانتیں آپ کے حوالے فرمائیں اور شرف بیعت و خلافت و اجازت سے مشرف فرمایا حضرت قطب المدار کو پانچ طریقوں سے خلافت واجازت حاصل ہوئی۔

1 جعفریہ مداریہ 2 طیفوریہ مداریہ 3 صدیقیہ مداریہ 4 مہدویہ مداریہ 5 اویسیہ مداریہ۔

بفضل الٰہی یہ پانچوں سلسلے آج بھی جاری و ساری ہیں اور ان سلاسل کے فیوض و برکات سے اکناف عالم کی تقریباً ساری خانقاہیں مالا مال ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی لمبی عمر عطا فرمائی تھی اس لیے آپ اکابرین سلاسل طریقت و ولایت سے شرف ملاقات رکھتے ہیں اور حاضرین کو اپنے فیوض و برکات سے بہرہ ور کرتے رہے سمندری سفر کے حادثے میں جب جہاز طوفان کی زد میں آکر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بکھر گیا، اس وقت آپ ایک تختہ کے سہارے ایک عرصہ کے بعد ساحل پر پہونچے انھیں ہولناک حالات میں آپ نے دعا مانگی کہ میرے مولیٰ مجھے بھوک اور کمزوری سے نجات دے اور کپڑے و بدن کو میلا ہونے سے محفوظ فرمادے۔ یہ دعا مقبول بارگاہ خدا ہوئی اور آپ ہمیشہ کے لیے کھانا اور لباس کی تبدیلی سے بے نیاز ہوگئے اور پھر رب تعالیٰ نے آپ کے چہرے پہ ایسی جاذبیت بھر دی کہ دیکھنے والے بے اختیار سجدہ ریز ہو جاتے اس وجہ سے آپ نے اپنے چہرے کو نقاب سے ڈھک لیا جو تا حیات جاری رہا، آپ سے عجائبات کا اس طرح ظہور ہوتا کہ عوام و خواص متحیر رہ جاتے محققین کے نزدیک ولایت عظمیٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے جس کو لوگوں نے مختلف ناموں سے یاد کیا ہے، اگر خود صاحب تذکرہ اپنے مقام کا تعین کر دیتے تو سب سے بہتر ہوتا لیکن میری دانست میں ایسا نہیں ہے، اولیائے کرام اپنی عبادت و ریاضت اور وجد وشوق میں مصروف رہتے ہیں اور ہم لوگ ان کا مقام متعین کرنے کی تگ و دو میں باہم دست وگریباں ہوجاتے ہیں۔

افسوس ہے جنھیں اس مقام پر فائز ہوکر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا ہوتا ہے یا کوئی مقام نہ پا کر قدرت خداوندی کے مظاہر میں مستغرق ہوکر اپنے مراتب بڑھانا ہوتا ہے، یہ لوگ اپنے آپ میں مست و بے خود رہتے ہیں اور ہم لوگ سیٹوں کا ریزرویشن کرانے کی جنگ میں مصروف رہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں کہ ہمارے قد کی بلندی ان کی جوتیوں میں لگی ہوئی خاک کے برابر بھی نہیں ہے۔

الغرض حضرت قطب المدارؒ پوری دنیا میں تبلیغ اسلام فرماتے رہے اور لوگوں کو داخل سلسلہ کر کے اپنے فیوض سے فیضیاب کرتے رہے لیکن آپ کا مقام تبلیغ بالخصوص غیر منقسم ہندوستان تھا جہاں آپ نے اور آپ کے خلفاء نے اسلام کی بڑی خوبصورت تصویر پیش کی اور ہر طرف چراغ محبت جلادیا آپ کے سلسلہ مبارکہ کی یہ بڑائی اور بزرگی کیا کم ہے کہ تمام سلاسل طریقت نے آپ سے فیض لیا ہر ولی کے ذمہ کچھ کام من جانب اللہ ہوتے ہیں، وہ حضرات اسے پورا کرتے ہیں کوئی کم کوئی زیادہ اور یہ سب مامور بامر اللہ ہوتے ہیں، اس لیے اپنی زبان وقلم کو گستاخ ہونے سے بچا کے رکھیں حضرت قطب المدارؒ کا وصال 17 جمادی الاول سن 838ھ کو ہوا، آپ کے مریدین کی تعداد شمار سے باہر ہے اور خلفا کی تعداد جو بہت مشہور ہیں وہ تقریباً اکیاون ہے۔ ان کے علاوہ جو حضرات سلسلہ مداریہ میں بیعت لینے کے مجاز ہیں وہ بھی کثیر تعداد میں ہیں جنھیں تذکرہ نگاروں نے شمار کرنے کی کوشش کی ہے، پوری دنیا میں بالعموم اور ارض ہند میں بالخصوص آپ کے بے شمار چلے آپ کے محبوب الخلائق ہونے کے لیے کافی ہیں، نیز آپ کے عرصۂ دراز تک تبلیغ اسلام کے شواہد ہیں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم کے طفیل حضرت قطب المدار کے فیوض و برکات سے عالم اسلام کو مالا مال فرمائے۔

قطب المدار گنجینہ فیوض وبرکات

فقیراشرفی گدائے جیلانی سید سلمان اشرف جیلانی جاروب کش آستانہ عالیہ اشرفیہ احمدیہ جائس شریف ضلع امیٹھی

آفتاب رسالت ماہتاب نبوت خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب دین مکمل ہوگیا تو اب قیامت تک سارے جہان کو کسی دستور حیات کی ضرورت نہیں نبوت کا دروازہ بند کردیا گیا اللہ وحدہ لاشریک نے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کی آیت نازل کر کے سرکار رسالت کو ان کی خدمات نبوت کے تمام ہونے سے آگاہ کردیا تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی رفیق اعلی کے وصال کے لیے آمادہ شوق ہوگئے، اس سے پہلے آپ نے حجۃ الوداع کے خطبے میں انسانیت کا منشور رشدو ہدایت کا لائحہ عمل اسلام کی آفاقیت کا منصوبہ پیغام نبوت ہدایت کی ترسیل وترویج واشاعت اور اس کے اسلوب کی ذمہ داریاں معیار کرامت کا مدار و انحصار اور قیادت کے لیے جامع حکمتوں سے آراستہ وصیت تلقین فرمائی اور اعلان فرمایا۔ الا لافضل لعربی علی عجمی،و لالعجمی علی عربی،و لا لا حمر علی اسود، ولالاسود علی احمر الا بالتقوی ۔کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت نہیں مگر صرف تقوی و پرہیز گاری کی بنیاد پر کما قال تعالی۔ ان اکرمکم عنداللہ اتقکم یعنی تم میں اللہ کے نزدیک مکرم وہی ہے جو زیادہ متقی اور پرہیز گار ہے۔

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پیغام کو سنا کر مخاطبین کو یہ ذمہ داری عطا فرمادی کی وہ بعد والوں تک اس پیغام ہدایت کو پہنچائیں جس کی مدت قیامت تک ہے

آل واصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ذمہ داری کو بڑی جانفشانی دیانت داری خلوص کی گہرائیوں بڑی مشقت ریزیوں جذبہ للّٰہیت کی فراوانیوں کے ساتھ استقامت ومحبت کے پیکر بن کر ایمانی حوصلوں کا مظہر بن کر ایثار وقربانی کا خوگر بن کر نبھایا اور اس کا حق ادا کیا۔ تاریخ انسانیت میں دوسری قومیں اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ انھیں مقدس سلسلوں کی کڑیوں میں سادات صوفیاء واولیائے اکابرین واصلین حق کے ایسے پاکیزہ پرنور جواہر ہیں جنھوں نے اپنی تابندگی سے سارے ادوار وعرصات جہاں کو منور کردیا العلماء ورثۃ الانبیاء کی میراث سے مالا مال ہو کر علماء امتی کانبیائبنی اسرائیل کی روحانی مماثلت عکس مبین بن کر زمام کار ہدایت کو تھام کر خوب فرض کفایہ ادا کیا جس پر امت رسول تا قیام قیامت تشکر واحسان کے جذبے سے سرشار رہے گی انھیں اولیا میں سے ایک ذات اقدس یرجع عن الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر کا مظہر کامل ، نائب رسول اعظم علی الحق، غواص بحر توحید ومعرفت، پیکر جودوعطا ،صاحب فضل وعطا ،حامل لوائے مصطفیٰ، سراپا رحمت، تشنگان عرفان کے لیے آبشار، گم گشتگان راہ کے لیے رشدو ہدایت کے مینار، نقیب الانبیا، قدوۃ الاولیا، سلطان العرفا، محبوب باری، سرتاج قلندراں، امام علوم جن وانساں، قبلہ حاجات، مرجع انام، مرشد العظام حضرت سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ بھی ہیں۔

صاحب طریقہ اویسیہ، حضرت المعروف بہ القاب، قطب المدار ومدار لعالمین زندہ شاہ مدار کی ولادت باکرامت یکم شوال المکرّم بروز دوشنبہ سنہ 242 ہجری ملک شام حلب قصبہ جنار میں ہوئی، آپ مادر

زادولی تھے باوجوداس کی ظاہری تعلیم حضرت سیدنا حذیفہ شامی مرعشی جیسی امام زمانہ ہستی سے حاصل کی اور قرآن وحدیث تفسیر وفقہ اصول ومعانی ودیگر تمام علوم مروجہ کی تکمیل فرمائی، چودہ سال کی عمر میں ہی جمیع علوم وفنون سے آراستہ وپیراستہ ہوگئے پھر بہ اجازت والدین کریمین سعادت حج سے مالا مال ہوئے ،دوران سفر حج سخت ریاضت ومجاہدے کے مراحل کو طے فرمایااور فیوضات ربانیہ،انوارالٰہیہ وبرکات روحانیہ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ سے مستفید ومستنیر ہوکر باطنی اسرار کے کنز الابرار بن گئے۔

بیعت ظاہری،سلطان العارفین،مرجع الاولیا،سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالی عنہ کے دست اقدس پر فرمائی چندسال آپ کی توجہ خاص سے سرفراز ہوکر خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے تھوڑی ہی مدت میں آپ ایک گوہر نایاب بن چکے تھے اور بہت سے سلاسل کی برکتوں کے جامع بن کر عازم راہ ہدایت ہوئے ۔282 ہجری میں ہندوستان تشریف لائے اوراسلام کی پاکیزہ خوشبوؤں سے ہندوستان کے گوشوں کو معطر فرمادیا۔حضرت مدار پاک کی خدمات جلیلہ سے ہر خطے میں کلم حق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پھول کھل اٹھے۔

حضرت زندہ شاہ مدار کی تبلیغی سرگرمیوں کا جائزہ لینے والا حیرت میں پڑجاتا ہے اور اتنی طویل العمر خدمت وتبلیغ کا احاطہ کرنے سے اپنے آپ کو عاجز پاتا ہے ظاہر ہے جس کی حیات پاک مسلسل ساڑھے پانچ صدیوں تک گردش میں رہی ہو اس کے سفر وحضر کی تفصیلات کا احاطہ تقریباً غیر ممکن ہی ہے یہی سبب ہے کہ آج بھی ہماری نظروں سے ان کی حیات وخدمات کے بیشتر ابواب اوجھل ہیں مگر جتنی معلومات مہیا ہیں وہ بے مثال وبے نظیر ہیں حضرت مدارالعالمین نے جس علاقے کو اپنے قدوم مبارک سے سرفراز فرمایا اس کو اسلام کی بہاروں سے آشنا کردیا لاکھوں لوگ آپ کے جمال یوسفی کے گرویدہ ہوکر اسلام کے دامن میں آگئے ۔حضرت قطب المدار کی نگاہ کیمیا اثر نے بڑی بڑی جماعتوں کو انوار ولایت سے مالامال کردیا کبھی حضرت مدار والی کشور ولایت بن کر تخت ولایت پر پوری شان وشوکت کے ساتھ جلوہ گر ہوتے تو کبھی اپنی آستینوں سے ید بیضا کی تصویر اپنی کرامت کی شکل میں پیش کرتے اور کبھی جلال طور سینا کے عنوان پر پرتو کلیم بن کر زیر نقاب روحانی حجاب زیب رخ فرماتے کیونکہ خلقت کو آپ کے دیدار کی تاب نہ رہتی تھی حضرت سیدنا بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے مقامات کی سیر کرنا، ان اولیا واتقیا وعارفین کی جماعت سے پوچھوں جنھوں نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔مشاہیر اولیائے کبار کی ایک بہت بڑی تعداد آپ سے وابستہ رہی اور آپ کے علوم ومعارف اور کنوز حکمت وسلوک سے واضح مقدار میں فیض اٹھایا اور برملا اعتراف بھی کیا ہے اور آنحضرت سے اخذ کردہ نعمتوں پر ناز وشکر کرتے نظر آئے ہیں جن کی تفصیلات اولیا صوفیا کے ملفوظات ومکتوبات ومحققین ومورخین کی نگارشات میں جابجا نظر آتی ہیں۔

چنانچہ متواتر شواہد کی کثرت بتارہی ہے کہ حضرت زندہ شاہ مدار ذات ستودہ صفات کا مقام ومرتبہ کیا ہے میرے لیے خاص کر سارے جہاں میں عرفان وطریقت کے لیے عام طور پر غوث العالم، تارک السلطنت ،مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کا بیان حق ترجمان ایک روشن برہان ہے جو مقام مدارالعالمین کی عظمتوں صفتوں کے ذکر سے منور ہے۔تارک السلطنت محبوب یزدانی غوث العالم مخدوم اوحدالدین میر سید اشرف جہانگیر قدس سرہ خود ولایت کے جس مرتبہ کمال پر فائز ہیں آج بھی ان کی چوکھٹ سے فیض وبرکات کے چشمے ابل رہے ہیں ،ایسی عظیم علمی روحانی شخصیت حضرت مدار پاک کی صحبت میں بارہ سال تک سفر وحضر میں رہی اور بیشمار نعمتوں کے حصول کا اعتراف کرتی ہے۔

قطب المدار کے علوم ومعارف بشمول علم کیمیا،سیمیا،ہیمیا اور ریمیا میں مہارت کا بیان کرتی ہے، حضرت مدار پاک کے شایان شان خزانے محبت پیش کرتے ہوئے آپ کو رخصت کرتی ہے اور آپ سے خرقہ محبت کا حصول کرتی ہے اور طریقت کی خلافتوں سے بھی بہریاب ہوتی ہے، اتنے نازونعم کے مظاہرے وبے بہا موانست ومحبت وموافقت مواظبت مجالبت ومرافقت کے مشاہدات کے بعد نہ کسی حجت کی ضرورت ہے، نہ کسی دلیل کی حاجت ہے، نہ کسی الحاقی عبارت کی کوئی

حیثیت ہے لہذا مخدوم اشرف کے طرز عمل و بیان نے بتا دیا کہ حضرت قطب المدار کا فیضان ان کے زمانے میں بھی جاری تھا اور قیامت تک تشنگان علوم ومعرفت وروحانیت مشرب مدار سے اپنی روحانی پیاس بجھاتے رہیں گے اور سلسلہ مداریہ کے ستارے روشن رہیں گے۔

نبوت کا دروازہ بند ہوا ہے ہدایت کا دروازہ نہیں رہبری کا نہیں سلوک وتصوف کا نہیں آج جس طرح سارے سلسلوں کا فیضان جاری ہے، سلسلہ عالیہ مداریہ کا فیض بھی خوب سے خوب تر جاری وساری ہے اور مجھے بھی اس کا فیض میرے مخدوم کے طفیل حاصل ہے، میری حضرت مدار پاک سے الفت میرے مخدوم ومرشد کا ورثہ ہے جو میرے لیے سرمایہ حیات ہے میری نجات وبخشش کا سہارا ہے، آسمان ولایت کا یہ آفتاب سنہ 838 ہجری میں روپوش ہوگیا اور مکنپور کی سرزمین کو فیض بخش خاص وعام مرجع انام بنا کر آج بھی اپنی روحانی سلطنت پر متمکن ہوکر ایک زمانے کو فیضیاب کر رہا ہے اور تا صبح قیامت کرتا رہے گا، اللہ رب العزت کی بارگاہ میں فقیر دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مدارالعالمین کے فیوض وبرکات سے مجھ کو میرے خاندان کو اولاد واحفاد کو تا جہاں درجہاں مالا مال رکھے اور حضور مخدوم اشرف سمنانی کے وسیلے سے ساری نعمتوں سے دامن مراد بھرتا رہے۔

آمین بجاہ سید المرسلین واشرف العالمین ومدار العالمین

حضرت مولانا قیصر رضا مداری کے پیہم اصرار وحوصلہ افزائی پر اپنی زندگی کی پہلی قلمی نثری کاوش مختصراً بارگاہ سرکار مکن پور سیدنا قطب المدار میں پیش کر رہا ہوں، ان شاءاللہ زندگی رہی تو ایک تفصیلی مضمون کتاب کی شکل میں پیش کرنے کی کوشش کرونگا، اب زبان چلتے چلتے قلم چلنے کے کا بھی آغاز ہوگیا ہے۔ اب ان شاء اللہ حضرت مدار پاک کے فیض سے یہ سلسلہ بھی چلتا رہے گا۔

□□□

منقبت شریف

سرکار سیدنا بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آبروئے شعر سخن علامہ ادیب مکنپوری رحمۃ اللہ علیہ

تیری نسبتوں کے صدقے مجھے خوب یہ پتہ ہے
اسی آستاں کے آگے در پاک مصطفیٰ ہے

نہ جھکے کبھی کہیں سر یہ خرد کا مشورہ ہے
ہو یہیں پہ سجدہ ریزی یہ جنوں کا فیصلہ ہے

یہ در مدار عالم وہ دیار مصطفیٰ ہے
یہ نشان ابتدا ہے وہ مقام انتہا ہے

اسے خوف گمرہی کیا جو یہ بات جانتا ہے
وہی راہ معتبر ہے جہاں تیرا نقش پا ہے

جو دعایں کر رہے ہو تو انہیں کا واسطہ دو
کہ قبولیت کا دریا اسی در سے بہہ رہا ہے

ترے سلسلے کا سورج تو ہے آج بھی درخشاں
جو کوئی نہ دیکھ پائے تو نگاہ کی خطا ہے

ملا ساحل تمنا جو ادیب منہ سے نکلا
میرے آقا دو سہارا کہ سفینہ ڈوبتا ہے

سرگروہ اولیاء حضرت زندہ شاہ مدار

علامہ سید صغیر اشرف الاشرفی الجیلانی خانقاہ اشرفیہ امیر الذاکرین صالح پور، ضلع سنت کبیر نگر، یوپی

حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ نے جو حیرت انگیز نتائج پیدا کیے وہ معلوم انسانی تاریخ کا بے نظیر واقعہ ہے۔ 23 سال کے قلیل عرصے میں جو انقلاب برپا ہوا اس کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ بجا طور پر قرآن کریم نے اسوۂ حسنہ کو بہترین نمونۂ عمل قرار دیا ہے۔ مشیت الٰہی نے حضور کی حیات مبارکہ کی حفاظت کا وہ التزام کیا کہ اسلام کی تاریخ ہر عہد و زمانے میں ایسے اشخاص وافراد پیدا کیے جنھوں نے حضور کی کامل اتباع کی اور دنیا کے سامنے حضور کی عملی زندگی کا نمونہ پیش کیا، عہد رسالت سے لے کر ماضی قریب تک آئمۂ اطہار، علمائے کبار، گروہ صالحین خصوصاً صوفیائے عظام کا وجود مسعود اس دعویٰ کا بین اظہار ہے۔ چنانچہ اسلام کی تبلیغ واشاعت، ترویج و پھیلاؤ حضور کی حیات مبارکہ کے ہی اثرات ونتائج کا ثمرہ ہے جو ان نفوس قدسیہ نے عملاً برت کر دنیا کے سامنے پیش کیا اور انسانیت کو اسلام سے روشناس کرایا۔

مدار العٰلمین حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار پاک ان امت کے اسی گروہ کے فرد فرید ہیں۔ حضرت قطب مدار متولد 242 ہجری متوفی 838 ہجری طویل العمر مرد حق ہیں۔ طبقۂ صوفیا میں اتنی طویل عمر کی مثال شاید و باید ہے۔

برصغیر ہندو پاک میں جن بزرگوں کا شہرہ چہار دانگ عالم میں گونجا ان میں سرکار والا کا نام نامی بہت نمایاں ہے۔ تقریباً چھ سو سالہ حیات پاک میں ایک جہان نے اکتساب فیض کیا اور منزل مراد سے ہمکنار ہوئے اور آج بھی آستانۂ کرم سے ایک عالم فیضیاب ہو رہا ہے۔ بایں ہمہ حضور والا کی حیات مقدسہ پر کوئی مبسوط اور مکمل کتاب جو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہو دستیاب نہیں ہے، نہ ہی اس جانب حضرت کے خلفا کی توجہ ہوئی اور نہ ہی کوئی جانشینوں میں سے اٹھا۔ اور تقریباً تمام ہی خانقاہیں کم وبیش اسی صورت حال سے دوچار ہیں۔

مراۃ مداری حضرت کے حال واحوال کے بیان میں سب سے زیادہ مشہور ہے۔ یہ کتاب شیخ عبدالرحمٰن چشتی رحمتہ اللہ علیہ متوفی 1094 ہجری کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ یہ کتاب کتنی ثقہ اور کتنی معتبر ہے اس کا اندازہ حضرت مفتی ابوالحماد اسرافیل صاحب قبلہ علوی مداری کے مقدمہ اور حضرت علامہ قیصر رضا صاحب قبلہ کے محاسبہ سے بآسانی ہوسکتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے مقدمۂ کتاب میں جو تحقیق کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ خصوصاً حضرت قطب المدار کے نسب کے سلسلے میں جو داد تحقیق دی ہے وہ قطعی چشم کشا ہے۔ یوں ہی حضرت العلام قیصر رضا صاحب قبلہ نے مراۃ مداری کا جو محاسبہ کیا ہے اور جس طرح گرفت کی ہے اس سے نہ صرف ان کی علمی شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے بلکہ ان کی تلاش وجستجو کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ ان دونوں حضرات کے زور قلم نے کتاب کی ثقاہت پر سوالیہ نشان قائم کر دیا ہے۔ مراۃ مداری پر قائم سوالات نے نہ صرف کتاب کا پایۂ اعتبار مجروح کیا ہے بلکہ اس کے مندرجات ومزعومات کا بھرم بھی توڑ دیا ہے۔ ان حالات میں حضرت قطب مدار کے حال واحوال پر کس سے رجوع کیا جائے۔ چاروناچار حضرت مفتی ابوالحماد صاحب اور علامہ قیصر رضا صاحب کی بات سے اتفاق کرنا ہوگا کہ مراۃ مداری کے ان مندرجات سے اتفاق کرنا ہوگا جن کی تائید وتوثیق خانقاہ مداریہ مکن پور شریف کے شیوخ کرتے ہوں اور جو اس میں رطب ویابس ہے اس کی نسبت الحاق وتحریف کی طرف کی جائے گی جیسا کہ ماضی میں بزرگوں کی تصنیفات کے ساتھ حاسدین نے اس طرح کا سلوک روا رکھا جبکہ امم ماضیہ نے کتب سماوی

کیساتھ تحریف کا معاملہ روا رکھا۔

واضعین حدیث نے احادیث نبویہ کے ساتھ یہ طریقہ اختیار کیا تو پھر صالحین کی کتابوں کے ساتھ تحریف والحاق کیا۔ بعید ہے حضرت شیخ عبدالرحمن صوفی صافی بزرگ ہیں مرۃ الاسرار جیسی ضخیم کتاب اولیائے کبار کے حال واحوال میں لکھی ہے۔ یقین نہیں آتا کہ وہ شیعیت زدہ ہوں گے۔ ماضی میں تو یہ ہوتا رہا کہ جس کو بھی اہل بیت کی طرف التفات کرتا پایا۔ معاندین اہل بیت نے فوراً شیعیت زدہ کی تہمت لگادی۔ لیکن یہاں معاملہ ایسا نہیں ہے بلکہ مرۃ مداری میں بہت سے شیعی عقائد کی توثیق کی گئی ہے جیسا کہ حضرت مفتی ابوالحماد اسرافیل صاحب قبلہ نے اپنے مقدمہ میں اور علامہ قیصر رضا صاحب نے اپنے محاسبے میں ذکر کیا ہے تو اب یہ صورت تہمت کی نہیں ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ شیخ عبدالرحمٰن جیسا سنی بزرگ ایسا کیوں کرنے لگا تو جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ ایمان محمودی جیسی کتاب پر حضرت نے اعتماد کیا۔ اس کے مندرجات اپنی کتاب میں نقل کردیے۔ حضرت شیخ کے علم میں یہ بات نہیں تھی کہ ایمان محمودی ایک گڑھی ہوئی کتاب ہے (جیسا کہ علامہ قیصر رضا صاحب کی تحقیق ہے)

چنانچہ روافض کی چابک دستیوں کو حضرت سمجھ نہیں پائے اور اپنی کتاب میں وہ سارا مواد شامل کردیا جو روافض نے گڑھ کر ان تک پہنچایا۔ اس لیے حضرت شیخ کو معذور سمجھنا چاہیے اور ان کے بارے میں حسن گمان رکھنا چاہیے۔

حضرت مدارالعلمین کی شخصیت پردۂ غیب میں نہیں ہے بلکہ ہماری جیتی جاگتی دنیا میں انکے نام کا غلغلہ ہے، ٹھیک ہے حاسدین نے کوششیں کی ہیں کہ چاند کو گہن لگ جائے مگر جس کا چہرہ تجلۂ باری تعالیٰ سے روشن ہو اس پر کوئی کب تک خاک ڈالے گا۔ بالآخر پردۂ کذب وافترا چاک ہوگیا۔ ان کا جمال جہاں آرا بے نقاب ہوگیا۔ سلسلۂ مداریہ کے شیوخ علما اور مصنفین کی کوششیں رنگ لائیں اور حضرت کی شخصیت پہلے سے زیادہ نمایاں ہوکر ہمارے سامنے ہے۔ خدائے بزرگ ہمیں بھی ان کے جاری وساری فیضان سے بہرہ مند فرمائے آمین۔

□□□

منقبت شریف

بارگاہِ حضور سیدنا مدار العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علامہ سید قمر عادل سوز مکن پوری رحمت اللہ علیہ

یہ ہر ایک دل کی پکار ہے تو جہاں کا قطب مدار ہے
تجھے ہر غریب سے پیار ہے تو جہاں کا قطب مدار ہے

کہیں سرمۂ نگہ طلب کہیں غازۂ رخ معرفت
تیرے آستاں کا غبار ہے تو جہاں کا قطب مدار ہے

تو ہے صدر محفل معرفت ہے دلوں پہ تیری ہی سلطنت
تجھے زیب تاج وقار ہے تو جہاں کا قطب مدار ہے

تیری یاد حاصل سرخوشی ترا ذکر حاصل زندگی
ترا نام روح قرار ہے تو جہاں کا قطب مدار ہے

یہ دیار ہند کی سرزمین جو بنی ہے دین کا گلستاں
یہ تری ہی لائی بہار ہے تو جہاں کا قطب مدار ہے

تو حریم جلوہ مصطفیٰ تو امین رحمت کبریا
ترا قرب تیرا جوار ہے تو جہاں کا قطب مدار ہے

دل سوز اس پہ ہے مطمئن ترا جدّ اعلیٰ ہے وہ نبی
جو شفیع روز شمار ہے تو جہاں کا قطب مدار ہے

□□□

قطب المدار کی عظمت وشان

نورالہدیٰ مصباحی گورکھپوری دارالعلوم سعید العلوم یکما ڈپو، لکشمی پور، مہراج گنج (یوپی)

نام ونسب

حضرت سید شاہ بدیع الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی سید احمد بدیع الدین ہے۔ کنیت ابوتراب اور قطب المدار ہے۔ سید احمد شمس الافلاک جیسے القاب سے بھی مشہور ہیں۔ برصغیر ہند وپاک میں زندہ شاہ مدار اور زندہ ولی کے نام سے شہرت حاصل ہے۔

آپ کی ولادت یکم شوال المکرّم ۲۴۲ ہجری میں ملک شام کے شہرت یافتہ شہر حلب کے محلّہ جنار میں ہوئی۔ والد گرامی کا نام سید قدوۃ الدین علی حلبی ہے، والدہ محترمہ سیدہ فاطمہ ثانیہ عرف بی بی ہاجرہ ہیں۔

آپ اپنا حسب ونسب خود اِن الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

انا حلبی بدیع الدین اسمی۔ بامی وابی حسنی وحسینی
جدی مصطفیٰ سلطان دارین۔ محمد، احمد ومحمود کونین

(الکواکب الدراریہ)

یعنی میں حلب کا رہنے والا ہوں، میرا نام بدیع الدین ہے، ماں کی طرف سے حسنی اور باپ کی جانب سے حسینی سید ہوں، میرے نانا محترم مصطفیٰ جان رحمت ﷺ ہیں، جن کی دونوں جہاں میں تعریف وتوصیف کی جاتی ہے۔

تذکرۃ المتقین کے حاشیہ میں آپ کا نسب نامہ اس طرح منقول ہے۔ سید احمد بن سید علی حلبی بن سید بہاء الدین بن سید ظہیر الدین بن سید احمد بن سید محمد بن سید اسمٰعیل بن سیدنا امام جعفر صادق بن امام الائمہ سید محمد باقر بن امام زین العابدین علی بن سید الشہداء امام حسین بن امام الاولیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔ (حصہ اول صفحہ ۱۱۷)

مراۃ الانساب میں سلسلۂ نسب یوں درج ہے: حضرت سید بدیع الدین قطب المدار بن سید علی بن سید بہاء الدین بن سید ظہیر الدین بن سید اسمٰعیل ثانی بن سید محمد احمد بن سید اسمٰعیل اول بن سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت امام احمد عرب بن محمد قانی آپ کے عالی نسب ہونے کی ترجمانی اپنی ایک منقبت میں یوں کرتے ہیں:

باسم و کنیت مشابہ جدہ
ھذٰ علی بو تراب یمدح

یعنی حضرت زندہ شاہ مدار نام اور کنیت میں اپنے دادا خلیفہ چہارم سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے مشابہ ہیں۔ جن کی تعریف وتوصیف ابوتراب سے کی جاتی ہے۔

تعلیم وتربیت:

جس بندۂ مومن کو اللہ رب العزت اپنا محبوب اور برگزیدہ بندہ بناتا ہے اس کی تعلیم وتربیت کیلئے بھی بہترین انتظام فرماتا ہے۔ چنانچہ جب آپ کی عمر مبارک چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو مشائخ سلف کی سنت کے مطابق والد گرامی نے رسم بسم اللہ خوانی کے لیے شیخ وقت امام ربانی حضرت حذیفہ شامی متوفی ۲۷۶ھ کی خدمت میں پیش کردیا۔ استاذ گرامی نے شریعت کے جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ سے آپ کو مزین ومحلیٰ فرمایا، چودہ سال کی مختصر عمر میں آپ کو مختلف علوم وفنون میں کامل مہارت حاصل ہوگئی۔ آپ حافظ قرآن ہونے کیساتھ ساتھ بہت سی آسمانی کتابوں پر بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ حضرت مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بعض نوادر روزگار علوم مثلاً علم ہیما، سیمیا، کیمیا، ریمیا میں بھی کامل دسترس رکھتے تھے (حوالہ لطائف اشرفی صفحہ ۳۵۴)

بیعت وخلافت

ظاہری علوم وفنون سے فراغت کے بعد زیارت حرمین شریفین

کے لئے تشریف لیے گے لیکن جوں ہی وطن سے باہر قدم نکالا تو ہاتف غیبی نے صدا دی: اے بدیع الدین! بیت المقدس کے صحن میں تمہاری مرادوں کی کلید لیے سرگروہ اولیا بایزید بسطامی سراپا انتظار ہیں، چنانچہ آپ بیت المقدس تشریف لیے گئے اور ۲۵۹ھ میں حضرت بایزید بسطامی عرف طیفور شامی نے صحن بیت المقدس میں نسبت صدیقیہ، طیفوریہ وبصریہ سے سرفراز فرمایا اور اجازت وخلافت کا تاج سر پہ رکھ کر حلیہ باطن سے آراستہ فرمایا۔ عرصہ دراز تک مرشد برحق کی معیت میں رہ کر عرفان کی نعمتوں سے مستفید ہوتے رہے۔

حج بیت اللہ کی سعادت

حضرت زندہ شاہ مدار قدس سرہ اپنے حاصل مراد، معبود حقیقی کی یاد سے حریم دل کو آباد کرنے لگے اور ایک مخصوص مقام پر ذکر الٰہی میں محو ومستغرق ہوگئے۔ آپ نے ایسی گوشہ نشینی اختیار فرمائی کہ دنیا کی تمام چیزوں سے آپ کا دل معریٰ ہوگیا۔

ایک رات عالم شوق میں تھوڑی دیر کے لیے محو خواب ہوئے مگر نصیبہ بیدار تھا، خواب میں محبوب خدا ﷺ کی شبیہ جلوہ افروز ہوئی اور ایک شیریں آواز کانوں میں گونج اٹھی کہ: بدیع الدین تیری مرادوں کے حصول کا وقت قریب آگیا ہے۔ تیرے نانا جان تیری راہ دیکھ رہے ہیں، آنکھ کھلی تو دل کی دنیا میں مسرتوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر برپا تھا آپ نے خانۂ کعبہ کی طرف عزم سفر فرمایا۔ حج وزیارت کے فریضے سے سبکدوشی حاصل کی اور دل بے تاب پر مدینہ منورہ کے احساسات چھائے ہوئے تھے۔ اب وہاں کی حضوری اور باریابی کی دُھن میں پائے شوق وارفتہ ہوتا جارہا ہے، مقدر کی باریابی سے در رسول ﷺ پر حاضری ہوتی ہے۔ یہ وہ مقام ہے جو فہم وادراک کی منزل سے بالاتر ہے، بائیں ہاتھ کو منبر نبوت ہے اور بغل میں ریاض الجنتہ۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں بیک وقت ۷۰ ہزار فرشتے درود وسلام کے نغمے کے ساتھ چکر لگاتے ہیں، یہاں اہل محبت کا ہر دم ہجوم رہتا ہے یہی وہ جگہ ہے جہاں کا ایک سجدہ ہزار سجدوں پر بھاری ہوتا ہے، حضرت قطب المدار بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہیں، ان کے بے تاب دل کو قرار مل رہا ہے۔ رات کا آخری پہر ہے اسی اثنا میں رحمت عالم ﷺ اپنی نورانیت کے ساتھ عالم مثال میں ظاہر ہوتے ہیں اور اپنے دل بند، بدیع الدین قطب المدار کو دامن رحمت میں ڈھانپ لیتے ہیں۔ پھر مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور ہوتا ہے، بارگاہ رسالت سے حکم ہوتا ہے، اے علی اپنے نورنظر کو روحانیت کی تربیت دے کر اور مرد کامل بنا کر میرے پاس لاؤ، شاہ ولایت نے اپنی آغوش عاطفت میں لے کر آپ کی روحانیت کو صیقل فرمایا اور بارگاہ رسالت میں پیش کردیا، رسول گرامی وقار ﷺ نے دوبارہ لطف وکرم فرما کر سلام کی تلقین فرمائی اور آپ کے قلب وروح کو مزین فرما کر شرف اویسیت سے ممتاز فرمایا، اور ہندوستان جانے کی تاکید فرمائی۔

اویسیت کا مطلب شاہ سمناں حضرت مخدوم اشرف جہاں گیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ کا بیان ہے کہ بعض اولیا اللہ وہ ہیں جنھیں اویسی کہا جاتا ہے، ان حضرات کو ظاہر میں کسی پیر کی حاجت نہیں ہوتی، ان کی تربیت بارگاہ رسالت پناہ ﷺ کی عنایت سے ہوتی ہے، اس میں کسی غیر کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا جیسا کہ آقا ﷺ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تربیت دی تھی، اویسیت نہایت ہی بلند روشن اور عظیم مقام ہے۔ آیت کریمہ کے مطابق یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ جسے چاہتا ہے عطا فرمادیتا ہے اور اللہ تعالیٰ عظیم فضل والا ہے۔

مزید فرماتے ہیں: حضرت شیخ بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ بھی اویسی ہیں نہایت بلند مرتبہ ومشرب والے ہیں، بعض نادر علوم، ہیمیا، سیمیا، کیمیا، ریمیا وغیرہ ان سے مشاہدے میں آئے۔ یہ علوم گروہ اولیا میں نادر ہی کسی کو حاصل ہوتا ہے (لطائف اشرفی صفحہ ۳۵۴)

سفر ہندوستان :

کفر وضلالت کے اندھیرے میں ایمان وہدایت کی روشنی بانٹنے کے لیے ہادی عالم ﷺ نے اپنے نور نظر کو ہندوستان جانے کا حکم صادر فرمایا۔ حضرت قطب المدار نے ہندوستان کے لیے عزم سفر کیا، ہندوستان آنے والا جہاز ساحل عرب پر تیار کھڑا ہے، کوچ کا نقارہ بجنے والا ہے، کشتی بان بار بار ساحل کی جانب نگاہیں ڈال رہا ہے کہ کوئی مسافر چھوٹ نہ جائے، عین وقت پر حضرت قطب المدار وہاں پہنچتے

ہیں اور جہاز جانب منزل رواں دواں ہوجاتا ہے،سمندر کے وسط میں اسلام کا یہ عظیم مبلغ لوگوں کے درمیان کھڑا ہوکر یہ اعلان کرتا ہے کہ: اے لوگو عبادت کے لائق تو صرف اللہ کی ذات ہے اس کی ذات وصفات میں کوئی اس کا شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور ر سول ہیں جب یہ صدائے توحید جہاز کے مسافروں کے کانوں میں پہنچی تو ان کے دلوں پر پڑے دبیز پردے نے انھیں نور اسلام قبول کرنے سے روک دیا۔غضب الٰہی کو جوش آیا اور جہاز طوفان کی زد میں آکر غرق یاب ہوگیا۔اور آپ کے سوا تمام لوگ سمندری موجوں میں دفن ہوگئے۔قدرت خداوندی سے جہاز کا ایک تختہ برآمد ہوا،اس تختہ کے سہارے آپ سمندر میں تیرنے لگے اسی حالت میں کچھ ایام گزر گئے، بھوک و پیاس سے نڈھال ہوچکے تھے،بارگاہ الٰہی میں دل سے یہ دعا کی کہ:الٰہی ایسا کردے کہ مجھے بھوک نہ لگے اور میرا الباس میلا و پرانا نہ ہو،باب اجابت سے دعا ٹکراتی ہے اور صوبۂ گجرات بندرگاہ کھمباچ کے ساحل پر آ لگ جاتے ہیں،بارگاہ رب العزت میں جبین نیاز رکھ کر شکر بجالاتے ہیں(درالمعارف صفحہ ۱۴۷)

قطب المدار کی عظمتِ شان:

سفینۃ الاولیا کے مصنف نے آپ کی شان وعظمت کو بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ حضرت شاہ مدار کا درجہ بہت بلند ہے جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔

کہا جاتا ہے کہ ۱۲ سال تک آپ نے کچھ تناول نہ فرمایا جو کپڑا ایک مرتبہ پہن لیتے اس کو دوبارہ دھونے کی ضرورت پیش نہ آتی،ہمیشہ صاف پاک رہتے شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ آپ مقام صمدیت پر فائز تھے،یہ سالکوں کا مقام ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا حسن وجمال عطا فرمایا تھا کہ جو آپ کو دیکھتا سجدہ میں گر جاتا اس لیے ہمیشہ چہرے پر نقاب ڈالے رہتے(سفینۃ الاولیا صفحہ ۲۳۶)

مولانا سید شاہ محمد کبیر ابو العلام تذکرۃ الکرام میں رقم طراز ہیں: حضرت بدیع الدین شاہ مدار شیخ طیفور بسطامی کے مرید تھے، کہتے ہیں کہ وہ بظاہر کچھ نہیں کھاتے تھے اور ان کا کپڑا کبھی میلا نہ ہوتا تھا اور نہ اس پر مکھی بیٹھتی تھی،نہایت حسین وجمیل تھے۔ان کے چہرے پر ہمیشہ نقاب پڑا رہتا تھا۔وہ اپنے وقت کے قطب مدار تھے اس لیے لوگ انھیں شاہ مدار کہتے ہیں(ملخصاً تذکرۃ الکرام صفحہ ۴۹۳)

واضح ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے حضرت سیدنا بدیع الدین شاہ مدار کو جنتی طعام کھلایا جس کی وجہ سے آپ کھانے پینے سے بے نیاز ہوگئے۔حضرت مخدوم اشرف قدس سرہ نے پورے ۱۲ سال تک آپ کو کھاتے پیتے نہ دیکھا،اسی بیان پر اعتماد کرتے ہوئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ۱۲ سال کی روایت فرمائی۔

حضرت غلام علی نقش بندی فرماتے ہیں:

حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ قطب مدار تھے اور بہت عظیم شان والے تھے۔آپ نے دعا کی تھی الٰہی! مجھے بھوک پیاس نہ لگے اور میرا الباس میلا،پرانا نہ ہو،ویسا ہی ہوا۔اس کے بعد بقیہ پوری عمر آپ نے نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا اور آپ کا لباس میلا،پرانا نہ ہوا،وہی لباس وصال تک کافی رہا(درالمعارف صفحہ ۱۴۷۔۱۴۸)

چلہ گاہ

ہندوستان اور نیپال کے مختلف علاقوں میں آپ سے منسوب چلہ گاہیں ہیں،سردست میں نیپال میں موجود محل باری پہاڑ کے چلہ گاہ کا تذکرہ کرتا ہوں یہ وہ جگہ ہے جسے سات ماتھا پہاڑ اور مدریہ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے،جہاں پر سات پہاڑ پار کرنے کے بعد ان کا چلہ گاہ ہے،آج بھی عوام وخواص کی زیارت کا مرکز ہے،ہر سال وہاں پر فروری ماہ میں دس روزہ خصوصی تقریب کا اہتمام کیا جاتا ہے،اس موقع سے ہندو نیپال کے لاکھوں عوام اپنی عقیدت ومحبت کے مطابق فیض مدار سے شاد کام ہوتے ہیں۔

بارگاہ رب العزت میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق خیر عطا فرمائے اور بزرگان دین ومشائخ سلف کا نیاز مند بنائے۔آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

□□□

قطب المدار عالمی داعی اسلام

مولانا صاحب علی یار علوی چترویدی چیف ایڈیٹر امام احمد رضا میگزین بندیشر پور پوسٹ اسکا بازار، سدھارتھ نگر یوپی

قطب الاقطاب، فرد الافراد، امام الاولیا، مدار العالمین، شہزادہ مولائے کائنات، داعی اسلام حضرت سیدنا بدیع الدین زندہ شاہ مدار علیہ الرحمۃ والرضوان سرکار مکن پور کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں و کمالات کا پیکر بنا کر گم گشتگان راہ کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا آپ قرآن واحادیث فقہ کے علاوہ کتب اغیار پر کامل دسترس رکھنے کے ساتھ کتب سماوی تورات وزبور وانجیل کے بھی عالم تھے اور علوم ریمیا، سیمیا، ہیمیا اور کیمیا میں بھی مہارت تامہ حاصل تھی۔حضور قطب المدار خاندان رسالت کے ایک مہکتے پھول چمکتے تارے تھے آپ کی ولادت باسعادت، ولی کامل حضرت سید علی حلبی کے گھر میں ہوئی۔آپ کے والد محترم حضرت سید علی حلبی اپنے وقت ایک جید عالم دین کے ساتھ ولی کامل تھے حضور سیدنا قطب المدار ملک شام کے مشہور شہر حلب میں پیدا ہوئے اور ملک شام وہ ملک جس کے لیے سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ حضور پرنور سرکار مدینہ ﷺ دعائیں کرتے تھے۔ملک شام لاتعداد اولیا عظام کا مسکن ومدفن ہے، ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ نے اعلان نبوت سے قبل دو بار تجارت کے لیے ملک شام کا سفر بھی کیا، اس سرزمین کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز بھی فرمایا۔سرکار قطب المدار کی تعلیم وتربیت گھر پر ہوئی، مزید تعلیم کے لیے والد محترم نے مشہور بزرگ عالم اجل حضرت حذیفہ شامی کی بارگاہ میں پیش کیا حذیفہ شامی کی جب پہلی نظر سیدنا قطب المدار پر پڑی فوراً آپ نے پہچان لیا کہ یہ معمولی بچہ نہیں بلکہ بہت ہی ذہین وفطین کمال وخوبی والا اور علم لدنی سے آراستہ وپیراستہ ہے۔

بالائے سرش زہوشمندی
می تافت ستارۂ سر بلندی

حضور سیدنا قطب المدار کے احوال وکوائف، کشف وکرامات وخدمات جلیلہ کو احاطہ تحریر کرنا بہت مشکل ہے، آج تک کسی محقق ومصنف یا تبصرہ نگار نے یہ دعویٰ بھی نہیں کیا کہ میں نے سوانح قطب المدار مکمل کر دیا، اس لیے کہ آپ کی ۵۹۶ سالہ زندگی اس کا ثبوت ہے۔حضور قطب المدار کے تمام اوصاف حمیدہ میں اشغال دعوتیہ نمایاں وصف تھا اور آپ ایک عظیم داعی اسلام تھے، پوری دنیا کی سیر کر کے آپ نے لاکھوں افراد کو حلقہ بگوش اسلام کیا، یہی وجہ ہے کہ دنیا کے اکثر ممالک میں آپ کا چلہ گاہ جس کا شمار بھی ناممکن ہے آپ نے دعوت کا کام فقط بنی نوع انسان ہی میں نہیں بلکہ اقوام اجنہ میں بھی کرتے، اس کا بین ثبوت ہے۔جنگلوں اور پہاڑوں میں آپ کا چلہ گاہ، ظاہر سی بات ہے کہ پہاڑوں کی غار میں جنگلوں کے درمیان انسانوں کا گزر بہت ہی کم ہوتا ہے اس کا وضح مطلب یہ ہے، نادیدہ مخلوقات حاضر خدمت ہوتے، آپ انھیں اسلام کے کمالات سے واقف کر کے دائرہ اسلام میں داخل کرتے۔یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ملک ہندوستان میں جو اسلام کی بہاریں مسلمانوں کی ایک اچھی تعداد موجود ہے۔یہ سب اولیائے کرام کے محنتوں کا ثمرہ ہے، یہ اہل اللہ جس آبادی میں جلوہ بار ہوتے، وہاں کے ہنادکین ومشرکین ان کے اخلاق کریمانہ سے متاثر ہو کر دامن اسلام میں داخل ہو جاتے۔اکابر اولیائے کرام کے مزارات اس پر شاہد ہیں لیکن اکثر علاقے ایسے بھی ہیں کہ پوری آبادی مسلمان اور دور دور تک کسی ولی کامل کا مزار نہیں، صرف قطب المدار کا چلہ ہے یا پھر ملنگان کے مزارات ہیں ایک انسان کو یہ فیصلہ کرنے میں قطعاً تاخیر نہیں ہوگی، یہ آبادی کیسے دولت اسلام سے مالا مال ہے، فوراً وہ پکار اٹھے گا کہ یہ قطب المدار کی دعوت کا نتیجہ جو اسلام پھول پھل رہا ہے۔

مساجد میں اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں ،حضور قطب المدار جن جن علاقوں میں جلوہ فرما ہوتے ہیں، پوری آبادی کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو جاتی، پھر آپ ان کی تعلیم وتربیت کے لیے اپنا کوئی خلیفہ مقرر کر دیتے، یہی وجہ ہے کہ آپ کے خلفا کی تعداد بے شمار ہے۔ چونکہ آپ داعی تھے اس لیے جہاں جیسی ضرورت آن پڑی، آپ نے وہ کام کیا، ایک داعی کے لیے افراد ساز ہونا بھی ضروری ہے تو آپ نے افراد سازی بھی فرمائی؛ گروہ ملنگان ، جماعت طالبان، جماعت عاشقان اور جماعت خادمان وغیرہ اسی قسم کی کئی جماعتیں حضور قطب المدار نے بنایا تھا۔ ہر ایک جماعت کے لیے ان کے کام بھی مقرر بھی کیے، یہ جماعتیں آج بھی موجود ہیں اور اپنے فرائض منصبی کو بحسن خوبی انجام دے رہی ہیں، اس کا بھی مقصد تھا، دعوت اسلام اغیار کو اسلام میں داخل کرنا۔حضور قطب المدار خود دونوش سے بے پرواہ تھے، ایسا تا کہ دعوت کے راستے میں کھانا پینا رکاوٹ نہ بنے، آپ کا لباس کبھی میلا نہ ہوتا تا کہ دعوت کے راستے میں رکاوٹ نہ ہو۔

حضور سیدنا قطب المدار کے طریقہ دعوت پر غور کرو اور آج کے ماحول کا جائزہ لو تو پتا چلے گا کہ حضور زندہ شاہ مدار جب دعوت دے رہے تھے، ماحول ایسا تھا کہ ہر طرف کفر وشرک کا بول بالا، اللہ کا نام سننا بھی گوارہ نہ تھا، خدا کی وحدانیت رسول اللہ کی رسالت اور اسلام کی تعلیمات کی اگر کوئی بات کرتا تو لوگ اس کے جانی دشمن ہو جاتے، بظاہر کوئی ذریعہ نہ تھا لیکن آج دعوت دین کے مختلف ذرائع ہیں اور آزادی بھی ہے پھر بھی اگر غور کیا جائے تو شاذ ونادر ہی کوئی داعی ملے، مبلغ ہر جگہ ہیں لیکن داعی نہیں کیونکہ یہ بہت کٹھن مرحلہ ہوتا ہے۔حضور قطب المدار نے دعوت دین کا عظیم کام انجام دینا شروع کیا، افراد سازی کی، خلفا کے ذریعہ دور دراز تک پیغام پہنچایا ،یہی وجہ ہے کہ صرف ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ دنیا کی تمام خانقاہوں میں قطب المدار کا سلسلہ چل رہا ہے جس کا اعتراف تحریری شکل میں وہاں کے لوگ کرتے ہیں اس لیے حضور قطب المدار زندہ شاہ مدار علیہ الرحمہ کو کسی ایک چلہ، ایک خانقاہ میں محدود کر کے نہ دیکھا جائے بلکہ ہر جگہ آپ کا جلوہ ہے۔

حضور قطب المدار کا احسان صرف اہل ہند کے مسلمانوں پر ہی نہیں بلکہ دنیا کے اکثر ممالک کے مسلمانوں پر ہے آپ کو خالق کائنات نے اپنے حبیب علیہ السلام کے طفیل عالمی داعی اسلام بنایا اور حضور قطب المدار نے اپنے اس منصب کو بخوبی انجام دیا حضور زندہ شاہ مدار علیہ الرحمہ کی زندگی کا جب مطالعہ کرو تو آپ ہر نہج سے دعوت اسلام کا کام کرتے نظر آ رہے ہیں آپ کی کرامتوں کو پڑھو اس میں دعوت کا عنصر نمایا ہے جب آپ کی ملاقات خواجہ خواجگاں حضور خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری علیہ الرحمہ سرکار اجمیر سے پہلی بار ملک ہند میں ہوئی اور جس پہاڑ پر یہ دونوں بزرگ ملے تھے، آج بھی وہ پہاڑ قطب المدار کے نام سے موسوم ہے، تاریخ بتا رہی ہے کہ دونوں بزرگ ایک ہفتہ تک خاموش بیٹھے رہے ان کی کیا گفتگو ہوئی یہ کسی کو معلوم نہیں، البتہ دونوں حضرات نسبی اعتبار سے ایک اور دونوں کا مقصد بھی ایک تھا ہوسکتا ہے کہ طریقہ کار پر گفتگو ہوئی ہو کہ کیسے ہندوستانیوں میں اسلام پھیلانا ہے کیونکہ ہندوستان میں مختلف قبائل کے لوگ بود وباش ہیں تو انھیں دعوت اسلام کیسے دینا ہے، یہ بھی دعوت کا ایک طریقہ رہا ہے کہ گھر کے فرد سے بھی مشورہ ہوا الگ الگ طریقوں سے کام کیا جائے اور ہوا بھی ایسا کہ انھیں مقدس پاکیزہ خصائل بزرگوں کی جدوجہد سے ہر طرف اسلام کی بہار ہے، یہ بات حق اور سچ ہے کہ جب تک چاند میں چاندنی اور سورج میں روشنی ہے انشاءاللہ اہل اسلام باقی رہیں گے، مساجد سے اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی رہیں گی۔حضور قطب المدار نے دعوت کا جو نمایاں کام انجام دیا ہے اس کا اعتراف زمانہ کل بھی کر رہا تھا اور آج بھی کر رہا ہے اور ضروری ہے کہ آج حضور قطب المدار کے حالات زندگی کو پڑھا جائے، دینی ادروں میں اس پر تحقیق ہوتا کہ ہر سال داعیوں کی ایک ٹیم تیار ہو اور دعوت دین کا کام کرے اور اگر یہ کام ہونے لگے تو ان شاءاللہ بزرگوں کی روحیں خوش ہوں گی اور تائید خداوندی بھی حاصل ہوگی اور اگر داعی کو مصائب کا سامنا کرنا پڑا تو اسے قطب المدار کی مقدس زندگی سہارا دے گی۔اللہ تعالیٰ ہمیں قطب المدار کے نقش پر چلنے کی توفیق بخشے اور دین کا داعی بنائے اور ایمان پر خاتمہ نصیب کرے۔آمین

سلسلہ مداریہ کا عاشقانِ گروہ اور اس کی نوپٹیاں

شہزادہ منظر ابوالوقار پیر طریقت حضرت علامہ ومولانا سید اظہر علی مداری

سراج العاشقین حضرت قاضی مطہر قلہ شیر علیہ الرحمہ: سراج العاشقین محبوب بارگاہ مدارالعالمین حضرت قاضی مطہر قلہ شیر علیہ الرحمۃ والرضوان شہنشاہ اولیاء کبار سرکار سرکاراں حضور سیدنا سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ کے چہیتے ،لاڈلے اور بڑے ہی مقرب خلیفہ باوقار ہیں، آپ سرکار مدارالعالمین کے ایسے عاشق بے مثال تھے کہ آپ سے مکمل ایک گروہ عاشقان مدار کا اجراء ہوا۔

صاحب ''سیر الفقراء'' نے آپ کی بیعت وخلافت کو کچھ اس طرح تحریر فرمایا ہے: حضرت سراج السالکین قاضی مطہر قلہ شیر رحمۃ اللہ علیہ سرکار مدار پاک سے مناظرہ کرنے کی نیت سے بہتر (۷۲) اونٹوں پر کتب شرعیہ لاد کر مکن پور شریف کے لیے روانہ ہوئے جب مکن پور شریف کے قریب پہنچے تو آپ کو ایک ندی نظر آئی جس کو عبور کیے بغیر مکن پور شریف میں داخل ہونا ناممکن تھا، خواہی نہ خواہی جیسے ہی ندی میں اونٹوں کو داخل کرتے ہیں قدرت خداوندی سے ندی کی لہروں میں ایسی زوردار طغیانی آتی ہے کہ اونٹوں پر لدی ہوئیں ساری کتابیں تر ہو جاتی ہیں ،مکنپور شریف پہنچ کر قیام فرمایا اور پوری تیاری کے ساتھ بارگاہ مدارالعالمین میں علمی غلغلہ کے اظہار کے لیے پہنچ جاتے ہیں ، چہرہ پرانوار پر نقاب تھا ، نقاب کو اٹھانے کے لیے عرض کرتے ہیں ،سرکار مدار پاک نے نقاب اٹھا دیا، جب نقاب اٹھا تو سرکار کا نورانی چہرہ سامنے تھا اور اس وقت سرکار مدار پاک کی مونچھے کچھ بڑھی ہوئیں تھیں ،قاضی صاحب نے ازروئے شرع مونچھوں کی حد بیان کی ،سرکار مدار پاک نے ارشاد فرمایا :شریعت کے مطابق جتنے بال کاٹنے کا حکم ہو کاٹ لو اور طریقت کے جو بال ہوں ان کو چھوڑ دو ،اگر طریقت کے بال کٹے تو آپ عتاب سے بچ نہیں پاؤ گے،قاضی صاحب اپنے علم پر مفتخر تھے ،آپ نے بغیر سوچے سمجھے داہنے رخ کے لب پر قینچی چلا دی، جو بال کٹے ان سے خون کا فوارہ جاری ہو گیا، قاضی صاحب نے سمجھا شاید قینچی کی نوک آپ کو لگ گئی ہے جس کی بنا پر آپ کے خون جاری ہو گیا ہے ۔جب بائیں جانب قینچی چلائی تو تعجب کا ٹھکانا نہ رہا کہ اس طرف کے بالوں سے دودھ کی دھارا بہ پڑی ،دودھ اس قدر بہا کہ نشست گاہ میں جمع ہو گیا حالت استعجاب میں قاضی صاحب نے سرکار مدارالعالمین کی بارگاہ میں عرض کی: حضور یہ کیا ہے؟ میری سمجھ سے تو بالکل پرے ہے ۔سرکار قطب المدار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قاضی صاحب! شریعت میرے نزدیک جسم میں بہنے والے خون کی طرح ہے کہ اس کے بغیر زندگی کی بقا محال ہے اور طریقت میرے لیے ماں کے آنچل میں موجود شیر کی طرح ہے۔

قاضی صاحب اپنے علمی دبدبہ کو برقرار رکھنے کے لیے مزید محدثین اور رواۃ کا حوالہ دے کر موضوعات میں طوالت دینے لگے ۔اس پر سرکار مدار پاک نے ارشاد فرمایا : قاضی صاحب محدثین کرام نے جو لکھا ہے برحق ہے، کتابیں دیکھیں اور حوالہ دیجئے ۔زبانی خرچ سے کوئی فائدہ نہیں، سرکا مدار پاک سے یہ بات سن کر قاضی صاحب نے جیسے ہی کتابیں کھولیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان بہتر (۷۲) اونٹوں پر لدی ہوئیں کتابوں میں سوائے اسم جلالت ''اللہ'' اور اسم سرکار مدینہ ''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بھی باقی نہیں ہے، ساری کتابیں کوری اور حروف ومضمون سے خالی ہیں ،سرکار مدار پاک نے فرمایا قاضی صاحب کتب شرعیہ میں جو ملاحظہ فرمایا ہو تو کچھ ارشاد فرمائیں ،قاضی صاحب بے خودی کے عالم میں آپ کے قدموں میں گر کر غلامی کی بھیک مانگتے ہیں اور سرکار مدار پاک از راہ شفقت ومحبت آپ کو بیعت وخلافت سے نوازتے ہیں ،اور ایک لمحہ میں راہ سلوک کی ساری منزلیں طے کروا کر ولایت میں بڑا مقام عطا فرماتے ہیں،

آپ کا شمار سرکار زندہ شاہ مدار کے بڑے خلفائے باوقار میں ہوتا ہے، آپ کا ولایت میں وہ مقام ہوا کہ خود آپ کے اپنے چچا حضرت قاضی حمید الدین المعروف بہ قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے آپ سے بیعت کا شرف حاصل کیا اور آپ کے جانشین ہوئے، حضرت قاضی مطہر قلہ شیر اور حضرت قاضی حمید الدین علیہما الرحمۃ والرضوان کی بارگاہیں کانپور سے کالپی روڈ ''ماور شریف'' کانپور دیہات میں مرجع خلائق ہیں۔

قطع تاریخ وفات

(جنت نشین: ۸۶۴ھ)

اے شہ قاضی مطاہر اہل حق: حامی دین و سراج العاشقین
عزم چوں کردہ سوئے دار الجنان: سال او گفتہ خرد جنت نشین

(گفتار رحمت: ص ۶۲،۶۳)

اکمل العارفین حضرت قاضی حمید الدین المعروف بہ قاضی صاحب علیہ الرحمہ: آپ سراج العاشقین حضرت قاضی مطہر قلہ شیر علیہ الرحمہ کے چچا محترم ہیں، آپ بڑے ہی زاہد و عابد اور شب بیدار تھے، قرب الٰہی اور منزل مقصود تک وصول نہیں ہو پا رہا تھا، عرفان الٰہی کا جام بغیر کسی ساقی کے ممکن نظر نہیں آ رہا تھا، عشق الٰہی کے شراروں کا دہکانے والی ہوا کسی بھی جانب سے محسوس نہیں ہو رہی تھی، اسی تڑپ اور بے چینی میں اور راہ سلوک میں کمال وانتہا کے حصول کے لیے بارگاہ سرکار سرکاراں حضور سیدنا سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ میں اذن حاضری لے کر شرف بیعت کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں، سرکار مدار پاک ارشاد فرماتے ہیں: اس کے لیے آپ کو میرے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی جاؤ قاضی مطہر سے شرف بیعت حاصل کرو، عرض کی سرکار! وہ تو مجھ سے چھوٹے ہیں، میرے بھتیجے ہیں، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں ان کے سامنے سر غلامی خم کروں؟ سرکار مدار العالمین نے مسکراتے ہوئے فرمایا: قاضی صاحب! یہ راہ سلوک ہے یہاں منصب امیر کارواں چھوٹے اور بڑے کی بنا پر نہیں بلکہ فضل وکمال کی بناء پر ملتا ہے، یہاں خرد وکلاں کے احساس کا کوئی دخل نہیں ہوتا، آج تک تیرے اسی غرور نے تجھ کو کامیابی سے دور رکھا تھا، اللہ تعالیٰ نے تیرے اس حسب ونسب کے غرور کو توڑنے کے لیے یہی مقدر فرمایا ہے کہ تم قاضی مطہر کی بارگاہ میں جا کر اپنی سچی طلب کو ثابت کرو، اللہ نے تمھارے لیے گروہ عاشقاں کی نسبت ہی مقدر فرمائی ہے اسی نسبت کی غلامی میں تمھیں تمھارا مقصود حاصل ہوگا۔

در کیش جان فروشان فضل وہنر نہ رنید
ایں جا حسب نہ باشد ایں جا نسب نہ گنجد

پس بارگاہ مدار العالمین سے یہ حکم سن کر حضرت قاضی مطہر قلہ شیر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شرف بیعت وخلافت حاصل کرتے ہیں۔

اہل سیر وتراجم کا کہنا ہے کہ آپ اس قدر بلند مقام ومرتبہ کے حامل بزرگ ہیں کہ آج تک اہل قلم اور صاحبان زبان حضرات آپ کی کما حقہ تعریف وتوصیف بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ آپ کے علم وفضل کی روشن دلیل میں آپ کی تصنیفات، ملفوظات اور مکتوبات موجود ہیں۔

(گفتار رحمت: ص ۶۴)

زین العارفین حضرت سید الطاف حضرت سید شاہ راجے علیہ الرحمہ: آپ عارف باللہ حضرت قاضی حمید الدین علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید خاص اور خلیفہ اجل ہیں۔ مروجہ علوم وفنون میں کمال حاصل کرنے کے بعد بھی جب آپ کی تشنگی نہ بجھی تو حضرت قاضی حمید الدین کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور ایک زرخرید غلام کی حیثیت سے شیخ کی بارگاہ میں خدمت انجام دیتے ہیں۔ آپ کے خلوص اور طلب صادق نے قاضی صاحب کا قرب حاصل کرلیا۔ اہل سیر نے تحریر فرمایا ہے کہ آپ نے شرف بیعت حاصل کرنے کے بعد تزکیہ، تصفیہ اور مجاہدہ میں اپنے آپ کو لگا دیا اور ایسی مشقت سے بھری ہوئی زندگی گزاری ہے کہ بیان وتحریر سے باہر ہے۔ آپ کی جفاکشی اور مجاہدات کو دیکھ کر آپ کے مرشد برحق حضرت قاضی حمید الدین علیہ الرحمہ نے خلافت سلسلہ عالیہ مداریہ عطا فرمائی، نگاہ مرشد نے آپ کو اس کمال تک پہنچا دیا تھا کہ جہاں کا تصور بھی ان کے لیے ممکن نہیں تھا۔ آپ کو ایک خاص وصف سے نوازہ گیا کہ جو بھی آپ سے بیعت ہوتا وہ تھوڑے ہی عرصہ میں خدا رسیدہ ہو جاتا، اس وقت کے جو بھی علماء تھے سبھی نے آپ سے فیض پایا تھا، آپ کے انہیں چہیتے اور لاڈلے مریدین میں خصوصی مقام ومرتبہ حاصل کرنے والے فخر الفقراء حضرت سید شاہ عبد الغفور المعروف بہ بابا کپور ہیں، بابا کپور کا مقدر بڑا ہی روشن تھا کہ آپ کو سید شاہ راجے کی جانشینی نصیب ہوئی اور قبل وفات مکمل طور پر مخلوق خدا کی ہدایت وتلقین کی ذمہ داری آپ کے سپرد فرمائی اور اس کے بعد داعی

اجل کو لبیک کہا۔ (گفتار رحمت :ص ۶۴)

رئیس الفقراء حجۃ الصوفیہ حضرت سید شاہ عبدالغفور عرف بابا کپور علیہ الرحمہ: حضرت سید شاہ عبدالغفور عرف بابا کپور علیہ الرحمہ حضرت سید شاہ راجے علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ ہیں اور وہ حضرت قاضی حمید الدین قدس سرہ کے اور وہ حضرت سلطان التارکین برہان العاشقین حضرت علامہ قاضی مطہر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہیں اور وہ قطب الاقطاب حضور سیدنا سید بدیع الدین قطب المدار کے مرید وخلیفہ ہیں، حضرت بابا کپور علیہ الرحمہ کا وطن عزیز کالپی شریف ہے، آپ کا شمار طویل العمر بزرگوں میں ہوتا ہے، علم ظاہری اور علم باطنی سے آراستہ ہو چکے تھے لیکن پھر بھی مقصود حاصل نہ ہو سکا تھا، شوق دیدار الٰہی میں پورا وجود انگاروں کی طرح جل رہا تھا، ایک ایسے مرشد کی ضرورت تھی جو اپنی نگاہ عطا سے دیدار الٰہی سے ہمکنار کر دے پس مرشد حق کی تلاش میں نکل پڑتے ہیں اور جب حضرت سید شاہ راجے قدس سرہ کے فیض وکرم کی گھنگھور گھٹاوں میں مینہ برسنے کی خبریں سنیں تو اس بارش کرم کے پرنالے سے کشکول بھرنے حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: حضور! میرا وہ حصہ ازلی عنایت فرمائیں جو کہ سینہ بہ سینہ منتقل ہو کر آپ تک پہنچا ہے۔ حضرت سید شاہ راجے اپنے پاس رکھی امانتوں کو سپرد فرما کر بیعت سے مشرف فرماتے ہیں اور لمحہ بھر میں مقصود سے ہمکنار فرما دیتے ہیں، بابا کپور نے بیعت ہونے کے بعد اپنے اوپر انتہائی سخت مجاہدہ ریاضت لازم کر لیا کہ اکثر آپ جذب واستغراق کی حالت میں رہتے، کھانے، پینے اور حوائج ضروریہ سے بے رغبت رہتے، جب آپ کی استغراقی کیفیت زائل ہوتی تو آپ صرف کسی غلہ کے کچھ دانے تناول فرماتے، لباس بمقدار ستر عورت زیب تن فرماتے، برسوں گرمی کی راتوں میں ضعیف اور مساکین وغیرہ کو پانی پہنچاتے رہے۔

جامہ پوشا نرا نظر بر گا ذراست
جامہ عریاں را تجلی زیوراست

اہل ثروت اور امراء کی طرف بہت کم التفات فرماتے تھے، اگر کوئی اہل خیر میں سے روپیہ یا کپڑا ہدیہ کرتا تو آپ اس کو فقرا و مساکین کے درمیان تقسیم فرما دیتے تھے، اللہ نے آپ کو صاحب کشف کے ساتھ ساتھ صاحب کرامت بھی بنایا تھا، جب مرشد گرامی حضرت سید شاہ راجے علیہ الرحمہ نے آپ کی ترقی درجات کا مشاہدہ فرمایا تو اپنی خلافت اور جانشینی سے نواز دیا، آپ نے منصب خلافت اور جانشینی کا حق ایسا ادا کیا کہ تاریخ بتاتی ہے جس قدر بھی حضرت سید شاہ راجے کے مریدین تھے، سبھی آپ پر پروانوں کی طرح نثار رہے، آپ کے سات خلفائے کرام صاحب سلسلہ اور اہل ارشاد ہوئے، ان میں سے ہر ایک خاص لقب سے مشہور ہوا اور ہر ایک سے ایک ایک گروہ جداگانہ جاری ہوا۔ آپ کا مزار شہر گوالیار میں مرجع خلائق ہے اور ۱۳- ذی القعدہ کو آپ کا عرس شریف بڑے ہی تزک واحتشام سے منایا جاتا ہے۔

قطع تاریخ وفات حضرت سید شاہ عبدالغفور عرف بابا کپور قدس سرہ العزیز

رفت از دنیاء جود رخلد بریں — مست الفت عاشق صادق کپور
سال تاریخ وصال آنجناب — ہست صادق پاک ہیں عاشق کپور
شاہ عالم کپور مجذوب است — ماہ عالم کپور مجذوب است
سال نقلش کہ احسن خوب است — گفت ہاتف کپور مجذوب است

آپ سے جو نو پٹیاں عاشقان کی جاری ہوئیں ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

گروہ اول عاشقان امام نوروزی — گروہ دویم عاشقان سوختہ شاہی
گروہ سوم عاشقان کمر بستہ — گروہ چہارم عاشقان لعل شاہ بازی
گروہ پنجم عاشقان گوپالی — گروہ ششم عاشقان مکھا شاہی
گروہ ہفتم عاشقان کلامی — گروہ ہشتم عاشقان کمال قادری
گروہ نہم عاشقان کریم شاہی

(گفتار رحمت:ص ۶۵، ۶۶)

(۱) امام الزہاد حضرت امام نوروز علیہ الرحمہ: تارک السلطنت امام نوروز رضی اللہ عنہ فنافی اللہ حضرت عبدالغفور عرف بابا کپور علیہ الرحمہ کے خصوصی فیض یافتہ ہیں، آپ اس سرزمین ہند میں شاہانہ شان وشوکت اور کروفر کے ساتھ آئے تھے، آپ کا مقصد ہند کو فتح کر کے کرسی حکومت پر بیٹھ کر رعایہ پر حکمرانی کرنا تھا، آپ ہر سر کو اپنے آگے جھکا ہوا دیکھنا چاہتے تھے، لیکن جب حامل نسبت مداریہ مرد حق حضرت بابا کپور علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں آئے اور بابا کپور نے آپ پر اپنی نگاہ عنایت فرما دی تو اب آپ

کو فقیری حکومت کے آگے یہ دنیوی حکومت ہیچ لگنے لگی۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی   بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

آپ کی قسمت میں روحانیت کی شاہی تھی قسمت کا ستارہ بلند ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بابا کپور کی بارگاہ میں پہنچا دیا، بابا کپور کی نگاہ ولایت جیسے ہی آپ پر پڑی آپ کی زندگی ہی بدل کر رہ گئی، دنیا اور دنیا کی شاہی کا طمع دل سے نکل گیا، دنیا کی طرف جھکی ہوئی آپ کی سوئی یکا یک مالک حقیقی کی طرف ہو جاتی ہے، دنیا کے طالب بن کر آئے تھے، نگاہ ولی نے مولیٰ تعالیٰ کا طالب بنا دیا، اپنی شاہانہ زندگی کی تمام حرص و حوس کو ترک کر کے اور شاہی کرسی کو ٹھوکر مار کر بابا کپور کی غلامی اختیار کر لیتے ہیں، اپنا سارا مال غریبوں میں تقسیم کر دیتے ہیں اور تا حیات تجریدی زندگی بسر کر کے دین حنیف کی خدمت انجام دیتے رہے، آپ کے دست حق پرست پر جو بھی بیعت ہوتا وہ امام نوروزی کے لقب سے مشہور ہوتا، آپ نے شاہی سکوں کو مریدین کے لئے خاص فرمایا۔ قصبہ قلم ڈاک خانہ خاص ضلع و تحصیل یوت محل بلک بزار میں مرجع خلائق ہے۔؛

(۲) امام العارفین حضرت عاشقان سوختہ شاہی علیہ الرحمہ:

جماعت صوفیہ کے درمیان آپ کی ذات متعارف اور نہایت ہی محترم و مکرم ہے آپ اسم بامسمّٰی تھے، آپ کا نام نامی اسم گرامی ''سید عابد خاکسار'' تھا، اور تھے بھی بہت بڑے عابد و زاہد، آپ کی پوری زندگی سالکین طریقت کے لئے نمونہ عمل ہے، آپ نے اپنے آپ کو عشق الٰہی کی آگ میں ایسا جلایا تھا کہ مرشد گرامی سرکار بابا کپور علیہ الرحمہ نے آپ کو ''عاشقان سوختہ شاہی'' کے خطاب سے نواز کر سند عطا فرمادی تھی، اکثر آپ پر جذب کی ایسی کیفیت طاری ہوتی تھی کہ لوگ آپ پر پانی، عرق گلاب وغیرہ چھڑک کر ہوش میں لانے کی کوشش کرتے لیکن کسی بھی چیز کا آپ پر کوئی اثر نہ ہوتا اور بسا اوقات مریدین آپ کو مردہ سمجھ بیٹھتے اور ان کا دل پھٹ جاتا اور غم مرشد میں جاں بحق ہو جاتے اور آپ خود بخود کچھ عرصہ بعد صحتیاب ہو جاتے۔

آگ کے انگاروں کو پیروں سے روند کر ٹھنڈا کر دینا یہ ملنگان کرام کا ایک خاص عمل بلکہ کرامت رہی ہے، جس کو دیکھ کر کفار و مشرکین ان سے قریب ہو کر دامن اسلام میں داخل ہوتے رہے ہیں، یہ وصف آپ کے مریدین کو اللہ نے بدرجہ اتم عطا فرمایا تھا، آپ کے مریدین پر آپ کا ایسا عکس تھا کہ آگ کے انگارے پھولوں کے ڈھیر کی مانند ہوتے تھے، احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے اگر ضرورت پڑتی تو وہ آگ کے انگاروں کو اپنے پیروں سے روند کر ٹھنڈا کر دیتے تھے اور آگ بحکم الٰہی پیروں کو کچھ بھی نقصان اور ایذا نہیں پہنچاتی تھی، آج بھی ان نسبتوں کے حاملین انگاروں کے ڈھیر کو پیروں سے کچل کر ٹھنڈا کر دیتے ہیں اور بحکم مولیٰ تعالیٰ آگ آج تک ان نسبتوں کی تعظیم و توقیر کا بھرم رکھتی ہے کہ ان کے جسم کو ذرہ برابر نقصان نہیں پہنچتا، مشاہدہ ہے کہ یہ وصف آج اس خاندان کے ملنگان پاکباز میں بھی پایا جاتا ہے۔

آسمان دنیا پر مدار کا چاند نظر آچکا تھا، عشاق کے قلوب بارگاہ مدار میں حاضر ہو کر قرار پانے کے لئے مچل اٹھتے ہیں۔

طلوع ہو گیا ہر دل میں ہے قرار کا چاند
فلک پہ جب سے دکھائی دیا مدار کا چاند

سراج السالکین حضرت سید شاہ عبد الغفور عرف بابا کپور علیہ الرحمہ گوالیار میں رونق افروز تھے، جیسے ہی مدار کا چاند نظر آیا مریدین سے ارشاد فرمایا: میں نے اپنی پوری زندگی میں قبلہ و کعبہ حضور سرکار سرکاراں سید بدیع الدین احمد قطب المدار علیہ الرحمہ کے عرس مقدس کے موقعہ پر غیر حاضری نہیں کی ہے لیکن اس سال مشیت الٰہی ہے کہ میری آپ لوگوں کے ساتھ ہمراہی نہیں ہو سکے گی، اس لیے آپ لوگ عرس مدار میں حاضری کے لیے تیاریاں شروع کرو۔

جبیں جھکا کے یہ اورنگ زیب کہتے ہیں ☆ ہمیں تو لگتا ہے ہر ذرہ اس دیار کا چاند

آپ نے علم اور ماہی مراتب نشان تیار کیے اور فرمایا کہ قلم و دوات لے کر آؤ آقازادوں کی بارگاہ میں کچھ عریضہ پیش کرنا ہے، قلمدان اور کاغذ پیش کیا گیا، لیکن معقول روشنی نہ ہونے کی بناء پر لکھ پانا دشوار تھا، فوراً حضرت سوختہ شاہی نے اپنی انگشت شہادت کو چھری سے چیر دیا اور وہ روشن ہو گئی۔ حضرت بابا کپور نے مسکراتے ہوئے عریضہ لکھا اور عازمین سفر کو دے کر مکنپور شریف بھیج دیا اور اس کے بعد انگلی پر دم کیا انگلی سرد ہو گئی اور 'دعاء عاشقان رحمت' پانی پر دم کر کے انگلی کو دھلوایا تو اس کی سوزش زائل

ہوگئی، حضرت سوختہ شاہی علیہ الرحمہ فنا فی اللہ کی اس منزل پر پہنچ چکے تھے کہ آپ اکثر ارشاد فرمایا کرتے تھے: اگر پیران طریقت کی نظر کریمانہ نہ ہوتی اوران کا ابررحمت سایہ فگن نہ ہوتا تو میں بسبب کمال جذبہ عشق الٰہی جل کر راکھ ہو جاتا۔ آپ سے جو گروہ چلا اس کے فقراء کا کہنا ہے کہ جب اس حالت جذب میں بندہ ہو اور اسے جلتی ہوئی آگ میں ڈال دیا جائے تو وہ آگ اس پر مضر ہونے کے بجائے گلزار ہو جاتی ہے، چونکہ آپ کے مرشد گرامی وقار علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ کو ''سوختہ عشق الٰہی'' کے خطاب سے نوازا تھا، اس لیے آپ کے دست حق پرست پر جو بھی بیعت ہوتا وہ ''سوختہ شاہی'' کے لقب سے جانا اور پہچانا جاتا۔

(۳) **زین الاصفیاء حضرت عاشقان کمربستہ علیہ الرحمہ:** آپ کا نام ''شاہ عبدالحی'' ہے اور ''شاہ درگاہی کمربستہ'' کے لقب سے مشہور ہیں، رئیس السالکین حضرت سید شاہ عبدالغفور عرف بابا کپور علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ مداریہ میں شرف بیعت حاصل ہے، آپ کو اہل سیر وتاریخ نے فرشتہ خصلت جیسے الفاظ سے یاد کیا ہے، دنیا سے بے رغبت ہو کر کمربستہ ہو کر صرف اور صرف اپنے مالک حقیقی کی رضا کے لیے عبادت وریاضت میں مشغول رہے، اللہ رب العزت نے آپ کو ولایت میں بہت ہی بلند مقام عطا فرمایا، آپ جہاں صاحب کشف تھے وہیں صاحب کرامت بھی تھے، آپ سے کثرت سے کرامتوں کا ظہور ہوا ہے، جب آپ کی کرامتیں مشہور ہونے لگیں تو حضرت بابا کپور علیہ الرحمہ نے آپ سے فرمایا: درگاہی! کیا کرتے ہو؟ آپ نے عرض کی حضور کمربستہ ہو کر ریاضت میں وقت گزارتا ہوں۔ حضرت بابا کپور نے آپ کو اسی وقت خرقہ خلافت سے نواز کر ''کمربستہ'' کے لقب سے ملقب فرمایا اور آپ کا لقب ''کمربستہ'' آپ کے نام پر غالب ہو کر مشہور ہو گیا۔

(۴) **حضرت عاشقان لعل شاہ بازی علیہ الرحمہ:** اقرب شاہ امان اللہ درویش دہلوی علیہ الرحمہ لعل شاہ باز کے خطاب سے مشہور ہیں اور آپ بھی بابا کپور علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔

(۵) **حضرت عاشقان بابا گوپالی علیہ الرحمہ:** بابا گوپال ہندوستان کے اہل ثروت اور مالداروں میں سے تھے، انھوں نے سادھوؤں کی زندگی اختیار کر لی تھی اور اپنے استدراج کے ذریعہ لوگوں کو کفر وشرک کی کھائی میں ڈالنے کا کام کرتے تھے، جب حضرت بابا کپور سے ان کی ملاقات ہوئی تو آپ نے ان کے استدراج کو صلب فرما دیا، بابا کپور کے قدموں میں گر کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں، بکمال عنایت وشفقت بابا کپور ان کو آغوش شفقت میں لیتے ہیں اور اپنی نظر فیض سے ان کا پیمانہ مراد لبریز فرما دیتے ہیں بابا گوپالی کے سبھی ساتھی حق پا کر دامن اسلام میں آجاتے ہیں، بابا کپور کی نگاہ ولایت نے بابا گوپالی کی دنیا ہی بدل کر رکھ دی کہ آپ اہل ریاضت اور عاشق صادق بن کر سامنے آتے ہیں، آپ کی طلب صادق کو دیکھ کر بابا کپور اپنی بیعت سے نواز کر خلافت عطا فرماتے ہیں، آپ سے جو سلسلہ جاری ہوا وہ عاشقان بابا گوپالی سے جانا جاتا ہے۔

عاشقان را برون ازین عالم — بر تریں عالمی است گردانی

(۶) **حضرت عاشقان مکھا شاہی علیہ الرحمہ:** حضرت مکھا شاہ ولی قدس سرہ کا شمار نازش فقر وتجرید حضرت سید شاہ عبدالغفور عرف بابا کپور علیہ الرحمہ کے خاص مریدین میں ہوتا ہے، آپ ان اصحاب کشف وکرامت بزرگوں میں ہیں جن کا ہر لمحہ، ہر ساعت کرامت ہی کرامت ہوتی ہے، آپ کو بابا کپور علیہ الرحمہ کی خصوصی عنایت حاصل تھی، حضرت نے آپ سے خوش ہو کر خلافت سے نوازا اور راہ سلوک میں عظیم مقام عطا فرمایا، خصوصیت کے ساتھ حیدرآباد دکن میں آپ کی کرامتوں کا شہرہ زبان زد خاص وعام ہے، آپ سے جو گروہ جاری ہوا وہ عاشقان مکھا شاہی کے نام سے مشہور ہوا، آپ کا مزار مقدس شہر وضلع: ناندیڑ (مہاراشٹر) میں مرجع خلائق ہے۔

(۷) **حضرت عاشقان کلامی علیہ الرحمۃ:** امام وقت حضرت امام نوروز کے دو بڑے ہی مشہور خلفاء گزرے ہیں (۱) حضرت شاہ فتان درویش علیہ الرحمہ، جن کا مزار مقدس قصبہ ''کراولی''، ضلع: ایٹہ۔ میں مرجع خلائق ہے۔ (۲) حضرت شاہ معروف کلامی علیہ الرحمہ ہیں۔ آپ اپنے دور کے تمام علوم متداولہ پر کمال رکھتے تھے بالخصوص علم منطق اور علم کلام کے امام کی حیثیت رکھتے تھے، جس کی بنا پر آپ کو ''کلامی'' سے شہرت حاصل ہوئی ''احیاء العلم المذاکرۃ'' کے تحت ایک دن آپ امام وقت حضرت امام نوروز کی بارگاہ میں بغرض مباحثہ تشریف لائے، علماء متکلمین میں آپ کا بڑا مقام تھا، جب آپ نے اپنی زبان کو حرکت دی اور شاندار

علمی مباحثہ فرمایا، جس سے خوش ہوکر حضرت امام نوروز علیہ الرحمہ نے آپ سے فرمایا: اے کلامی! یہ تجھ کو جو قوت گویائی عطا ہوئی ہے مالک حقیقی کی خاص عنایت ہے، اس زبان وکلام پر بغیر اذن قادر مطلق تم کچھ بھی قدرت نہیں رکھتے اگر اس فضل وکرم کا مالک حقیقی تمہاری گویائی صلب فرمالے اور تمہاری زبان میں عیب ونقص پیدا ہوجائے تو تم کیا کروگے، کاش تم اس مالک کی رسائی حاصل کرلیتے جس نے تمہیں یہ ملکہ عطا فرمایا ہے، تو کیا ہی اچھا ہوتا، حضرت امام نوروز کی زبان ولایت سے نکلنے والے الفاظ آپ کے قلب وذہن میں اثر انداز ہوتے ہیں اور آپ کے دامن سے لپٹ کر عرفان الٰہی کی بھیک مانگتے ہیں، مرید ہوکر بہت ہی مختصر وقت میں پیر کی چشم عنایت سے راہ سلوک کی تمام منزلیں طے کرکے اعلیٰ مقام پر فائض ہو جاتے ہیں، آپ سے سلسلہ نوروز مداریہ کا دائرہ وسیع تر ہوا، لیکن جو شہرت ہوئی وہ ''عاشقان کلامی'' کے نام سے ہوئی اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک دن حضرت امام نوروز نے آپ سے فرمایا: اے کلامی! جو سلسلہ تجھ سے جاری ہوگا وہ میرے پیر بھائیوں کے القاب سے ملقب ہوگا، چنانچہ عاشقان کی جونو پٹیاں ہیں ان میں یہ بھی داخل ہیں، یعنی بطفیل پیر آپ سے سلسلہ عاشقان کلامی کا اجرا ہوا۔

(۸) **حضرت عاشقان کمال قادری علیہ الرحمہ:** سلسلہ عاشقان کمال قادری کے سرخیل استاذ العلماء حضرت مولانا شیخ کمال الدین قادری ہیں ''سیر الفقراء'' ''ریاض الفقراء'' اور دیگر کتب میں آپ کا ذکر ملتا ہے، پہلے آپ سلسلہ قادریہ میں مرید تھے، لیکن جب آپ کی ملاقات حضرت سید شاہ عبد الغفور عرف بابا کپور علیہ الرحمہ سے ہوئی تو آپ کی تشنگی اور بڑھ جاتی ہے، جب بابا کپور سے نسبت مداریہ حاصل ہوجاتی ہے تو وہ تشنگی ختم ہوجاتی ہے اور پوری زندگی بابا کپور کے نام کردیتے ہیں، ظاہری اور باطنی تجرید وتفرید کی ایک طویل زندگی بسر کرتے ہیں، آخر زمانہ میں بابا کپور آپ کی طلب صادق دیکھ کر خرقہ وخلافت سے نواز کر اولیاء کاملین کی صف میں پہنچا دیتے ہیں، حضرت میاں تہور شاہ سجادہ نشین اور میاں دہونسہ شاہ بھی اسی سلسلہ میں ہیں نیز ان کے بھائی بھی نسبت پیرانہ رکھتے ہیں، دو اور مشہور بزرگ میاں رحیم شاہ، ان کے مرید مرزا تیمور بھی اہل کمال قادر سے ہیں اور صاحب کرامات کثیرہ ہوئے ہیں۔

(۹) **حضرت عاشقان کریم شاہی علیہ الرحمہ:** سلسلہ مداریہ کی یہ شاخ حضرت مولانا شیخ کمال الدین کے خلیفہ اجل حضرت شیخ کریم الدین سے جاری ہوئی ہے، اس سلسلہ کے فقرا ''کریم شاہی'' کہلاتے ہیں۔

ہندوستان کا اوّل صوفی اور پہلا سلسلہ طریقت؟

رئیس القلم علامہ محمد قیصر رضا علوی حنفی مداری

ہندوستان میں مذہب اسلام کئی قسم کی جماعتوں کے ذریعہ آیا ہے کبھی تاجروں کے ذریعہ تو کبھی صوفیا واولیا کے ذریعہ اور کبھی بادشاہوں کے ذریعہ لیکن جو اسلام صوفیا و اولیا کے ذریعہ آیا ہے وہی سب سے زیادہ کامیاب ہوا ہے۔ یوں تو دور رسالت مآب علیہ السلام میں ہی دین برحق مذہب اسلام کی روشنی ہندوستان آچکی تھی لیکن باضابطہ طور پر فقط دعوت وتبلیغ اسلام کا مشن لے کر صوفیاء کی جماعت میں سب سے پہلے آنے والی ذات حضور قطب وحدت سیدنا بدیع الدین سید احمد زندہ شاہ مدار قطب المدار قدس سرہ الجبار کی ہے غیر منقسم ہندوستان کے اولیائے عظام کی تاریخ پڑھنے والی شخصیات پر یہ بات بالکل مخفی نہیں ہے، ہندو پاک میں حضور مدار پاک کے بعد داعیٔ اسلام بن کر آنے والی دوسری مشہور ومعروف شخصیت حضور سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ کی ہے۔ حضور داتا گنج بخش کی ولادت عام طور پر کتب سیر میں ۴۰۰ھ اور وفات حسرت آیات ۴۶۵ھ تحریر ہے جبکہ حضور مدار العلمین ۲۸۲ھ میں ہی داعیٔ اسلام بن کر ہندوستان تشریف لا چکے تھے۔ واضح رہے کہ حضور داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ سیدنا سرکار غوث اعظم قدس سرہ سے پہلے کے بزرگ ہیں کیونکہ سیدنا غوث اعظم قدس سرہ کی ولادت باسعادت ۴۷۰ھ ہجری یا ۴۷۱ھ ہجری ہے یعنی حضور داتا صاحب کے وصال کے بعد سرکار غوثیت مآب کی ولادت ہوئی ہے جبکہ ماقبل میں ہم بتا چکے ہیں کہ حضرت مدار پاک ۲۸۲ ہجری میں داعیٔ اسلام بن کر ہندوستان تشریف لاکر دعوت وتبلیغ کی گرانقدر خدمات انجام دے رہے تھے۔ چنانچہ حضرت مدار العلمین قدس سرہ کی اسی اولیت کی بنیاد پر اصحاب تحقیق ونظر اہل دیانت وامانت آپ کو ہندوستان کا پہلا داعی ومبلغ اور اول پیران پیر کہتے ہیں مشہور تاریخی کتاب ''تاریخ سلاطین شرقیہ وصوفیائے جونپور'' سے یہ حوالہ نقل کر کے ہم اپنی گفتگو کو آگے بڑھا رہے ہیں، ملاحظہ ہو۔

حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ اس وقت ہندوستان تشریف لائے جب یہاں مسلمانوں کا نام ونشان نہیں تھا محمد بن قاسم علوی کی قائم کردہ حکومت زوال پذیر ہو چکی تھی۔ تاریخ سلاطین شرقیہ کی مذکورہ بالا عبارت سے ہندوستان میں آپ کی آمد کی اولیت کا مسئلہ بالکل صاف ہو گیا لہٰذا جب یہ ثابت ہو چکا کہ صوفیائے اسلام کی جماعت میں سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار قدس سرہ ہندوستان کے اول داعیٔ اسلام ومبلغ شریعت وطریقت ہیں تو یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہندوستان میں مروج تمام سلاسل طریقت میں سلسلہ مداریہ ہی اولین و قدیم سلسلہ ہے، اس کا اندازہ اس طرح سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ہندوستان میں مشہور سلاسل چشتیہ قادریہ نقشبندیہ رفاعیہ سہروردیہ وغیرہ ہیں ان میں اول الذکر سلسلہ چشتیہ ہندوستان میں عطاء الرسول سلطان الہند معین الملۃ والدین سیدنا خواجہ معین الدین اجمیری حسن سنجری قدس سرہ سے مشہور ہوا، اب دیکھا یہ جائے کہ سیدنا غریب نواز قدس سرہ کی ولادت باسعادت کب ہوئی تو اس سلسلے میں اکثر اصحاب سیر وتاریخ نے آپ کی ولادت ۵۳۰ھ یا ۵۳۱ھ ہجری تحریر کی ہے۔

اسی طرح سلسلہ قادریہ کے بانی محبوب سبحانی شہباز لامکانی غوث الصمدانی حضور سیدنا ابو محمد محی الدین شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی تاریخ ولادت ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ ہجری تحریر ہے جیسا کہ ماقبل میں بھی ہم تحریر کر چکے ہیں اور حضور سیدنا خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی تاریخ ولادت ۷۱۸ھ ہجری تحریر ہے حضور سیدنا سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ کی تاریخ ولادت ۵۱۲ھ ہجری تحریر ہے حضور سلطان الاولیاء سیدنا شہاب الدین عمر سہروردی کی تاریخ ولادت ۵۴۲ھ ہجری ہے ان سلاسل مشہورہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ رفاعیہ کے بانیان کرام کے علاوہ متحدہ ہندوستان میں مشہور مبلغین اسلام یہ ہیں۔

حضور سید سالار مسعود غازی، حضور قطب الاقطاب خواجہ سید محمد جمال الدین جان من جنتی، حضور سیدنا محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی، حضرت سیدنا علاء الدین علی احمد صابر کلیری، حضرت سیدنا میر سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی، حضرت سیدنا سید جلال الدین جہانیاں جہانگشت قدس اللہ اسرارہم، اول الذکر بزرگ حضور سیدنا سید سالار مسعود غازی کی ولادت ۴۰۵ھ ہجری میں ہوئی جبکہ ثانی الذکر ۵۲۹ھ ہجری میں اور وہ مدار پاک کے مرید وخلیفہ اور سلسلۂ دیوانگان کے بانی وامام الطریقہ ہیں۔

حضور سیدنا محبوب الٰہی کی ولادت ۶۳۴ھ ہجری میں ہوئی اور حضور صابر پاک کی ولادت ۵۹۲ھ ہجری میں ہوئی اور سیدنا سید سلطان مخدوم اشرف کچھوچھوی قدس سرہ کی ولادت ۷۵۹ھ ہجری میں ہوئی حضرت مخدوم جلال الدین جہانیاں جہانگشت کی پیدائش ۷۵۶ھ ہجری میں ہوئی جبکہ داعئ اسلام قطب الاقطاب حضور پرنور سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار حلبی ثم مکن پوری قدس سرہ کی ولادت ۲۴۲ھ ہجری میں ہوئی اور حضور ختمی مرتبت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روحانی حکم کے بموجب ہندوستان میں پہلی بار ۲۸۲ھ ہجری میں بغرض دعوت وتبلیغ تشریف لائے۔ چنانچہ یہ کہنے میں ہم بالکل حق بجانب ہیں کہ ہندوستان میں سلاسل طریقت کے قصر عظیم کی خشت اول کی حیثیت سلسلہ مداریہ کو ہی حاصل ہے اسی مفہوم کو حضرت علامہ محمد صفی اللہ شمیم القادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح ادا کیا ہے کہ

زمین ہند میں قطب المدار ہی اول
ہیں خشت قصر ہدایت کسی کو کیا معلوم

یہ کوئی غلوئے عقیدت نہیں بلکہ صد فیصد حقیقت ہے کہ سلسلہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ شطاریہ وغیرہم اور ہندوستان میں مروج جمیع سلاسل طریقت کے مشائخ کبار نے سلسلہ عالیہ مداریہ کے متعدد شیوخ سے فیوض وبرکات حاصل فرمائے، اسی طرح تمام سلاسل حقہ کی خانقاہیں سلسلہ عالیہ مداریہ کے فیضان سے مالا مال ہیں، بڑی ذمہ داری کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ ہندوستان کے طول وعرض میں کوئی ایسی خانقاہ نہیں کہ جن کے شیوخ نے سلسلہ مداریہ سے اکتساب فیض نہ کیا ہو اور یہ بھی واضح ہونا چاہئے کہ رشد وہدایت وتقسیم فیوض وبرکات کا یہ سلسلہ صرف ہندوستان کی حدوں تک محدود نہیں بلکہ یورپ وایشیا کے اکثر ممالک کے مشائخ طریقت نعمت نسبت مداریت سے مستفیض ومستفید ہوئے ہیں۔ اس کی خاص وجہ یہی ہے کہ سیدنا قطب المدار اولین داعیان اسلام میں سے ہیں اور پانچسو چھیانوے سال کی طویل عمر میں آپ نے پوری دنیا کا متعدد بار سفر فرمایا آپ کے ان اسفار سے جہاں ایک طرف دین ومذہب کی زبردست اشاعت ہوئی وہیں پر دوسری طرف آپ کے سلسلہ پاک کو بھی خوب تشہیر وتوسیع حاصل ہوئی۔ تاریخ سلاطین شرقیہ کے مصنف نے لکھا ہے کہ ”کسی بھی گوشۂ ملک میں چلے جایئے کسی نہ کسی خلیفہ قطب المدار کا آستانہ ضرور ملیگا“ طبقات شاہجہانی میں تحریر ہے کہ ”حضرت سید بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ نے پوری دنیا کا سفر فرمایا تھا“ کتاب بانیان سلاسل میں مذکور ہے کہ ”حضور قطب المدار قدس سرہ کا دائرۂ تبلیغ وارشاد کافی وسیع ہے درازئ عمر کے سبب زیادہ سے زیادہ لوگوں کو آپ سے فیضیاب ہونے کا موقع میسر آیا۔ ایک ایک مجلس میں ہزار ہا ہزار لوگ داخل اسلام ہو کر مرید ہوتے تھے اس لیے آپ کے مرید وخلفا کی تعداد کا شمار ممکن ہی نہیں“ اس مقدس سلسلے کی خدمات دینیہ کا تحقیقی جائزہ لیا جائے تو بڑے نمایاں طور پر اس سلسلہ مبارکہ کی خدمات سامنے آتی ہیں، اس کا اندازہ آپ اس طرح لگا سکتے ہیں کہ صرف ہندوستان میں سلسلہ مداریہ کی خانقاہوں، گدیوں اور ان سے متعلق تکیوں کی تعداد تقریبا تین لاکھ ہے بہت ممکن ہے کہ کوئی صاحب اس تعداد پر متعجب ومتحیر ہو جائیں لہذا اس مقام پر ہم تاریخ پورنیہ نامی کتاب کا ذکر ضرور کریں گے کیونکہ صاحب کتاب جناب قمر شاداں نے "بوکانن نامی" ایک انگریز سرویکار کی رپورٹ بھی شامل کتاب کی ہے اور لکھا ہے کہ بوکانن نے ۱۸۰۸ھ عیسوی اور ۱۸۱۰ھ عیسوی میں ضلع پورنیہ کا اکاؤنٹ لکھا تھا چنانچہ اس کے سروے کے مطابق صرف ضلع پورنیہ کے اندر سلسلہ مداریہ کی خانقاہوں کی تعداد سولہ سو ۱۶۰۰ھ تھی جبکہ جلالیوں اور تکیہ داروں اور بینوا فقراء کی خانقاہوں کی مجموعی تعداد تقریباً ساڑھے چارسو تھی اس جگہ خیال رہے کہ تکیہ دار اور بانوا فقرا کا تعلق بھی سلسلہ مداریہ سے ہی ہے اور یہ قطعی مسلم ہے کہ ہر گدی، خانقاہ، تکیہ، چلہ گاہ، مرکز رشد وہدایت ہے اور ان مقامات سے ہمیشہ اعلائے کلمۃ الحق ہوتا رہا ہے اور ان شاء اللہ المولیٰ قیامت تک ہوتا رہے گا مزید برآں پورے ہندوستان بالخصوص

اتر پردیش گجرات راجستھان بہار بنگال مہاراشٹر مدھیہ پردیش کی ۸۰ فیصد آبادیوں میں آج بھی سلسلہ مداریہ کے ملنگان کرام کی ڈیریاں انکی گدیاں ان کے دُھونے موجود ہیں۔ یوپی میں تو شاید کوئی گاؤں شہر یا قصبہ باقی ہو جہاں ملنگ بابا کی ڈیری نہ ہو یہاں پہنچ کر یہ بات بڑے ادب واحترام اور پوری ذمہ داری کے ساتھ ناظرین کے حضور عرض ہے کہ ملنگ صرف اور صرف سلسلہ مداریہ ہی میں ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ فیروزاللغات وغیرہ میں ملنگ کا معنی سلسلہ مداریہ کا مرید لکھا ہوا ہے جملہ ارباب تحقیق کے لیے لمحہ فکر یہ ہے کہ جس مقدس سلسلے کی خدمات بے حساب و بے شمار ہیں جس کی تبلیغ کا دائرہ تمام بیرونی ممالک اور ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں سے لے کر قصبات و دیہات تک کو محیط ہے جس سلسلے کے ملنگ ہر شاہراہ پر فیض محمدی لٹا رہے ہیں جس سلسلے کی خانقاہیں گدیاں اور تکیئے لاکھوں کی تعداد میں ہیں جو سلسلہ تمام سلاسل حقہ سے پہلے ہندوستان آیا جس سلسلے کے فیضان سے تمام سلاسل فیضیاب ہو رہے ہیں جس سلسلے کے بانی حضور قطب المدار زندہ شاہ مدار قدس سرہ جماعت صوفیا میں سب سے پہلے یعنی ۲۸۲ھ ہجری میں مکمل تبلیغی دستور و نظام لے کر وارد ہندوستان ہوئے جنھوں نے ۲۵۹ھ ہجری سے ۸۳۸ھ ہجری تک اپنی حیات اقدس کا طویل ترین عرصہ دعوت واشاعت اسلام میں صرف فرما کر دین رسول کو سارے عالم میں عام وتام کیا جن کی بارگاہ سے عوام تو عوام اکابر اولیائے عظام و مشائخ ذوی الاحترام فیضیاب ہوئے آج ایسے عظیم سلسلہ و بانی سلسلہ پر کتنی تحریکیں کتنا فیصد کام کر رہی ہیں؟ اہلسنت و جماعت کے موجودہ اکابر اور بڑے بڑے دارالعلوم اپنے اس محسن اعظم کی سیرت وسوانح پر کتنی کتابیں اور رسالے شائع کر رہے ہیں؟ ان کے مقدس نام سے اب تک کتنی کانفرنسیں اور جلسے منعقد کروا چکے ہیں؟؟

ان کے نام سے کتنے مدرسے اور جامعات بنائے ہیں۔

جبکہ ایک جماعت تمام علماء کرام سے اس بات کا مطالبہ بھی کر رہی ہے اس بابت کچھ تصنیفی اور تعمیری کاموں کی عرضیاں بھی پیش کر رہی ہے لیکن کیا خوب منظر ہے ہندوستان کے مسلمانوں کے پہلے محسن و رہنماء کی حیات وخدمات پر کوئی کام نہیں کیا جا رہا ہے نتیجتاً مطالبہ پورا نہ ہونے کی صورت میں ایک طبقہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ شاید دور حاضر میں بالقصد سلسلہ مداریہ اور حضور قطب المدار قدس سرہ کو پردہ عدم میں ڈالنے کی کوششیں ہو رہی ہیں حالانکہ اس طبقے کا یہ خیال کلی طور پر ہمارے نزدیک بھی درست نہیں ہے مگر جزوی طور سے ہمیں بھی مجال انکار نہیں واقعتاً دس پندرہ فیصد ایسے لوگ ہیں جو سلسلہ مداریہ و بانئ سلسلہ مداریہ حضرت سیدنا قطب المدار قدس سرہ کے تذکرے سے بالقصد انحراف کرتے ہیں اور انہیں یہ بات قطعی گوارا نہیں کہ حضور سیدنا قطب المدار اور سلسلہ مداریہ کا تذکرہ کسی مقرر کی تقریر یا کسی مصنف کی تحریر میں جگہ پائے کچھ بدنصیب تو ایسے بھی ہیں جو حتی المقدور پرانی جگہوں سے آپ کا اسم پاک بھی نکلوانے کی مذموم حرکت کر رہے ہیں اب دیکھیے اس حرکت کو ایسا کون صاحب ایمان شخص ہے جو مذمت نہیں کریگا کہ عملیات اولیا نامی کتاب کے مولف کے نام کے اگے پرانے نسخوں میں قادری چشتی مداری لکھا جاتا تھا مگر اب نئے نسخوں سے مداری کاٹ دیا گیا ہے یہ نسخہ فرید بکڈ پو دہلی سے چھپا ہے جبکہ پرانے نسخے جتنے بھی ہیں ان میں چشتی کے بعد مداری بھی لکھا ہوا ہے اسی طرح سے ایک جواں سال فاضل نے حضرت سیدنا برکت اللہ مارہروی قدس سرہ کے حالات میں جہاں پر آپکے اکتساب فیض اویسیہ کا ذکر کیا ہے وہاں سے بھی آپ کا نام کاٹ دیا ہے جبکہ اس گراف کے جتنے بھی ماخذ ہیں ان سبھی میں سیدنا غوث اعظم، سیدنا بہاءالدین نقشبند، سیدنا مدارالعلمین کی ارواح پاک کا ذکر ہے۔

اسی طرح کتب خانہ امجدیہ دہلی سے شائع ہوئی کتاب محفل اولیا میں حضور سیدنا برکت اللہ مارہروی قدس سرہ کے حاصل شدہ سلاسل میں بجائے مداریہ کے امدادیہ لکھا ہوا ہے شاید یہ کتابت کی غلطی ہے کیونکہ آپ کے حاصل شدہ سلاسل میں امدادیہ کا کیا تصور ہے وہ مداریہ ہی ہے اسی طرح اخبارالاخیار کے ترجمہ نگار نے صمدیت کا ترجمہ سمندر کیا ہے اور لکھا ہے کہ سرکار مدار پاک سمندر میں رہا کرتے تھے نیز اسی طرح مترجم اخبارالاخیار نے ایک اور فحش غلطی کی ہے جس سے اچھے اچھے لوگ مغالطے میں پڑ جا رہے ہیں وہ یہ کہ حضور مدار پاک کا سن ولادت ۷۱۷ھ لکھدیا ہے بہت سے لوگ اسکی نسبت شیخ محقق کی طرف کر دیتے ہیں جبکہ یہ مترجم کا تصرف ہے اگر اسے شیخ محقق کی بات تسلیم کرلیں تو پھر محقق صاحب کا مدار پاک کے لیے طویل العمر لکھنا محض مذاق سمجھا جائے گا۔

اسی طرح قصر عارفاں نامی کتاب میں بھی مدار پاک کے تعلق

سے کچھ غلط باتیں لکھی ہوئی ہیں مثلاً یہ کہ مدار پاک نے خواجہ معین الدین چشتی کے مزار مبارک پر مجاورت اختیار کی اور پھر خواجہ معین الدین چشتی کے باطنی اشارے پر مکن پور شریف کو اپنا مرکز و مسکن بنایا مولف کتاب کی یہ بات از اول تا آخر بالکل غلط اور قطعی بے بنیاد ہے یہ شگوفہ مرآۃ مداری میں چھوڑا گیا ہے اسی سے قصر عارفاں کے مولف کو بھی دھوکہ ہوا ہے اور اس کے بعد اور بھی بہتوں کو یہ دھوکہ ہوا جبکہ سچ یہ ہے کہ حضور مدار پاک حضور خواجہ صاحب کی پیدائش سے قبل ہی اجمیر شریف جا کر تبلیغ دین متین فرما چکے تھے جیسا کہ کرامات مسعودیہ شیخ ملیح اودھی کی کتاب اور تواریخ محمودی اور آچاریہ چترسین کی کتاب سومناتھ وغیرہ اس بات پر شاھد ہیں۔

اسی طرح حضور مدار پاک کے نسب شریف کے تعلق سے بھی بعض علماء کو دھوکہ ہوا ہے کسی نے آپ کی نسبت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی ہے تو کسی نے حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے بتایا ہے اور کسی نے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان سے لکھا ہے اور کسی نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے بتایا ہے اور کسی نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کے خاندان سے لکھا ہے اب قارئین خود غور فرمائیں کہ ایک شخص کتنے خاندان سے ہوسکتا ہے؟

چنانچہ حقیقت یہ ہے کہ حضور مدار پاک نجیب الطرفین سید آل رسول ہیں باقی ساری روایتیں غلط اور بے بنیاد ہیں راقم الحروف نے اپنے ایک مقالے میں آپ کی سیادت کے تعلق سے تقریباً ایک سو سے زائد حوالے نقل کیے ہیں جو کہ مرآۃ مداری مترجم کیساتھ ملحق ہے، نیز اسی رسالے میں حضرت مولانا سید ازبر علی صاحب کا ایک پورا مقالہ ہی اسی عنوان سے شامل اشاعت ہے جسے قارئین ملاحظہ فرما سکتے ہیں، اسی طرح دانش بکڈپو ٹانڈہ سے لطائف اشرفی کا جو ترجمہ شائع ہوا ہے، اس میں بھی جہاں پر سرکار مخدوم سمنانی قدس سرہ کو سرکار مدار پاک کی طرف سے خرقہ محبت عطا ہونے کی بات ہے وہاں پر مترجم نے بات الٹ دی ہے، اسی طرح صحائف اشرفی میں بھی بے جا تصرف کرتے ہوئے مضمون کے آخر میں یہ بات الحاق کی گئی ہے کہ حضور مخدوم اشرف سمنانی نے مدار پاک کو سلسلہ قادریہ چشتیہ کی خلافت دی جبکہ اس روایت کا ماخذ کہیں ہے ہی نہیں یہ قطعی غلط اور بے بنیاد بات ہے مجھے یقین ہے کہ حضور اعلیٰ حضرت سرکار اشرفی میاں قدس سرہ کے مضمون میں کسی نے ضرور خیانت کی ہے۔ بہر حال مجھے اس مضمون کے ذریعے قارئین کو یہ پیغام دینا ہے کہ حضور سیدنا مدار العلمین قدس سرہ غیر معمولی شخصیت کے حامل بزرگ ہیں ان کے احسانات بالخصوص ہندوستان کے ہر ولی بزرگ مجدد ومحدث فقیہ ومفتی وارباب اقتدار یہاں تک کہ یہاں کی دیگر غیر مسلم قوموں پر بھی ہیں اس لیے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کے تحت مسلمانان ہند کے گھروں کے جو بچے پڑھ لکھ کر مفتی، عالم، فاضل ہو گئے ہیں انھیں چاہیے کہ ہندوستان کے اس محسن اعظم اور پہلے داعی ومبلغ کے لیے بھی کچھ تحریری سرگرمیاں پیدا کریں اور نسلوں کو ان کے کارناموں اور طور وطریقوں سے آگاہ کریں آج کے دور میں جرمنی، ملیشیا، امریکہ، افریقہ میں بیٹھ کر وہاں کے باشندے حضور مدار پاک پر تحقیق وریسرچ کر رہے ہیں۔ ہندوستان میں دہلی کا ایک غیر مسلم بھی ان کی شخصیت پر قلم اٹھا کر سینکڑوں صفحات سیاہ کر ڈال رہا ہے لیکن افسوس ہے مفتیان اہل سنت پر سنی مفکرین پر کہ حضور مدار پاک جن کا اثاثہ اور سرمایہ ہیں جن کے لیے باعث فخر ہیں وہ بیچارے اس ذات عالی پر کوئی تحریری یا تعمیری کام نہ کرتے ہوئے قصداً اپنا زبردست نقصان کر رہے ہیں نیز خود مکن پور شریف سے بھی سیدنا مداپاک قدس سرہ کی ذات بابرکات پر حکمت بالغہ کیساتھ کام نہیں کیا جارہا ہے۔

ہم سادات کچھوچھہ مقدسہ بالخصوص حضور سیدی ومرشدی سرکار اشرف ملت قبلہ دامت برکاتہم اور رسالہ ھٰذا کے دیدہ ور مدیر حضرت مولانا ڈاکٹر سید مبین اشرف الاشرفی کے ممنون ومشکور ہیں کہ جنھوں نے اپنے موقر اور تصوف پرور جریدے میں مدار پاک نمبر نکال کر ایک عظیم خدمت انجام دی اور سوئے ہوئے لوگوں کو جگانے کا کام کیا اور ساتھ ہی ساتھ ان تمام قلمکاروں حق شعاروں کا بھی ممنون ومشکور ہوں کہ جنھوں نے میری گزارش کو عزت بخشتے ہوئے حضور مدار العلمین قدس سرہ کی شخصیت پر قلم چلایا۔

حوالہ جات:

طبقات شاہجہانی، تاریخ مشائخ چشت، تاریخ پورنیہ، تاریخ سلاطین شرقیہ وصوفیائے جونپور، بانیان سلاسل وغیرہم۔

□□□

آفتاب حلب کی پرنور شعائیں

مولانا سید ظفر مجیب مداری ولی عہد خانقاہ مداریہ مکن پور یوپی

آپ کا نام۔ احمد۔ لقب۔ بدیع الدین ہے۔ حسب ونسب۔ از جانب پدر حسینی واز جانب مادر حسنی یعنی نجیب الطرفین سید آل رسول ہیں جائے ولادت۔ ملک شام شہر حلب قصبہ جنار ہے۔ تاریخ ولادت۔ یکم شوال المکرّم بروز دوشنبہ ۲۴۲ ہجری ہے۔

نسب نامہ از جانب والدگرامی:

السید الشریف بدیع الدین احمد بن سید الشریف قدوۃ الدین علی بن السید الشریف بھاء الدین حسینبن السید الشریف ظہیر الدین احمد بن السید الشریف اسماعیل الثانی بن السید الشریف محمد بن السید الشریف اسماعیل الاول بن السید الشریف امام الناطق جعفرن الصادق بن الامام محمدن الباقر بن الامام علی الاوسط زین العابدین بن الامام الحسین بن الامام الاشجعین المتقین علی بن ابی طالب وفاطمۃ الزہراء بنت رسول المقبول علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام۔

نسب نامہ از جانب والدہ ماجدہ:

السید الشریف بدیع الدین احمد بن سیدۃ الشریفۃ ھاجرۃ لقبھا فاطمۃ الثانیۃ التبریزیۃ بنت السید عبداللہ التبریزی بن السید زاھد محمد بن السید عابد بن السید ابی صالح بن السید ابی یوسف بن السید ابی القاسم بن السید عبداللہ المحضبن السید حسن المثنی بن امام الحسن بن امیر المومنین رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ (نجم الھدیٰ تصنیف شیخ الاسلام حضرت شیخ نظام الدین حسن متوفی ۷۹۵ ہجری مطبوعہ بیروت)

شرف تلمذ:

حضرت سیدنا حذیفہ شامی مرعشی قدس سرہ سے حاصل ہے۔ باطنی تعلیم وتربیت روحانیت نبوی ومرتضوی وامام مہدی علیہم السلام سے حاصل ہوئی ہے۔

حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار قدس سرہ اپنے اصل نام سے زیادہ القاب سے شہرت رکھتے ہیں نیز یہ بھی واضح رہے کہ ہر ملک میں الگ الگ القابات وخطابات سے آپ کو جانا جاتا ہے لیکن ہندو پاک میں زندہ شاہ مدار، شاہدار، قطب المدار، مدار پاک، مدار العلمین سے زیادہ مشہور ہیں۔ فاتح الفاتح میں ملا شیخ کامل کابلی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ

شاہے کہ کمالِ اسمِ اعظم بااوست
نقشِ آدم ونگینہ خاتم بااوست
درہند ظہور کرد بر نام مدار
حقا کہ مدارِ کارِ عالم بااوست

مذکورہ بالا اشعار میں حضرت مدار پاک سے اسم اعظم کولاحق کرلیا، آپ کے علوئے مرتبت کی جانب اشارہ کیا گیا ہے اورنقشِ آدم کہہ کر آپ کے ساڑھے پانچ سوسالہ روزہ کو جنت میں حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی مدتِ قیام کی ساڑھے پانچ سوسالہ ملکوتی غذا سے استعارہ کیا گیا ہے۔ اورآپ کے اختیارات وتصرفات کو حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی انگشتری مبارک سے کنایہ کیا گیا ہے اور یہ بات بھی بیان ہوئی ہے ہندوستان میں آپ "مدار" کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ مقام مداریت کو سمجھنے کے لیے بس ایک قول حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کا اس مقام پر پیش کرتا ہوں جو اہل علم وعرفان کے لیے کافی ووافی ہوگا۔ چنانچہ نقل ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا خضر علیہ السلام نے دریائے نیل کے کنارے ایک بزرگ سے فرمایا کہ انا والیاس لسنا

من الاحیاء لکن اللّٰہ تعالیٰ اعطیٰ لاروا حنا قوۃً نتجسدبھا ونفعل بھا افعال الاحیاء لاغاثۃ الملھوف و ارشادالضال وتعلیم العلم الذی من یشاء اللّٰہ واعطاء النسبۃ وجعلنا اللّٰہ تعالیٰ معیناً للقطب المدار الذی جعلہ اللہ تعالیٰ مداراً للعالم وجعل بقاء العالم ببرکۃ وجودہ.

(معارف التنزیل شرح مدارک التنزیل صفحہ ۱۵۴)

ترجمہ: یعنی حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم اور الیاس علیہ السلام عام لوگوں کی طرح زندہ نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کی ارواح کو یہ قوت بخشی ہے کہ جو جسم اختیار کرنا چاہیں اختیار کرلیں اور زندوں کے مثل جو کام کرنا چاہیں وہ کام کرلیں، ہم مصیبت زدہ کی مدد کرتے ہیں، بھٹکے ہوئے لوگوں کی راہنمائی کرتے ہیں اور جس کے بارے میں حکم ربی ہوتا ہے اسے علم لدنی کا جام پلاتے ہیں اور نسبتِ خاص الخاص کا متحمل بناتے ہیں۔

تاریخ ولایت پر ایک گہری نظر ڈالنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ اولیائے امت میں مدار پاک کی شان کے مبلغ و مصلح اور صاحب تصرف ولی قطعی شاذ ہیں اور بعض اوصاف و کمالات تو ایسے ہیں کہ ان میں آپ بالکل منفرد ہیں، ان میں کسی کی شراکت نہیں ہے، آپ کی شان ولایت کے کماحقہ ادراک وعرفان سے اجلہ اولیاء اللہ بھی قاصر و بے بس ہیں، آپ کے دور میں ہی بعض اولیاء اللہ کا اکابر اولیائے کرام سے آپ سے متعلق استفسارات کے واقعات کتابوں میں موجود ہیں۔

اسی سلسلے کا ایک واقعہ مرآۃ الاسرار میں نگاہوں سے گزرا ہے جس میں باقاعدہ یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ حضرت شیخ سعداللہ کیسہ دار قدس سرہ نے حضور مخدوم اشرف کچھوچھوی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں عریضہ لکھ کر بھیجا اور پوچھا کہ "شیخ بدیع الدین مدار کے سلسلے کے بابت کچھ وضاحت فرمائیے۔ تارک السلطنت سرکار سمناں نے اس تعلق سے بہت تفصیل سے جواب لکھا اور فرمایا کہ شاہ بدیع الدین مدار ان مقربان اخص الخواص میں سے ہیں جنھیں بلاواسطہ صاحب الشریعہ حضور سیدنا امام الانبیاء علیہ السلام سے شرف ملازمت حاصل ہے اور ان کی پرورش وتربیت خاص حجرہ مصطفوی میں ہوئی ہے۔ ہندوستان میں حضرت شاہ بدیع الدین مدار ہی وہ بزرگ ہیں کہ جو سلسلہ اویسیہ کے بانی ہیں، ان سے پہلے اہل ہند میں کوئی اس نام سے واقف بھی نہیں تھا، یہ انتہائی عظیم سلسلہ ہے، اس موقع پر یہ بات بھی فائدے سے خالی نہیں کہ اشرفیت میں مداریت کی حمایت ووکالت سرکار مخدوم سمناں کی وراثت ہے جو اصلی بانسبت اشرفی ہوگا وہ ہر حال میں سلسلہ مداریہ کا مداح وقصیدہ خواں ہوگا اور جسے بھی سلسلہ مداریہ سمجھ میں نہیں آتا ہے اس کو کوئی حامل سلسلہ اشرفیہ ہی سمجھائے گا اور مزے کی بات یہ ہے کہ ماضی وحال میں اس کا مشاہدہ بھی ہے۔

حضرت مدار پاک کی عجائب الاحوالی وغرائب الاطواری کا ذکر شیخ محقق نے بھی کیا ہے (اخبار الاخیار) شیخ محمد غوثی شطاری قدس سرہ نے گلزار ابرار میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت خضر علیہ السلام حضور مدار العلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محیت وممیت کا اختیار آپ کو دے دیا ہے جبکہ یہ خاصہ میرا ہے، مناسب یہ ہے کہ آپ اس میں اپنے آپ کو شریک نہ کریں۔ شیخ محمد غوثی شطاری لکھتے ہیں کہ اس کے بعد آپ نے اپنی چادر زیست کو سمیٹ لیا اور دار فانی سے کوچ کر گئے۔

ناظرین کرام کو اس واقعے سے حضرت مدار پاک کے اختیارات کا اندازہ لگانا بہت آسان ہوگیا حضرت مدار پاک کی رفیع الشانی اور علوئے مرتبت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ آپ پانچ سو چھپن سال تک مقام صمدیت پر فائض رہے اور بغیر کچھ کھائے پیے زندہ رہے اور ساری عمر آپ کو کوئی بیماری لاحق نہیں ہوئی اور نہ تو ضعیفی کے آثار نظر آئے اور بارگاہ نبوی سے عطا کیا گیا ایک حلہ بہشتی پوری عمر کیلئے کافی وافی ہوگیا نہ پھٹا نہ ہی میلا و پرانا ہوا۔ **الحمدللّٰہ علیٰ ذٰلک.**

داعیان اسلام کی فہرست میں ایسے لوگ بہت کم ہیں کہ جنھوں نے پوری دنیا کی سیاحت کر کے تمام خطہ ارض پر تبلیغ دین متین کا کارنامہ انجام دیا ہے لیکن اللہ عزوجل نے حضور مدار پاک کو یہ سعادت عطا فرمائی تھی کہ آپ نے پوری دنیا کی سیاحت فرماتے ہوئے سارے

سنسار میں دین متین کی تعلیم عام کی اور ہر قسم کے لوگوں کو حلقہ اسلام میں داخل فرمایا آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرنے والوں میں عام آدمی سے لے کر راجے مہاراجے سلاطین جاگیردار سب شامل ہیں آپ کی تبلیغ سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں اور بے شمار افراد واشخاص جو کہ گمرہی کے دلدل میں تھے، اللہ پاک نے سرکار مدار پاک کی مساعئ جمیلہ کی بدولت انھیں صراط مستقیم پر گامزن کیا۔ سرکار مدار پاک کی سیرت نگاری فرمانے والوں نے لکھا ہے کہ آپ حبسِ دم کی تعلیم دیتے تھے **لاالـــہ الاالـلّـــہ** کہہ کر سانس اندر لیتے اور کئی کئی مہینے گزر جاتے آپ کی سانس بند ہی رہتی اور جب ٹوٹتی تو **محـمـد رسـول الـلّـہ** فرماتے ہوئے بیٹھ جاتے بسا اوقات لوگوں کو یہ گمان ہو جاتا کہ آپ کا وصال ہو چکا ہے۔ زندہ شاہ مدار سے مشہور ہونے کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے جب کہ وجہ خاص صفتِ باری ''حیّ'' کا غلبہ شدید ہونا ہے نیز عرفائے زمانہ کاملین طریقت نے آپ کی بابت فرمایا ہے حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ مثل زندہ اپنی مرقد منورہ میں تشریف فرما ہیں اور تصرف فرمار ہے ہیں اور یہ سلسلہ تصرف تا قیام قیامت جاری وساری رہے گا اس سلسلے کی ایک روایت سرکار غریب نواز سے بھی مروی ہے جو مراۃ الاسرار میں لکھی ہے نیز اسی طرح درالمعارف میں بھی مرقوم ہے کہ حضرت قطب المدار شاہ سید بدیع الدین احمد حلبی قدس سرہ کے تصرفات حیات وممات میں یکساں ہیں۔ **سبحـان اللّٰہ** . کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

حیات ہیں مرے آقا حیات بخش بھی ہیں
اسی لیے انھیں زندہ مدار کہتے ہیں

اور ایک وجہ آپ کا چھ صدی تک بقید حیات رہنا بھی ہے اور وہ اس طرح کہ بالفرض ایک شخص نے آپ کو دیکھا پھر اس کے بیٹوں نے بھی آپ کی زیارت کی پھر اس کے پوتوں پر پوتوں نے بھی آپ کی زیارت کی پھر حیرتاً تعجباً اگلی نسلوں کی زبان سے یہ جملہ نکلتا رہا ہے کہ ہم نے تو اس بزرگ کے قصے اپنے دادا سے پردادا لکڑ دادا سے بھی سنے اور یہ ابھی بھی زندہ ہیں یہ زندہ مدار ہیں مدار تو ابھی بھی زندہ ہیں اس طرح کے بے اختیار والے جملوں نے بھی آپ کو زندہ شاہ مدار سے شہرت دینے میں کچھ نہ کچھ رول نبھایا ہے صاحب تذکرۃ المتقین نے لکھا ہے کہ حضور مدار پاک کے خلیفہ ارشد خواہر زادہ غوث الوریٰ قطب عالم سیدنا مخدوم سید جمال الدین جان من جنتی مداری قدس سرہ نے اجمیر کے ایک پہاڑ پر ایک سو پچیس سال تک ایک پیر پر کھڑے ہو کر حبسِ دم فرمایا اور انھیں سے دیوانگان مدار کی بہتر ۷۲ شاخیں جاری ہوئیں، اسی طرح مدا پاک کے خلیفہ معتمد قطب الاقطاب سیدنا شیخ قاضی مطہر مداری ماوراء النہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عاشقان مدار کی نو شاخیں نکلیں آگے چل کران شاخوں سے ہزاروں شاخیں نکلیں اوراکناف عالم میں چھا گئیں۔

نیز دیگر خلفائے عظام مثلاً جانشین مدار العلمین قطب الاقطاب حضرت سیدنا خواجہ سید ابو محمد ارغون مداری قدس سرہ سے بنام خادمان مدار اور سیدنا قاضی سید محمود الدین کنتوری مداری قدس سرہ سے بنام طالبان مدار کئی شاخوں کا اجرا ہوا آپ کے سلسلے میں مبلغین اسلام کا ایک خصوصی دستہ بنام "ملنگ" کا بھی اجراء ہوا جس کی گرانقدر خدمات دینیہ سے اہل اسلام کی گردنیں زیر بار ہیں یہ وہ مقدس جماعت ہے جس نے ترک دنیا فرما کر صرف دین متین کی تبلغ واشاعت فرمائی اور پیغام اسلام لے کر نگر نگر ڈگر ڈگر پھرتے رہے اس جماعت پر حضور مدار پاک کا خصوصی فیضان ہے کہ یہ جماعت ہر مذہب وملت کی نگاہ میں واجب التعظیم جانی جاتی ہے یہی وہ مقدس جماعت ہے کہ جس نے فتنہ دین الٰہی کے خلاف ماحول سازی کی تھی اور امام ربانی مجدد الف ثانی کو اس شاہی دھرم کے خلاف برانگیختہ کیا تھا نیز اس ملک پر جب انگریزوں کا تسلط ہوا تو اسی جماعت نے انقلاب کی بنیاد رکھی اور اپنی قربانیوں سے اس وطن عزیز کو آزادی بخشی یہی ملنگان کرام ہیں کہ جن کے ناموں سے منسوب ڈھیریاں خانقاہیں تکیے آج بھی تمام خطہائے ارض پر موجود ہیں ملنگان کرام کا تعلق سلسلہ مداریہ سے ہی ہوتا ہے اس کے علاوہ کسی اور سلسلے میں ملنگ کی اصطلاح ہے ہی نہیں یہ مدار پاک

کا مخصوص تبلیغی دستہ ہے جو مشرکین کو اسلام میں داخل کرنے پر مہارت تامہ رکھتا ہے۔

حضور مدار پاک کا وصال شریف ۱۷ جمادی الاولیٰ ۸۳۸ ہجری کو پانچ سو چھیانوے سال کی عمر میں ہوا آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی نماز جنازہ آپ کے مرید وخلیفہ علامہ شیخ حسام الدین سلامتی جونپوری قدس سرہ نے پڑھائی مزار مقدس پر سلطان ابراہیم شرقی نے دیدہ زیب عمارت تعمیر کروا کر خراج عقیدت پیش کیا، اس آستانہ فیض رساں پر سلطان ظہیر الدین بابر، جلال الدین محمد اکبر، نورالدین جہانگیر، شاہ جہاں، اورنگ زیب عالمگیر، نصیرالدین ہمایوں، شیر شاہ سوری اور بہت سارے سلاطین نے حاضر ہو کر جبینِ عقیدت خم کی ہے۔

ہر سال آپ کا عرس شریف ۱۷ جمادی الاولیٰ کو آستانہ مداریہ مکنپور شریف میں بہت دھوم دھام کے ساتھ منعقد ہوتا ہے، بروز عرس خانقاہ کا صاحب سجادہ رسم سجادہ نشینی ادا فرمانے کے لیے اپنے مخصوص انداز میں شاہی لشکر کے ساتھ حویلی سجادگی سے نکل کر خانقاہ عالیہ میں حاضری دیتا ہے اس وقت ان کی معیت میں دیگر عہدیداران ومنصب داران بھی ہوتے ہیں جو اپنے اپنے فرائض بحسن وخوبی انجام دیتے ہیں جب صاحب سجادہ تخت مداریت پر جلوہ فرما ہوتے ہیں تو اس وقت ان کے روبرو ہر چہار گروہ کے ملنگان پاکباز شغل دھمال فرماتے ہیں، اس وقت جو بزرگوار تخت مداریت پر تشریف فرما ہو کر رسم سجادہ نشینی ادا فرماتے ہیں وہ صدر المشائخ عارف باللہ شہنشاہ ملنگان عظام حضرت علامہ الحاج شاہ سید محمد مجیب الباقی جعفری مداری مدظلہ العالی ہیں۔ آپ خانقاہ مداریہ کے سولویں سجادہ نشین وتخت نشین ہیں اللہ تعالیٰ انھیں عمر خضر عطا فرمائے اور انکے فیوض وبرکات کو عام وتام کرے آمین۔

ہم اس لیے پلکوں کو راہوں میں بچھاتے ہیں
جو آئے یہاں وہ ہے مہمان بدیع الدین

❑❑❑

منقبت شریف

بارگاہِ حضور سید نامدار العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت یاور وارثی کان پوری

ایک اک شخص گل نور مکن پور کا ہے
گلستاں نور سے معمور مکن پور کا ہے

آئینہ بن کے نکلتے ہیں یہاں سے پتھر
یہ تو ہر روز کا دستور مکن پور کا ہے

تربیت نے شہ مرداں کی کیا ہے روشن
اس لئے آئینہ مشہور مکن پور کا ہے

آرزو کیوں مجھے بہکانے پہ ہے آمادہ
گل تو گل خار بھی منظور مکن پور کا ہے

قریہ قریہ ہے یہاں کا روش باغ جنت
گوشہ گوشہ چمن حور مکن پور کا ہے

مثل خورشید چمکتا ہے اُفق پر اپنے
جو گدا جس جگہ مامور مکن پور کا ہے

شغل دمال ہو یا طواف در زندہ مدار
دیں اسلام ہی دستور مکن پور کا ہے

جانے کس اوج پہ ہے باب عطا اے یاور
ہر طرف شور مکن پور مکن پور کا ہے

مختصر سیرت قطب المدار

محمد حبیب الرحمٰن علوی منظری المداری، ترجمان آستانۂ عالیہ مداریہ دارالنور مکنپور شریف کانپور یوپی، ایکزیکٹیو، آل انڈیا علماؤ مشائخ بورڈ
صدر افتاء: جامعہ عزیزیہ اہلسنت ضیاءالاسلام دائرۃالاشراف جھہراؤں شریف سدھارتھنگر یوپی

فردالافراد، قطب الاقطاب، شمس الافلاک، غوث الاغواث حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد علی حلبی شامی مکنپوری المعروف بہ زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالی عنہ آسمان ولایت کیاس نیر تاباں کا نام ہے جس کی مقدس شعاؤں اور پرنور کرنوں سےپوراعالم اسلام عموماًاور خطۂ ایشیا خصوصاً منوروتابناک ہے۔

حضور سیدنا مدارالعلمین رضی اللہ تعالی عنہ کی پانچسو چھیانوے سالہ طویل حیات طیبہ کو مکمل طور سے تحریر میں لانے کی سعی محض ایک خواب ثابت ہوسکتی ہے تاہم حتی المقدور آپ کی حیات طیبہ کے چندضروری نقاط ونقوش کو محض استوار نسبت اور نذرانہ بارگاہ مداریت کی غرض سے زینت قرطاس وقلم ضرور بنایا جاسکتا ہے، کچھ عرض ومعروض سے قبل میں سب سے پہلے اپنے محبوب باوقار اور اعلی معیاری مجلّہ ماہنامہ غوث العالم کے چیف ایڈیٹر شہزادہ مخدوم سمناں قائد ہند، مجدد تعلیمات اشرفیہ، مفکر اسلام، اشرف ملت حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ سید محمد اشرف میاں قبلہ اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم قومی صدر آل انڈیا علماؤ مشائخ بورڈ نیز ماہنامہ کی پوری مجلس کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں جن حضرات کے جذبۂ اخلاص وایثار وفکر خدمت مداریت نے ہم غلامان سیدنا مدارالعلمین رضی اللہ تعالی عنہ کوان کی ذاتِ ملکوتی صفات سے متعلق کچھ تحریری خدمت کا موقعہ فراہم کیا۔ فاالحمدللّٰہ علی ھذا

سرکار مدار پاک کی ولادت:

سرکار مدار پاک کا اسم گرامی سید بدیع الدین احمد ہے، قطب المدار زندہ شاہ مدار قطب الاقطاب زندہ مدار زندہ ولی زندہ پیر مدارالعلمین مدار اعظم مدار پاک وغیرہم آپ کے القاب ومقامات ہیں۔

امام الاولیا سرکار سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالی عنہ یکم شوال المکرّم سن 242ھ مطابق سن 856ء کو دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت ملک شام کے شہر حلب محلّہ چنار میں پیدا ہوئے، آپ کا مادہ تاریخِ ولادت صاحب عالم ہے۔ سرکار مدار پاک نجیب الطرفین یعنی والد بزرگوار کی طرف سے حسینی اور والدہ ماجدہ کی جانب سے حسنی سید ہیں۔

سرکار مدار پاک کا شجرہ جدیہ:

امام الاولیا سرکار سید بدیع الدین احمد علی حلبی ابن قاضی سید قدوۃ الدین علی حلبی ابن سید بہاؤالدین ابن سید ظہیرالدین احمد ابن سید اسمٰعیل ثانی ابن سید محمد ابن سید اسمٰعیل ابن سید امام جعفر صادق ابن سید امام المتقین امام محمد الباقر ابن امام الساجدین امام سید محمد زین العابدین ابن سید الشہدا امام حسین شہید کربلا ابن امام الاولیا، خلیفۃ الرسول امام علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم ورضوان اللہ علیہم اجمعین۔

والدہ مخدومہ کی طرف سے سرکار مدار پاک کا شجرہ نسب:

امام الاتقیا حضرت سید بدیع الدین احمد ابن بی بی سیدہ فاطمہ ثانیہ (بی بی ہاجرہ) بنت سید عبداللہ ابن سید زاہد ابن سید عابد ابن سید صالح محمد ابن سید عبداللہ ابن سید ابوالقاسم محمد معروف بہ نفس زکیہ ابن سید عبداللہ محض ابن سید حسن مثنی ابن امام الصالحین سید السادات سیدنا امام حسن مجتبی ابن سیدنا مولی المسلمین علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم ورضی اللہ تعالی عنھم اجمعین۔

آپ مادرزاد ولی ہیں آپ کی ولادت مبارکہ سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی فاطمہ ثانیہ رضی اللہ تعالی عنہا نے خواب دیکھا کہ سورج آپ کے آنگن میں اترا ہوا ہے اور اس کی منور شعائیں قریب اور دور تک پورے کرارض کو روشن کیے ہوئے ہیں۔

جس وقت حضور سیدنا زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالی عنہ کی عمر شریف چارسال چار ماہ چار دن کی ہوئی آپ کے والد ماجد حضرت قاضی سید قدوۃ الدین علی حلبی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی خاندانی روایت کے مطابق آپ کو اپنے وقت کے شیخ الشیوخ علامۂ کبیر حضرت مولانا سدیدالدین حذیفہ شامی مرعشی رضی اللہ تعالی عنہ کی بارگاہ علم وفضل میں حاضر کیا اور انھوں نے آپ کی رسم بسم اللہ خوانی ادا کراتے ہوئے آپ کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھایا۔ آپ کی زبان اقدس سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ادا ہونے کے ساتھ ہی علامہ مرعشی نے آپ کی خداداد صلاحیتوں کا مشاہدہ فرمالیا اور بیساختہ پکار اٹھے۔ ھذا ولی اللہ ھذا ولی اللہ یعنی یہ نووارد کم سن بچہ اللہ تعالی کا ولی ہے۔

چودہ برس کی مختصر سی عمر میں آپ نے قرآن وتفسیر و حدیث اور دیگر علوم مروجہ میں مہارت تامہ حاصل فرمالی۔ تذکرۃ الکرام اور لطائف اشرفی کے مطابق سرکار مدار پاک رضی اللہ تعالی عنہ قرآن کریم کے ساتھ دیگر کتب سماویہ یعنی توریت زبور اور انجیل وغیرہ کے بھی حافظ وعالم تھے، نیز علوم نوادرہ مثلا علم کیمیا، ریمیا، سیمیا، اور ہیمیا میں بھی نابغۂ روزگار تھے۔

بیعت وخلافت:

علوم ظاہرہ کی تکمیل کے بعد آپ کی روح سعید زیارت حرمین شریفین کی مشتاق ہوئی، آپ نے والدین ماجدین سے اجازت سفر حاصل کیا اور سوئے حجاز روانہ ہوگئے۔ دوران سفر آپ کو بیت المقدس کی زیارت کا شوق پیدا ہوا اور آپ نے سمت سفر کو کو بیت القدس کی طرف موڑ دیا۔

259ھ میں سرکار مدار پاک جب بیت المقدس پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ بیت المقدس کی مقدس سیڑھیوں پر اپنے وقت کے امام الاولیا، سرخیل اتقیا، سلطان العارفین سرکار سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالی عنہ آپ کا انتظار فرمارہے ہیں، جب آپ قریب ہوئے تو سلام عرض کیا، انھوں نے جواب دیا اور آپ کو بیت المقدس کے صحن میں لے گئے اور اپنی نسبتوں سے نوازتے ہوئے آپ کو بیعت فرمایا، نیز نسبت بصریہ صدیقیہ طیفوریہ میں اجازت وخلافت سے سرفرازی بھی عطا کی۔ کافی دنوں تک خدمت مرشد میں رہ کر علم وعرفان کی نعمتیں حاصل کیں ریاضات ومجاہدات کیے اور اوراد واشغال میں مصروف رہیے اور عرفان حقیقی ومعرفت ربانی کی اعلی منزل پر فائز المرام ہوئے حضرت سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالی عنہ نے دیگر نوادرات سے نوازتے ہوئے آپ کو شغل حبس دم اور ذکر دوام کی بھی تعلیم عطا فرمائی۔

سن 259ھ تا سن 261ھ سرکار مدار پاک اپنے مرشد باوقار سلطان العارفین حضرت سیدنا سرکار بایزید بسطامی رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت اقدس میں موجود رہیے اور مشاہدات حقانیہ اور معرفت الہیہ کی لذتوں سے لطف اندوز ہوتے رہے سن 261ھ میں مرشد باوقار حضرت سلطان العارفین سرکار بایزید بسطامی کی وفات کے بعد سرکار مدار پاک نے مکمل گوشہ نشینی اختیار فرمالی اور خانۂ دل کو معبود حقیقی کی پرنور یادوں سے ایسا بسالیا کہ آپ کا قلب اقدس دنیا ومافیہا سے بالکل پاک صاف مزکی اور مصفی ہوگیا اور مشاہدات تجلیات ربانی آپ کا محبوب مشغلہ اور حاصل حیات بن گئے۔

اسی اثنا آپ ایک شب زیارت جد کریم حضور خاتم الانبیا والمرسلین جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مشرف ہوئے اور حکم ہوا کہ اے بدیع الدین تمھاری منزل مقصود قریب آچکی ہے، اٹھو مکۃ المکرمہ اور مدینۂ طیبہ کی طرف چل پڑو۔ خواب سے بیدار ہوئے، جھوم اٹھے، رخت سفر باندھا اور جانب حرمین طیبین روانہ ہوگئے، مکۃ المکرمہ پہونچے، طواف کعبہ کا شرف حاصل فرمایا، بےشمار اولیائے کرام سے ملاقات ہوئی اور پھر حج بیت اللہ شریف کے بعد زیارت روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے سوئے بطحا روانہ ہوگئے۔ تذکرہ نگاروں کے مطابق جب سرکار مدار پاک مدینۃ الرسول پہنچے اور رات کو سوئے تو خواب میں زیارت رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے مشرف ہوئے اور ساتھ ہی مولائے کائنات، اسد اللہ الغالب، امام المشارق والمغارب، حلال المشکلات والنوائب، دفاع المعضلات والمصائب، اخ الرسول، زوج البتول سیدنا ومولانا الامام امیر المؤمنین خلیفۃ الرسول سیدنا علی المرتضی مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ وکرم اللہ وجہہ الکریم سے بھی شرف ملاقات حاصل فرمایا اور اسی مجلس میں رسول الثقلین فخر موجودات معلم کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مولائے کائنات کو حکم فرمایا کہ اے علی تم

میرے اس فرزند سعید بدیع الدین کو تمام علوم روحانیت کا معلم بنا کر میری بارگاہ میں پیش کرو۔ چنانچہ حکم رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بموجب آپ نے حضرت مدار پاک کو شرف تلمذ سے سرفراز فرماتے ہوئے تمام علوم روحانیت میں کامل واکمل بنا کر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں پیش فرمایا آقائے کریم علیہ السلام نے آپ کو اپنی زیارت سے دوبارہ مشرف فرما کر نسبت اویسیہ عطا فرمائی اور تبلیغ دین متین کے لیے سرزمین ہندستان کی طرف کوچ کا حکم فرمایا۔

ایک اہم نکتہ بعض حضرات کے ذہنوں میں یہ بات آسکتی ہے کہ سرکار مدار پاک کو کتب سماویہ اور علوم نوادرہ مثلا ہیمیا، کیمیا، ریمیا اور سیمیا وغیرہ کے حصول کی کیا ضرورت تھی؟ تو مختصرا اسکا جواب لکھتا چلوں کہ چونکہ اس وقت ہندستانی کی سرزمین کفر وشرک سے مکمل لبریز تھی، یہاں اس ملک کے باشندوں کی مختلف علاقوں میں الگ الگ زبانیں اور بولیاں تھیں، کہیں گجراتی کہیں مراٹھی، کہیں سنسکرت کہیں ملیالم، کہیں کنڑ کہیں تیلگو، کسی علاقہ میں بنگالی اور کسی علاقہ میں پنجابی اور بھوجپوری زبانیں بولی اور سمجھی جاتیں تھیں یہاں مختلف اقوام وقبائل کے لوگ رہتے اور بستے تھے، مختلف تہذیب وتمدن کے وارثین تھے۔

یہ مسلم اور متفق علیہ امر واقعی ہے کہ اگر اپنی کوئی بات، اپنا کوئی مزاج، کوئی تہذیب، کوئی فکر کسی دوسرے ملک اور دوسری قوم میں پہچانا ہے، اس کی تبلیغ کرنی ہے تو سب سے پہلے وہاں کے مبلغ کو باب اول بلکہ نقطۂ اول کے طور پر اس قوم اور خطہ کی زبان ولسان کا ماہر عالم ہونا پڑے گا، وہاں کی تہذیب وتمدن وہاں کے لوگوں کے اخلاق وعادات کا شناسا ہونا پڑے گا، ان امور کی کامل تکمیل کے بغیر اپنی بات اپنی تہذیب اور اپنے کسی جدید دین ومذہب کی دعوت وتبلیغ قطعی امر مستحیل ہوگی۔ بہ ایں وجوہ حضو پاک علیہ السلام نے اپنے فرزند دلبند سیدنا مدار العلمین رضی اللہ تعالی عنہ کو ان تمام علوم کا جامع بنا دیا تھا تاکہ اس شرک ومشرک نگری میں کسی قسم کی مشکل پیش آنے پر ان علوم وفنون کو بروئے کار لاکر باحسن وجوہ تبلیغ دین پاک کر سکیں۔ دعوت دین تبلیغ قرآن وسنت کی راہ میں جس زبان کا بھی استعمال کرنا پڑے اسے استعمال کر کے کار دین کو آگے بڑھا سکیں۔ چونکہ سیدنا مدار پاک کو ہندستان کی سرزمین کا اول صوفی مبلغ اسلام بنا کر بھیجا گیا تھا اس لئے آپ کو دعوت وتبلیغ کی تمام تر ضرورتوں اور تقاضوں کا عالم معلم منبع اور مصدر بھی بنانا ناگریز تھا

مدار پاک کا اول سفر ہند:

بارگاہ رسالت سے حکم تبلیغ دین ارشاد خلائق اور دعوت اسلام ملنے کے بعد سرکار مدار پاک رضی اللہ تعالی عنہ قصد ہندوستان کر کے عرب ہند بندرگاہ پہونچے۔ عرب اور ہندستانی تاجروں مسافروں کا بحری جہاز ساحل عرب پر کھڑا تھا، دیگر مسافروں کی طرح آپ بھی اس میں سوار ہوگئے۔ جب جہاز وسط سمندر میں پہنچا تو آپ نے کفار ومشرکین پر دعوت دین برحق پیش کرنا شروع فرمادیا جہاز پر سوار مسافروں سے فرمایا کہ اے لوگو قولوا لااله الاالله تفلحو معبود برحق صرف ایک اللہ ہے، اس کی وحدانیت کا اقرار کرو کامیاب ہوجاؤ گے۔

آپ نے فرمایا۔ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جلوہ گری ہوچکی ہے، اب انھیں کی اطاعت واتباع ہی میں نجات اخروی اور رحمت دارین ہے لہذا بصدق دل ان کا کلمہ لااله الاالله محمد رسول الله پڑھ کر داخل اسلام ہوجاؤ تاکہ تمہارا رب تم سے راضی ہو اور تم فلاح پاؤ۔ آپ کی تبلیغ کا ان پر کچھ اثر نہ ہوا، بجائے اس کے کہ وہ کلمۂ طیبہ پڑھ کر داخل اسلام ہوجاتے آپ کے خلاف سازشیں کرنے لگے اور باہمی مشورہ سے آپ کو سمندر میں پھینکنا چاہا مگر مکروا ومکر الله والله خیر المکرین۔ اللہ وحدہ لاشریک لہ کی خفیہ تدبیر کے بالمقابل کفار کی سازش بالکل ناکام ہوئی، جہاز ایک سمندری چٹان سے ٹکرایا اور اس کے پرخچے اڑ گئے۔ تمام کفار ومشرکین واصل جہنم ہوئے اور جہاز کے ایک تختہ کے سہارے سرکار مدار پاک رضی اللہ تعالی عنہ کئی روز کے بعد ہندستان کے ساحل کھمبات گجرات پر نمودار ہوئے، یہ زمانہ اسلامی سال کے مطابق سن ۲۸۲ھ کا تھا۔

مسلسل کئی شبانہ روز سمندر کے کھاری پانی میں رہنے کے سبب اعضا مضمحل ہوچکے تھے، لباس بوسیدہ ہوچکا تھا، بھوک اور پیاس کی شدت محسوس ہورہی تھی، صاحب درالمعارف علیہ الرحمہ کے مطابق اس اضطرابی عالم میں سرکار مدار پاک نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کی۔ الٰہی مرا گرسنگی نہ شود ولباس مرا کہنہ نہ شود یعنی اے اللہ مجھے بھوک کا احساس نہ ہو اور نہ ہی میرا لباس کبھی میلا نہ ہو۔ سرکار مدار پاک کی یہ دعا مقبول بارگاہ ایزدی ہوئی۔

اللہ پاک کا انتظام کچھ ایسا ہوا کہ اس دعا کے بعد آپ کے کانوں میں ایک آواز آئی۔ سید بدیع الدین آپ اس طرف آجاؤ، آپ کا انتظار ہو رہا ہے۔ آپ نے آواز کی سمت کان لگایا نظر دوڑائی مگر کوئی نظر نہ آیا اور اسی طرح تین مرتبہ صدا دی گئی۔ تیسری مرتبہ آپ نے دیکھا پھر بھی کوئی نظر نہ آیا تو آپ نے کہا کہ اس ویرانے میں کون اللہ کا بندہ ہے جو مجھے آواز دے رہا ہے اور میرے نام سے بھی واقف ہے۔ ایک روایت کے مطابق صحرا میں رہنے والے ابدال ظاہر ہوئے۔ دوسری روایت کے مطابق ملائکۂ عنصری کا سردار شخیثاً نظر آیا جب کہ متفق علیہ تیسری روایت کے مطابق حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نمودار ہوئے اور فرمایا کہ اے فرزند سعیدِ ازلی۔ دونوں عالم یعنی علوی اور سفلی میں آپ کے نام کی منادی کر دی گئی ہے، ایک میں کیا سب کے سب آپ کے نام سے واقف ہو گئے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام سرکار مدار پاک کو ایک نہایت حسین وجمیل باغ میں لے گئے جہاں ایک انتہائی خوبصورت نورانی محل تھا، جسکے سات دروازے تھے اور ہر دروازے پر ایک پہرے دار متعین تھا۔ دروازے عبور کرتے ہوئے جب محل کے اندر پہنچے تو دیکھا ایک خوبصورت مزین تخت بچھا ہوا ہے جس کے چاروں کونوں پر چار یار اور وسط میں خود نبی مختار ﷺ جلوہ فرما ہیں، سرکار مدار پاک کو آقا علیہ السلام نے کمال شفقت ومحبت سے اپنی آغوش نبوت میں بٹھایا، اسی بیچ ایک شخص اپنے ہاتھوں میں ایک دسترخوان لے کر نمودار ہوا جس میں جنتی کھیر اور ایک جنتی لباس کا جوڑا رکھا ہوا تھا آقا علیہ السلام نے سرکار مدر پاک کو اپنے مقدس ہاتھوں سے جنتی کھیر کے نو لقمے کھلائے جس کی برکت سے سرکار مدار پاک پر تمام ارضی اور سماوی طبقات روشن وظاہر ہو گئے اور آقا علیہ السلام نے اپنے مبارک ہاتھوں سے جنتی لباس پہنا کر بشارت دی کہ اب آج کے بعد نہ تو تمہیں کھانے کی حاجت ہوگی اور نہ ہی تمہارا لباس میلا ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی کمال محبت سے آقا علیہ السلام نے سرکار مدار پاک کے چہرہ پر اپنا دستِ نبوت پھیرا جس کی برکت سے آپ کا چہرہ اس قدر منور اور تابناک ہو گیا کہ جس کی بھی نظر آپ کے رخ تاباں پر پڑ جاتی وہ بے اختیار سر خمیدہ ہو جاتا۔

چنانچہ محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف اخبار الاخیار میں تحریر فرمایا کہ اکثر احوال برقعہ بر روکشیدہ بودی گویند کہ ہر کہ نظر بر جمال او افتادے بے اختیار سجود کردے۔ یعنی سرکار مدار پاک عموماً اپنے چہرہ پر نقاب ڈالے رکھتے تھے اور جب کبھی آپ کے چہرہ سے نقاب اٹھ جاتا تو دیکھنے والی خلق خدا بے اختیار ہو کر سجدہ ریز ہو جایا کرتی تھی۔ کہ جب حسنِ مخلوق کا یہ عالم ہے تو ایسی حسین مخلوق کے خالق کا حسن کیسا ہوگا؟ اسی قسم کی ایک روایت طبقات شاہجہانی میں بھی ملتی ہے۔ چنانچہ صاحب طبقات لکھتے ہیں ہر کہ او را دیدے بے اختیار سجدہ کردے، بجہت انوار الٰہی کہ در جبہ وے تاباں بودے۔

یعنی آپ کی جبین اقدس میں موجود انوار الٰہیہ کے سبب آپ کو جو بھی دیکھتا بے اختیار سجدہ کرتا تھا۔

شہنشاہ ہندوستان حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی شہزادہ دارہ شکوہ قادری اپنی مشہور زمانہ کتاب سفینۃ الاولیا میں رقم طراز ہیں۔ حضرت شاہ مدار کا درجہ اور مرتبہ بہت بلند ہے جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا ہے کہتے ہیں کہ آپ نے بارہ سال تک کچھ نہیں کھایا جو کپڑا ایک مرتبہ پہن لیتے پھر اس کو دوبارہ دھونے کی ضرورت نہ پیش آتی ..... حق تعالی نے آپ کو وہ حسن وجمال عطا فرمایا تھا کہ جو آپ کو دیکھتا سجدہ میں گر جاتا۔ اس لیے ہمیشہ چہرہ پر نقاب ڈالے رہتے تھے۔ سرکار سیدنا مدار پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی یہ صفت فقط دست مصطفے کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا معجزہ تھی اور آقا علیہ السلام کا فضل تھا جو آپ کو نصیب ہوا۔ اسی قسم کی روایت مولانا شاہ محمد کبیر نے اپنی کتاب تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب واسلام میں بھی نقل فرمائی ہے۔

رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کھمبات گجرات میں واقع نورانی محل میں سرکار مدار پاک کو تمام حوائج دنیویہ سے بے نیاز فرما کر مقام صمدیت کی سند عطا فرمادی اور پھر پوری حیات آپ نے دین اسلام کی ایسی تبلیغ فرمائی جسے دیکھ اور پڑھ کر عقلیں حیران اور ششدر رہ جاتی ہیں۔ پورے برصغیر کا کوئی ایسا حصۂ زمین نہیں جہاں سرکار مدار پاک کی دینی خدمات کے آثار نہ ملتے ہوں، کوئی ایسا علاقہ نہیں جہاں آپ کے قدوم مبارک کے نشانات نہ ثبت ہوں۔

ہندوستان اور دعوت وتبلیغ:

وطن عزیز ہندستان کے جس علاقہ میں نظر دوڑائیں سرکار مدار پاک کے خلفا سرکار مدار پاک کے چلے سلسلۂ مداریہ کی خانقاہیں زبان حال

وقال دونوں سے اعلان کرتی نظر آتی ہیں کہ اس کفر وشرک سے لبریز زمین کو ہم نے اپنا خون جگر پلا کر اس سے اسلام کے گل بوٹے اگائے ہیں اور فیضان قرآن وسنت کو عام وتام کیا ہے۔

سرزمین ہند پر آپ کی دعوتِ دین اور تبلیغِ اسلام کا مقدس ظاہری جسمانی سفر سن ۲۸۲ھ سے شروع ہوکر جمادی الاول سن ۸۳۸ء تک یعنی پورے پانچ سو چھپن سالوں پر محیط ہے۔آپ نے مسلسل پانچ سو چھپن سال تک اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دیا،اس طویل عمر میں آپ نے اپنے مستقل قیام کیلئے نہ کسی ایک جگہ کو منتخب فرمایا اور نہ ہی کہیں اپنا کوئی مکان اور رہائش گاہ تعمیر کیا بلکہ پوری حیات مبارکہ تبلیغ دین کی راہوں میں گزار دی یہی سبب ہے کہ آج بھی قدیم ہندستان جس میں پاکستان بنگلہ دیش نیپال برما وغیرہ کے ممالک وامصار شامل تھے ان سب میں سب سے زیادہ آپ ہی کی دعوت وارشاد کے نظارے دکھائی دیتے ہیں۔

سرکار مدار پاک کا دائرہ تبلیغ فقط انسانوں ہی تک محدود نہیں بلکہ اس خدمت دین کا سلسلۃ الذہب قوم اجنہ تک پہنچا ہوا ہے،یہی وجہ خاص ہے کہ انسانی آبادیوں کے ساتھ آپ کے چلے پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھی ملتے ہیں۔بستیوں اور آبادیوں میں تو آپ کفار ومشرکین تک دعوت دین پہونچاتے تھے لیکن پہاڑوں پر چلہ کشی کے کیا اسباب تھے؟ پہاڑوں اور جنگلوں میں چلہ کشی کی وجہ ان مقامات پر موجود اللہ کی مخلوق جناتوں کو داخل اسلام کرنا ہوتا تھا چنانچہ آپ کی سیرت وسوانح کی معتبر کتب میں مذکور ہیکہ ایک مرتبہ قطب وحدت سیدنا مدار العلمین رضی اللہ تعالی عنہ اپنی خداداد قوت کرامت کیذریعہ ایک تخت پر جلوہ افروز ہوکر پرواز کرتے ہوئے ایک ایسے علاقہ سے گزرے جہاں قوم جنات آباد تھی ملک الاجنہ عماد الملک نے جب فضاء میں ایک تخت اور اس پر جلوہ فرما ایک نورانی شکل کے بزرگ کو دیکھا تو بڑا متاثر ہوا اور تعجب بھریانداز میں اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ دیکھو یہ کس قدر عجیب بات ہیے کہ اس تخت پر کوئی اہل اللہ جلوہ فرما ہیں اور یہ نہایت تیزی سے پرواز کررہا ہے ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھیں کہ سرکار مدار پاک کا یہ نورانی فضائی تخت ان کے قریب آکر اترا جناتوں کا بادشاہ عماد الملک فوراً حاضر خدمت ہوا کمالِ عقیدت ونیازمندی کیساتھ پیش آیا اور آپ کے حلقئہ غلامی میں شامل ہونے کا متمنی ہوا سرکار مدار پاک نے بڑی محبت اور کمال شفقت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا لاتحبوا الدنیاء فتکوانوا من الخسرین یعنی تم لوگ دنیا سے محبت نہ کرو ورنہ نقصان میں پڑ جاؤ گے عماد الملک نے عرض کیا حضور یقیناً اللہ پاک کے ولی اور تارک الدنیا مقرب بارگاہ الٰہیہ ہیں لیکن کیا کروں نفس کی کمزوری اور شرارتوں نے مجبور کررکھا ہے آپ نے فرمایا اللہ غالب علی کل غالب اللہ ہر غالب پر غالب ہے عماد الملک نے عرض کیا سرکار اب تک غفلت میں پڑا رہا کوئی نیک عمل نہ کرسکا جس کا سخت افسوس ہے سرکار مدار پاک نے فرمایا لاتقنطوا من رحمة اللّٰه ان اللّٰه يغفر الذنوب جميعا اللہ کریم کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ پاک سارے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے عماد الملک کو کچھ تسلی ہوئی اور بارگاہ قطب المدار میں عرض گزار ہوا سرکار قوم اجنہ کا بادشاہ ہوں تخت وحکومت اور بادشاہت کی لالچ میں گھرا ہوں اس سے نجات کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ آپ نے فرمایا خیر الغناء غناء عن النفس وخیر زاد التقوی یعنی سب سے بہتر امیری اور مالداری نفس کی خواہشات سے بے نیاز ہوجانا ہے اور بہترین زادسفر تقوی کا سامان ہے۔آپ کی زبان ولایت سے نکلے ہوئے حقائق ومعارف اور نصائح کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ اسی وقت تخت وتاج اپنی بیٹی کو سپرد کر کے تمام علائق دنیویہ سے دست بردار اور کنارہ کش ہوکر آپ کے مقدس ہاتھوں پر بیعت ہوا اور ہمیشہ کیلئے آپ کی غلامی میں داخل ہوگیا اور پھر آپ کا ایسا اسیر ہوا کہ آج بھی آپ کے دربار عالی میں آستانئہ اقدس پر جاروب کشی کرتا ہے جس کا مشاہدہ عموماً ہوتا رہتا ہے۔

مدار پاک کے حج:

سرکار مدار پاک رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی حیات مبارکہ میں سات حج ادا فرمائے اور ان ساتوں سفر حج بیت اللہ کے دوران آپ نے بیشمار اولیاء صلحاء اور خلق کثیر کو فیضان مداریت سے فیضیاب فرمایا آپ اپنے ساتویں یعنی آخری حج کے موقعہ پر جب اپنے جداعلی سرکار رسالتماب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں شرف حضوری سے مشرف ہوئے تو آقا علیہ السلام نے کمال شفقت سے آپ کی روحانیت کو شرف ملاقات سے سرفراز فرماتے ہوئے فرمایا فرزند سعید بدیع الدین یہ تمہارا آخری سفر ہے اب اسکے بعد تم اپنے جسم ظاہری کیساتھ حاضر

دربار نہ ہوسکو گے۔سرکار مدار پاک آقا علیہ السلام کا اشارہ باطنی سمجھ گئے اور عرض کیا سرکار اب میری آخری آرامگاہ کی نشاندہی بھی فرمادیں۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا تم واپس ہندستان جاؤ وہاں علاقہ قنوج میں ایک تالاب ملے گا جس کے پانی گھاس مٹی وغیرہ سے یاعزیز یاعزیز کی آواز آرہی ہوگی تمہارے پہنچنے پر وہ آواز بند ہوجائیگی اور تالاب خشک ہوجائیگا وہی مقام تمہاری آخری آرامگاہ کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔

چنانچہ قطب وحدت امام الاولیاء سرکار سید نامدار العلمین رضی اللہ تعالی عنہ اپنے جد کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اشارہ باطنی مل جانے کے بعد شام ایران نجف کربلا مشہد دمشق اور دیگر مقامات مقدسہ کی زیارات سے شرفیاب ہوتے ہوئے ہندستان کی طرف روانہ ہوئے۔

ہندستان کے مختلف دیار وامصار میں استحکام دین متین فرماتے ہوئے آپ شہر قنوج پہونچے جہاں خلق کثیر آپ کی زیارت سے شرفیاب اور نعمت سلسلئہ مداریہ سے فیضیاب ہوئی۔

(واضح رہے سرزمین ہند پر سرکار مدار پاک کا یہ ساتواں ورود مسعود تھا اس سے قبل آپ یہاں پانچ سو سولہ سالوں تک دعوت دین اور تبلیغ اسلام فرما چکے تھے جس کی برکتوں نے لاکھوں لاکھ مشرکوں کو دامن اسلام سے وابستہ کردیا تھا اور مختلف علاقوں میں ہزار ہا ہزار اولیاء اللہ کی مقدس جماعت جلوہ گر ہو چکی تھی)

جس وقت سرکار مدار پاک رضی اللہ تعالی عنہ نے قنوج کی زمین کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا انہیں دنوں شہر قنوج سے متصل رادھانگر نامی گاؤں میں حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مخدوم اخی جمشید قدوائی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے جب آپ نے سرکار سید نامدار العلمین رضی اللہ تعالی عنہ کی آمد کی خوشخبری سنی تو کمال عقیدت انتہائے محبت واحترام کیساتھ حاضر بارگاہ قطب وحدت ہوئے قدم بوسی کا شرف حاصل فرمایا اور خوب راز و نیاز اور فقر وسلوک کی باتیں ہوئیں اور بیشمار نعمتہائے مداریہ سے مستفیض ہو کر رادھانگر واپس تشریف لے گئے۔

مکنپور میں تشریف آوری:

بلدالمنا درقنوج میں چند ایام قیام کے بعد سن ۸۱۸ ھ میں آپ اپنے کثیر مریدین خلفاء اور معتقدین کی مقدس جماعت کیساتھ مکنپور کی طرف روانہ ہوئے

اس وقت مکنپور کوئی آبادی نہیں تھی بالکہ شہر قنوج سے جانب جنوب میدانی اور گھنا جنگلاتی علاقہ تھا جو دیو اور آدم خور مخلوقات کا مسکن اور مضبوط ومحفوظ ٹھکانہ تھا دیو راتوں میں انسانی آبادی کی طرف نکلتے انسانوں کو اٹھالے جاتیان کو ہلاک کردیتے ان کا خون پی جایا کرتے تھے اس اطراف کا آبادیاتی علاقہ ہر رات خوف وہراس کیسا یہ میں بسر کرتا تھا بہت سارے لوگ ان آدم خوروں کے خوف سے دوسری آبادیوں میں منتقل ہوچکے تھے سوائے اللہ کریم کے، ان کا کوئی پرسان حال اور مددگار نہیں تھا نبی پاک ﷺ کے ارشاد پاک اور اشارہ کی روشنی میں سرکار مدار پاک اس جنگل کی طرف نکل پڑے کافی تلاش کے بعد جب اس تالاب کے پاس پہونچے تو آپ کے کانوں میں وہی یاعزیز کی صدا پہونچی جس کی اطلاع رسول پاک ﷺ نے دی تھی آپ کے پہونچتے ہی وہ آواز بند ہوگئی اور تالاب خشک ہوگیا۔

سرکار قطب الواصلین سید نامدار پاک کے مریدین وخدام نے جنگل کا وہ علاقہ صاف کیا اور اپنے نیز سرکار مدار پاک کے قیام کیلئے گھاس پھوس کے حجرے تیار کئے اور سب کے سب اپنے معبود حقیقی کی عبادت وبندگی میں مصروف ہوگئے لیکن سرکار مدار پاک رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی نشست عین اس مقام پر مقرر فرمائی جو دیوں کی اصل گزرگاہ تھی نشستگاہ کی چاروں جانب چالیس چالیس قدم دور تک حصار قائم کیا اور ملک الاجنہ عماد الملک اور ان کیساتھیوں کو پہرہ داری پر مامور فرما کر عبادت الہیہ میں مشغول ہوگئے۔

حسب معمول جب اس جنگل کا سب سے بڑا دیو جس کا نام مکنا دیو تھا اپنے شکار کی تلاش میں نکلا تو بیچ راہ میں ایک درویش فقیر کو دیکھ کر بڑے غرور سے آپ پر حملہ آور ہوا لیکن جیسے ہی حصار کے قریب پہونچا پہرہ داری پر مامور عماد الملک نے ایک زوردار تھپڑ مارا جس کی تاب نہ لاکر مکنا دیو چکرایا اور زمین پر گر پڑا وہ بڑا پریشان ہوا کہ مجھے مارا کس نے چونکہ سرکار مدار پاک کے یہ پہرہ دار نظر نہ آتے تھے سخت حیران ہوا کہ چالیس قدم دور بیٹھے درویش نے ہاتھ اٹھایا اور نہ ہی کوئی حرکت کی باوجود اسکے مجھے ضرب کس نے لگائی اسے شدید غصہ آیا اور دوبارہ حملہ کرنا چاہا لیکن سرکار مدار پاک کے جلال ولایت کی

تاب نہ لاکر تھرتھرایااورزمین پر بیٹھ گیا اس نے سوچا کہ یہ کوئی معمولی انسان نہیں باالکہ بہت عظیم قدرت وقوت کا مالک ہے ورنہ کسی عام انسان کی کیا مجال جو میر یسامنے کھڑا بھی ہو سکے کچھ دیر بعد حصار کے قریب آیااورنہایت عجزوانکساری اورندامت بھرے انداز میں اپنی گستاخی پر معافی مانگی اور عفوکا خواستگار ہوا سرکارمدار پاک نے فرمایا کہ تم وعدہ کروآئندہ خلق خداکوتکلیف نہ پہونچاؤ گے کبھی سرکشی نہ کروگے تو معافی مل سکتی ہے ورنہ تمہاری ہلاکت تمہارے سر پر کھڑی ہے اس نے اقرار کیااوریقین دلایا کہ آئندہ اللہ کی مخلوق کوآزار نہ پہونچایٔگا سرکار نے اس کی تقصیر کومعاف فرما کر قید کردیا تا کہ آئندہ خلق خدااس کی ہولنا کیوں اورتباہیوں سے محفوظ رہیے۔(تاریخ ایسن ندی)

اس کام سے فراغت کے بعد آپ اپنے خلفاؤمریدین کی طرف متوجہ ہوئے ان سے ان کی ضروریات کا پوچھا چنانچہ آپ کے مریدوخلیفہ امام الواصلین حضرت سیدنا شاہ یٰسین مداری رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا حضور آپ تو مقام صمدیت پر فائز ہیں آپ کوحوائج دنیاء سے کوئی واسطہ نہیں لیکن ہم خدام کوکھانے پینے اوردیگرضروریات کی تکمیل کیلئے پانی کی ضرورت پڑتی ہے جواس مقام پر بڑی مشکل سے ملتا ہے سرکارمدار پاک نے حضرت شاہ یٰسین مداری کواپنا عصاءمبارک دیااورفرمایا کہ مغرب سے مشرق کی طرف ایک لکیر کھینچ دیں آپ نے ایسا ہی کیا آپ کی لیکر کھنچنے کے بعد وہاں سے ٹھنڈے میٹھے اورصاف پانی کا چشمہ جاری ہوگیا جودیکھتے ہی دیکھتے ندی کی شکل میں بدل گیااس ندی کا نام ہمیشہ کیلئے سرکارمدار پاکے مریدوخلیفہ حضرت شاہ یٰسین مداری کے نام پر یٰسین ندی سے موسوم ہوگیااسی یٰسین ندی کا بگڑا ہوانام آج ایسن ندی کے نام سے متعارف ہے۔

اس ندی کے پانی میں اللہ پاک نے شفاء برکت اوررحمت رکھ دی ہے جس سے ہرسال ہزاروں بیمار پریشان حال اورآسیب زدہ صحت یاب ہوتے ہیں اورفیض پاتے ہیں۔

سرکارمدار پاک کی آمداورمکنادیوکی قید کا حال جب اہل علاقہ کومعلوم ہواتوخلق خدااپنے اس عظیم محسن اورمسیحا کی زیارت کیلئے امنڈ پڑی ہروقت ہجوم خلق سے اب وہ جنگل منگل میں بدل چکا تھا خلق خداآتی اور بامرادواپس جاتی آپ کے قدوم اقدس کی برکات کودیکھ کرلوگ اس جنگل میں آباد ہونا شروع ہوگئے دیکھتے ہی دیکھتے وہ آدم خورجنگل انسانی آبادی کا چمنستان بن گیاان لوگوں کوسرکارمدار پاک کی صحبت نصیب ہوئی آنے اوربسنے والے آپ کی حقانیت سے معمورگفتگوسنتے کلمہ پڑھتے اورداخل اسلام ہوجاتے اس طرح سن ۸۱۸ھ سے سن ۸۳۸ھ یعنی مکمل بیس سال تک آپ نے اس مقام پر مستقل قیام فرما کر لاکھوں بندگان خداکودامن اسلام سے وابستہ فرمایا دین پاک مصطفے صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ عظیم داعی بے مثال مبلغ پوری دنیا کوآفتاب وحدت اور ماہتاب نبوت کی نورانی کرنوں سے منورفرما کر ۱۷/ سترہ جمادی الاول سن ۸۳۸ھ کومکنپورشریف کی مقدس زمین میں روپوش ہوگیا۔اناللّٰہ واناالیه راجعون.

رجال الغیب نے آپ کوغسل دیا آپ کی تجہیز وتکفین فرمائی اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے مریدوخلیفہ امام التارکین سندالعارفین مولانا حسام الدین مداری سلامتی جونپوری رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ کی نمازجنازہ پڑھائی اور آپ کواسی تالاب میں سپردلحد کردیا گیا جس سے یاعزیز یاعزیز کی آواز آرہی تھی۔

ہرسال اسلامی مہینہ جمادی الاول کی ۱۵/ ۱۶/ ۱۷ تاریخوں میں آپ کا عرس سراپاقدس منعقد ہوتا ہے جس میں پوری دنیا سے لاکھوں افرادشریک ہوکراپنے محسن کوخراج عقیدت پیش کرتے ہیں اوراپنے خالی دامنوں کوگوہرمراد سے بھرکرواپس جاتے ہیں۔

آپ کے بڑے برادرزادہ سلطان العارفین مستجاب الدعوات حضرت سیدنا خواجہ ابومحمدارغون رضی اللہ تعالی عنہ کوآپ کی جانشینی کا شرف حاصل ہوا جب کہ آپ کے دوسرے دوبرادرزادگان حضرت سیدنا خواجہ ابوالحسن طیفوراورحضورسیدنا خواجہ ابوتراب فنصوررضی اللہ تعالی عنہما بھی آپ کی نعمت خلافت وعطاءخلعت سے سرفراز ہوئے۔

آپ کے بعد پوری دنیا میں پھیلے ہوئے آپ کے ہزاروں خلفاء کرام نے دین پاک کی جلیل القدرخدمات انجام دیں اورسلسلۂ عالیہ قدسیہ مداریہ کی ہزاروں خانقاہوں سے آج بھی سلسلۂ رشدوہدایت جاری ہے اوران شاءاللہ صبح قیامت تک جاری رہے گا۔

زندگیاں ختم ہوئیں اورقلم ٹوٹ گئے
تیریاوصاف کااک باب بھی پورانہ ہوا

مقام صمدیت اور حضور مدار العالمین

سید منور علی حسینی جعفری مداری دارالنور مکن پور شریف

صمدیت:

لا پروائی و بے نیازی کے معنیٰ میں مفہوم ہے اور حقیقتاً خداوند تعالیٰ کی صفت ہے۔ ''اللہ الصمد'' کی تفسیر میں مفسرین کرام نے چند معانی ارشاد فرمائے ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں

'' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں'' صمد وہ ذات ہوتی ہے کہ تمام مخلوق اپنی حاجات مسائل میں اس کی طرف رجوع کرے ۔ اور ایک روایت ہے کہ ''صمد وہ ذات ہے جو اپنی سرداری، شرافت، علم وحلم میں کمال درجہ کو پہنچا ہو- اور صمد وہ ذات ہے جس میں سیادت اور شرافت کی تمام انواع و اقسام مکمل طور پر پائی جائیں اور یہ صفت صرف اللہ کی ذات میں ہے، اس کے سوا کسی اور کو لائق نہیں اس کا کوئی ہمسر نہیں، وہ بے نظیر ہے، وہ ہر قسم کے نقص سے پاک، واحد، اور ہر ایک پر غالب ہے- ابو وائل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صمد اس سردار کو کہتے ہیں جس پر سیادت کی انتہا ہو جائے - حسن بصری اور قتادہ رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''صمد وہ ذات ہے جو اپنی مخلوق کے بعد باقی رہے'' - عکرمہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''صمد وہ ہے جو نہ کھائے نہ پیے نہ اس سے کوئی چیز نکلے''-

حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں'' صمد وہ ذات ہے جو نہ خود پیدا ہو نہ اس سے کوئی اولاد ہو گویا کہ انھوں نے لم یلد ولم یولد کو صمد کی تفسیر قرار دیا ہے۔ اور یہ تفسیر عمدہ ہے- حضرت ابی بن کعب کی روایت میں اس کی تصریح موجود ہے حضرت عبداللہ بن مسعود، ابن عباس رضی اللہ عنہم اور کئی مفسرین فرماتے ہیں'' صمد وہ ہے جس کا پیٹ نہ ہو، صمد وہ ہے جو کوئی چیز کھائے نہ پیے - صمد چمکتا ہوا نور ہے'' یہ عبداللہ بن بریدہ کا قول ہے- ایک مرفوع حدیث میں بھی ہے کہ "صمد وہ جس کا پیٹ نہ ہو لیکن اس کا عبداللہ بن بریدہ پر موقوف ہونا ہی صحیح ہے- طبرانی کتاب السنہ میں یہ تمام اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں صمد کی تعریف اور تفسیر میں یہ تمام اقوال صحیح ہیں اور یہ ہمارے پروردگار کی تمام صفات ہیں وہی ہے جس کی بارگاہ میں حاجات پیش کی جاتی ہیں- اسی پر سیادت کی انتہا ہے۔ وہی صمد ہے۔ جس کا کوئی پیٹ نہیں۔ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے وہی اپنی مخلوق کے بعد باقی رہنے والا ہے۔ بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے اسی کی مثل فرمایا ہے" (تفسیر بن کثیر اردو ج 4 ص 975)

حضرت علامہ شیخ اسمٰعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں-

'' الصمد بمعنی السید المصمود الیہ فی الحوائج''

(وہ آقا جس کی طرف حوائج کے وقت قصد کیا جائے اور وہ خود بذاتہ مستغنی ہو۔ اور ماسوا تمام جملہ جہات سے اس کے محتاج ہوں۔ اسی لیے کہا جا سکتا ہے کہ عالم وجود میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی صمد نہیں الخ ''(روح البیان پ 30 ص 622 مترجم شیخ التفسیر مولانا محمد فیض احمد اویسی) الغرض! صمدیت حوائج سے لاپرواہی اور بے نیازی کا مقام ہے اور ذات باری تعالیٰ کی صفت ہے اور انسان کامل چونکہ خلیفۃ اللہ فی الارض ہے لھذا وہ ان اللّٰہ خلق آدم علیٰ صورتہ کے سانچہ میں ڈھل کر و اتصفوا بصفات اللہ او تخلقوا باخلاق اللّٰہ کے مطابق اوصاف وصفات خداوندی کا مظہر اور من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کا مصداق ہوا ہے خداوند تبارک وتعالیٰ نے جس طرح اپنی صفات سمع، بصر، علم، حکمت، حیات وغیرھم کا پرتو ڈال کر انسان کو سمیع وبصیر عالم اور حی وغیرہ بنایا ہے اسی طرح جس بندہ کو صمدیت کے لائق بناتا ہے، اس کو صمدیت کے پرتو قدس سے منور فرما کر مقام صمدیت پر سرفرازی بخشتا ہے اور اصطلاح صوفیہ میں ''عبدالصمد'' کے لقب سے ملقب ہوتا ہے۔

عبدالصمد کون ہے؟

اس کی تعریف کرتے ہوئے حضرت علامہ اسمٰعیل حقی علیہ الرحمہ

رقم طراز ہیں عبدالصمد وہ ہے جو اس صمدیت کا مظہر ہے جس کی طرف قصد کیا جاتا ہے دفع بلیات اور امدادالخیرات کے لیے اور اسے دفع عذاب اور ثواب کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور میں شفیع بنایا جائے۔ اللہ تعالیٰ جو ربوبیت کی نظر کرم عالم کی طرف فرماتا ہے، اس کا مطمع نظر وہی عبدالصمد ہوتا ہے (روح البیان)

چونکہ اسم صمد کی خاصیت حصول الخیر والصلاح ہے اس کے ورد کرنے والے پر صدق وصدیقیت کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور صاحب اللمعہ کے مطابق اس کا ورد کرنے والا جب تک اس کے ذکر سے سرشار رہے گا بھوک کا درد نی دیکھے گا (روح البیان)

یہی وجہ ہے کہ سالک مقام صمدیت پر جلوہ گر ہو کر بھوک پیاس نیند وغیرہ خواہشات بشری سے بے نیاز ہوجاتا ہے، اس مقام رفیع کے بارے میں حضرت قدوۃ الکبریٰ مخدوم العالم میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کچھوچھوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ان سالکین میں سے بعض کے ساتھ ہوتا ہے کہ وہ اول وآخر سلوک میں تجلئ صمدیت سے مشرف کیے جاتے ہیں اور یہ مقام سالک کی ہلاکت کا مقام ہے (اگر وہ مغرور ہوجائے اور خود کو خدا کی طرح سمجھنے لگے) یہاں تک کہ مرشد کامل کو چاہیے کہ سالک کو اس ورطہء غلط سے باہر نکالے (اس مقام میں ایک سالک کے ورطہء غلط میں پڑ جانے پر مرشد کا اس مرید سالک کو ورطہ سے نکالنا بیان کرکے فرماتے ہیں) حق یہ ہے کہ مقام بہت اونچا تھا اس کے بعد بھی دیگر چند مرتبہ تجلئ صمدیت سے متجلی ہوا اور یہ مقام ہے بہت اونچا کہ اس مقام میں کھانے پینے کی حاجت سالک کو نہیں رہتی۔ خداوند قدوس نے اپنے محبوب مقبول قاسم نعمات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے حضور سید بدیع الدین احمد مدارالعالمین رضی اللہ عنہ کو اس مقام رفیع سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ حضرت مولانا شیخ عبدالرزاق بانسوی رحمتہ اللہ علیہ نے سرکار مدار پاک کی بارگاہ میں جو منظوم عریضہ پیش کیا اس میں عرض کرتے ہیں۔

صمدیت از مرتبت حاصل شدہ نور یقیں
کن کرم بہر خدا سید بدیع الدیں مدار

(نور یقین سے عرض کر رہا ہوں کہ مراتب ولایت میں سے مرتبۂ صمدیت آپ کو حاصل ہو، اللہ کے واسطے کرم فرمایئے سید بدیع الدین مدار) اور شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

''شیخ بدیع الدیں مدار۔ عجائب احوال وغرائب اطوار از وے نقل می کنند گویند کہ وے در مقام صمدیت کہ از مقامات سالکان است بود تا دوازدہ سال طعامے نخوردہ ولباسے کہ یک بار پوشیدہ بار دیگر احتیاج بتجدید غسل اونشدہ اکثر احوال برقع بروکشیدہ بودے وگویند کہ ہر کہ را نظر بر جمال او افتادے بے اختیار سجود کردے'' (اخبار الاخیار)

یعنی شیخ بدیع الدین مدار کے لوگ عجیب وغریب احوال واطوار نقل کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ سالکین کے مقامات میں سے مقام صمدیت پر فائز تھے۔ بارہ سال تک کھانا نہیں کھایا اور لباس جو ایک مرتبہ پہن لیا دوسری بار اسے دھونے کی حاجت نہ ہوئی۔ زیادہ تر چہرے پر نقاب ڈالے رہتے اور کہتے ہیں جو کوئی ان کے جمال پر نظر ڈالتا بے اختیار سجدے کرتا۔

قارئین کرام! بات آگے بڑھانے سے قبل یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ کردینا ضروری سمجھ رہا ہوں۔ وہ یہ کہ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (مدار پاک کے بارہ میں) فرمایا ہے کہ **"تا دوازدہ سال طعام نخوردہ"** یعنی بارہ سال تک کھانا نہیں کھایا جبکہ دوسری کتب سیر سے ثابت ہے اور دنیا جانتی ہے کہ سرکار مدار العالمین نے پانچ سو چھیانوے سالہ طویل ترین حیات اقدس میں صرف چالیس سال تک تو جو کچھ بھی کھایا پیا مگر بقیہ پانچ سو چھپن سال 282 ہجری سے 838 ہجری تک کھانے، پینے، سونے، تبدیل لباس، جنسی خواہش وغیرھم حوائج بشریہ سے آپ بے نیاز رہے۔ پھر شیخ محقق کے بارہ سال تحریر فرمانے کی وجہ کیا ہوسکتی ہے؟ یہی سوال میں نے استاد محترم حسان الہند حضرت علامہ سید معزز حسین جعفری مداری "ادیب مکن پوری علیہ الرحمۃ سے کیا تھا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ " کسی بزرگ نے 12 سال کا اپنا عینی مشاہدہ بیان کیا ہوگا جو روایۃً شیخ محقق کو معلوم ہوا ہوگا جسے شیخ محقق نے نقل فرمادیا ہے۔ مثلاً مخدوم العالم میر سید سلطان اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ 12 سال تک مدار پاک کی صحبت میں رہے ہیں ممکن ہے انھوں نے اس عرصہ کا چشم دید حال بیان فرمایا ہو۔ کہ **شنیدہ کے بود مانند دیدہ** اور یہ روایت شیخ محقق تک پہنچی ہو۔ اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا ہے کہ جب تک حضور مخدوم

العالم مدار پاک کی صحبت میں نہیں آئے تھے تب تک مدار پاک کھاتے پیتے تھے۔اور جب وہ آپ کے پاس آ گئے تو مدار پاک نے کھانا پینا ترک فرما دیا اور جب بارہ سال کا عرصہ بیت جانے کے بعد حضرت مخدوم العالم رخصت ہوئے تو مدار پاک نے کھانا پینا شروع کر دیا۔

کیا یہ بات قرین قیاس نہیں کہ جو عبدالصمد (بدیع الدین) دوازدہ سال بغیر کھائے پئے زندہ رہ سکتا ہے وہ بقیہ ساری عمر بھی بغیر خورد ونوش کے زندہ رہ سکتا ہے۔اس سلسلہ میں محقق زمن حضرت مولانا مولوی سید امیر حسن فنصوری علیہ الرحمتہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔صاحب تحفتہ الابرار مولانا شاہ عزیز اللہ کنتوری مداری کشف الاسما سے نقل فرماتے ہیں کہ شیخ بدیع الدین سلمہ اللہ کہ ملک ہند میں ہیں سند متواتر کے ساتھ ناقلان صحیح سے معلوم ہوا کہ بارہ سال کا عرصہ ہے اور کسی نے نہیں دیکھا کہ کچھ کھایا ہو یا سوئے ہوں اور اسی طرح ان کی عمر کے بارہ میں لوگ واقف نہیں ہیں کہ کتنی ہے بچے جوان کے سامنے تعلیم حاصل کرتے تھے بوڑھے ہو گئے اور وہ جس حال پر تھے اسی پر ہیں۔

تحریر مذکور سے اتنا مستفاد ہوتا ہے کہ بارہ سال ہوئے کسی نے نہیں دیکھا کہ کچھ کھایا ہو یا سوئے ہوں۔بارہ سال کا جو واقعہ ناقلان صحیح نے اپنی آنکھ سے دیکھا بیان فرما دیا۔انھوں نے اپنی معلومات کی مدت بیان کی نہ کہ اس سے پہلے اور بعد کے واقعات اور نہ ہی حضرت قدس سرہ کے زمانۂ ماضی واستقبال کی قید ذکر کی۔وہ جو شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے عبارت مذکورہ میں لکھا کہ بارہ سال تک کھانا نہیں کھایا بعض لوگ اس جملہ کا معنیٰ یہ سمجھتے ہیں کہ صرف بارہ سال نہیں کھایا اور پھر کھایا جو لوگ اخبار الاخیار کا حوالہ دیتے ہیں شاید یہی معنیٰ سمجھتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔بلکہ مدت دراز اس واقعہ سے پہلے گذری۔اگر مولانا حوالہ سے لکھتے شبہ نہ پیدا ہوتا ناچار تشریح معنیٰ کتاب کے حوالہ سے اس جگہ کرنا مناسب سمجھا ورنہ کوئی ضرورت نہ تھی‘‘۔

خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا۔ایک بار سید بدیع الدین زندہ مدار رحمتہ اللہ علیہ جونپور تشریف لائے علما ظاہر نے چند سوالات کئے۔ان میں ایک سوال تو یہ تھا کہ ہم لوگوں نے سنا ہے کہ آپ جو لباس زیب تن فرمائے ہیں یہ اٹھارہ برس سے پہنا ہوا ہے مگر اس پر کہیں کالی چھینٹ تک نظر نہیں آتی۔اور دوسرا سوال یہ تھا کہ ہم لوگوں نے یہ بھی سنا ہے کہ آپ نے اٹھارہ برس سے کھانا نہیں کھایا۔(خطبات نظامی ص298)

عرض یہ ہے کہ یہاں بھی جو اٹھارہ سال مذکور ہے وہ مدار پاک کی ترک خورد ونوش کی مدت نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کی اپنی معلومات کا عرصہ ہے جسے انھوں نے اہل جونپور سے ہی سنا ہوگا کیونکہ مدار پاک اس واقعہ سے اٹھارہ سال قبل 812 ہجری میں جونپور تشریف لائے تھے اور پھر یہاں سے لکھنؤ چلے گئے تھے،اٹھارہ سال بعد 830 ہجری میں دوبارہ تشریف فرما ہوئے تھے تب علماء جونپور نے یہ سوال کیا تھا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ 812 ہجری آمد جونپور کے وقت سے آپ نے ترک ماکولات ومشروبات کیا اور اٹھارہ سال بعد دوبارہ آمد جونپور یعنی 830 ہجری تک بے نیاز رہے اور پھر اٹھارہ سال بعد کھانا پینا شروع کر دیا بہرکیف یہ اٹھارہ سال کا ذکر اہل جونپور کی معلومات کے مطابق ہے نہ کہ مدار پاک کے ترک ماکولات ومشروبات کے مطابق غرض تحقیق یہ ہے کہ حضور زندہ شاہ مدار نے پانچ سو چھپن برس بغیر اکل وشرب ودیگر حوائج بشریہ کے گذارے کیونکہ آپ نے چالیس برس کی عمر میں یہ دعا مانگی تھی "خدایا مجھے خورد ونوش وتبدیل لباس سے بے نیاز کر دے" خداوند تعالیٰ کی شان کریمی سے دعا باب اجابت سے ٹکرائی اور شرف قبولیت سے مشرف ہوئی تبھی سے بقیہ عمر شریف کا 556 سالہ عرصہ بغیر حوائج ضروریہ بشریہ کے گذار دیا واقعہ کی تفصیل ان شاءاللہ آگے پیش کرونگا فی الحال ایک حوالہ اور قلمبند کرتا ہوں

حضرت مولانا شاہ غلام علی نقشبندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حضرت بدیع الدین شاہ مدار قطب المدار بودند وشان عظیم دارند ایشاں دعائے کردہ بودند الٰہی مرا گرسنگی نہ شود ولباس من کہنہ نہ گردد ہمچناں شد کہ بعد ازیں دعا بقیہ در تمام عمر طعامے نخورد ولباس ایشاں کہنہ نگشت ہموں یک لباس تا بہ ممات کفایت کرد۔(در المعارف ص147)

یعنی شیخ بدیع الدین شاہ مدار قطب مدار تھے اور بلند شان رکھتے تھے انہوں نے دعا کی تھی کہ الٰہی مجھے بھوک نہ لگے اور میرا لباس پرانا نہ ہو۔ ایسا ہی ہوا کہ اس دعا کے بعد بقیہ تمام عمر میں کھانا نہیں کھایا اور ان کا لباس میلا نہ ہوا وہی ایک لباس وفات تک کافی رہا۔بزرگوں کے مذکورہ سبھی ارشادات سے ثابت ہے کہ سرکار سرکاراں حضور سید بدیع الدین

احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کو مقام صمدیت حاصل تھا آپ علائق دنیاء سے بے نیاز تھے۔سب سے پہلے تو یہ عقیدہ یادلا دینا چاہتا ہوں کہ کرامت اولیاء حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے اور کرامت کہتے ہی اس واقعہ کو ہیں جس کا صدور کسی ولی سے ہوا ہو اور وہ انسانی عادت کے خلاف ہو اور انسانی فکر وشعور اس کے ادراک سے قاصر ہو۔اسی لیے کہا گیا ہے کہ رموز واسرار معرفت فہم ظاہر سے وراء ہیں خوض وفکر بیجا ہے۔

علم العقائد کا یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء والمرسلین ہیں اور آپ کی امت خیر الامم ہے اور ہر امت فضائل وکمالات میں اپنے نبی ہی کے تابع ہوتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ قیامت تک ہے اور معجزہ یا کرامت کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ نبی یا ولی ظہور معجزہ یا کرامت کے وقت ظاہری طور پر حیات بھی ہو یوں تو حضور معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری ہی میں معجزات کی کثرت تھی تاہم آپ کی حیات مبارکہ میں بہت سے معجزات اجمالی طور پر ظاہر ہوئے اور بعد وفات آپ کے نائبین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بابرکت وجود سے ان کے تفصیلی ظہور کی کرامات وابستہ ہوئیں جو درحقیقت رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی معجزات ہیں جیسے زیر بحث موضوع،،صمدیت،، کہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھی اسی لیے آپ صوم وصال رکھتے تھے اور جب صحابہ کرام نے صوم وصال رکھنا شروع کیا تو ان کے اندر ضعف وناتوانی پیدا ہونے لگی سرکار نے ان کو ان کی اس کیفیت کی وجہ سے منع فرمادیا ارشاد فرمایا:

ایکم مثلی ابیت عندربی یطعمنی ویسقینی م یری طرح تم میں کون ہے؟ میں تو اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔یہ عبدیت کا مقام ہے اس مقام میں عبد واصل معبود ہو کر لذت دیدار سے لطف اندوز ہوتا ہے اور نور مشاہدہ اس کی غذا ہوتی ہے۔اس مقام میں خارج سے کھانا پینا مضر اور فراق کا سبب ہوتا ہے۔ اس کی مثال حالت نماز ہے جس کو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ”**الصلوة معراج المومنین**“ فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا" **ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک**"یعنی عبادت ایسے کرو جیسے تم خدا کو دیکھ رہے ہو پس اگر تم اسے نہ دیکھ سکو تو یہ سمجھو خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔حقیقتاً معراج تو وہی نماز ہے جس میں خدا کی زیارت میسر ہو۔ورنہ یہ تصور کہ خدا ہم کو دیکھ رہا ہے یہ بھی ادنیٰ درجہ کی نماز ہے اور حضوری بارگاہ کا مقام ہے جس کا تقاضہ کھانے پینے سونے اور تبدیل لباس وغیر ہم حوائج سے بے نیازی واجتناب ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقام عبدیت پر جلوہ افروز ہو کر صفت صمدیت سے متصف تھے یہ معجزہ اجمالی طور پر آپ کی حیات ظاہری میں ظہور پذیر ہوا اور اس کی تفصیل العلماء ورثۃ الانبیاء کے مطابق سرکار قطب المدار کی کرامت کی شکل میں رونما ہوئی۔جو دراصل آپ ہی کا معجزہ ہے اور آپ ہی کا یقینی فیض ہونے کی وجہ سے آپ کی رفعت شان کا زرین باب اور **علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل** کا منہ بولتا شاہکار ہے۔چنانچہ صاحب شمس الافلاک و جمال مداریت وغیرہ تذکرہ نگاروں نے تحریر فرمایا کہ "سرکار قطب المدار رضی اللہ عنہ سے علمائے جونپور نے دریافت کیا کہ یہ کیسے ممکن ہو گیا کہ آپ بغیر خورد و نوش کے زندہ ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا قرآن پڑھتا ہوں قرآن کے الفاظ سے جسمانی غذا حاصل ہو جاتی ہے اور معانی سے روحانی تغذیہ ہو جاتا ہے۔بات چونکہ سمجھ سے پرے تھی تو فہمائش کے طور پر ارشاد فرمایا کہ میرے عزیز! نور مشاہدہ جمال ذات بھوک پیاس کی سوزش کو ختم کر دیتا ہے تمہیں معلوم ہوگا کہ مصر کی قحط سالی میں وہاں کے قحط زدہ لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن وجمال کو دیکھ دیکھ کر اپنی بھوک پیاس مٹاتے تھے۔یوسف علیہ السلام پر تجلئی وصفی کا پرتو تھا۔اور جب تجلئی وصفی کا یہ کمال ہے کہ اسے دیکھنے والوں کی بھوک پیاس مٹ جاتی ہے تو پھر جو سراپا جلوۂ ذات میں گم ہوا سے خورد ونوش کی کیا حاجت“۔

حضور قطب المدار کو خداوند قدوس نے اپنے محبوب کے اس معجزے کے ظہور کے لیے ازل ہی میں چن لیا تھا۔چنانچہ آپ کی مقدس سیرت کا مطالعہ کرنے والوں پر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ الصمد نے اس عبد الصمد کو صفت صمدیت سے متصف کرنے کے لیے درجہ بدرجہ اس طرح مرتب فرمایا کہ رحم مادر سے عالم امکان میں ظہور پذیر ہونے تک اور عہد رضاعت سے لے کر دور شباب وشیب تک تجلیات صمدیت کے عکس سے منور وتاباں نظر آئے۔۔

اس کی چند مثالیں

(1) تذکرہ نگاروں نے تحریر فرمایا کہ آپ کی والدہ محترمہ سیدہ

فاطمہ ثانیہ فرماتی ہیں کہ ایام حمل میں اگر میں کوئی مشتبہ چیز منہ میں رکھ لیتی تھی تو ناگہاں طبیعت کراہت کر جاتی تھی اور میں وہ چیز تھوک دیتی تھی۔ بسا اوقات پیٹ میں درد ہونے لگتا تھا اور مجھے پلٹی ہو جاتی تھی اور فرماتی ہیں کہ میں اپنے شکم میں محسوس کرتی کہ ایک نور ہے جو کبھی سینے کی طرف اوپر کو آتا ہے اور کبھی ناف کی طرف نیچے کو جاتا ہے۔

(2) عہد رضاعت کے بارے میں فرماتی ہیں کہ بدیع الدین پیدا ہوئے تو انہوں نے میرا دودھ نہیں پیا ان کے والد صاحب قاضی قدوۃ الدین علی حلبی نے ایک دایہ کو مقرر کیا کہ وہ دودھ پلائے بدیع الدین نے اس کا دودھ بھی نہیں پیا والد صاحب معمہ سمجھ گئے کہ سود خور پڑوسی کے مکان کا سایہ مکان میں آتا ہے انھوں نے مجھے تبدیل مکان کرایا تو بدیع الدین دودھ پینے لگے۔

(3) اگر کبھی میں بغیر وضو کے دودھ پلانا چاہتی تھی تو نہیں پیتے تھے۔

(4) جب کبھی میں خود دودھ پلا دیتی تھی پی لیتے تھے ورنہ بانتہائے صبر و استقلال خاموش گہوارہ میں لیٹے رہتے تھے۔

(5) دوسرے بچوں کی طرح بھوک و پیاس میں نہ روتے تھے نہ ایڑیاں رگڑتے تھے۔

(6) رمضان کے مہینے میں دن میں دودھ نہیں پیتے تھے۔

یوں تو ان واقعات کو ذکر کرنے کا مقصد اس بات پر روشنی ڈالنا ہے کہ جس وارث النبی، نائب الرسول کو ایک عظیم معجزہ ظہور کے لیے منتخب کیا گیا ہے، ابتدائے حیات ہی میں اس کو ضروریات زندگی سے بے نیاز ہو جانے کی کس طرح مشق کرائی جا رہی ہے اور ابھی کیا ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ سرکار قطب المدار والدین کریمین کے زیر سایہ علوم ظاہری میں دستگاہ کامل اور مہارت تامہ حاصل کر چکے تھے، علم باطن کے حصول کا شوق فراواں انگڑائیاں لینے لگا تو قدرۃً اور فطرتاً آپ کی نگاہیں علم و عرفان کے اس بحر بیکراں کی طرف اٹھیں جس کی موجوں نے سرزمین مکہ سے اٹھ کر سارے عالم کو سیراب کر دیا اور جب یہ شوق حد سے فزوں ہوا تو کسی بھی ساتھی کا انتظار کیے بغیر اور کسی بھی زاد سفر کا انتظام کیے بغیر ہی والدین کریمین سے اپنی دیرینہ آرزؤں کو بیان کر کے اپنے عزم و ارادہ کو ظاہر فرمایا اور بارگاہ مدینۃ العلم کی اجازت لے کر راہی حرمین شریفین ہو گئے، ارکان حج سے فارغ ہو کر جب مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو وہاں علم و عرفان کے گوہر سے مالا مال فرمانے کے بعد کونین کے فرمانروا نے حکم فرمایا ''بدیع الدین! اللہ کی مخلوق کو اللہ کی وحدانیت کا درس دو اور حق نا آشناؤں کو حق آشنا بناؤ'' بدیع الدین اس حکم کی تعمیل میں کمربستہ ہو گئے۔

تذکرہ نگاروں نے یہ تو تحریر نہیں کیا کہ گھر سے حرمین شریفین تک پہنچنے کے لیے آپ کے ساتھ کیا زاد سفر تھا؟ مگر اتنا ضرور کتابوں میں ملتا ہے کہ مدینہ منورہ سے رخصت ہو کر آپ نے بغرض اعلائے کلمۃ الحق مختلف شہروں صوبوں اور ممالک کا با پیادہ سفر طے فرمایا اس دوران دن بھر روزہ رکھتے تھے، شام کو دو روٹیاں جو کہ غیب سے مل جاتی تھیں۔ ایک خود تناول فرما لیتے دوسری کسی ضرورت مند کو عنایت فرما دیتے تھے۔ بسا اوقات دونوں روٹیاں ہی کسی بندہ خدا کو عطا فرما دیتے تھے۔ اور خود ہفتہ عشرہ کے بعد ایک دو کھجور سے افطار کرتے سن 260 ہجری سے لے کر سن 282 ہجری تک تقریباً بائیس سال کا طویل عرصہ اسی نہج پر بسر فرمایا۔ اب وہ ساعت سعید بھی آ ہی گئی جس میں کفاف روزی سے بھی بے نیازی کا حصول ہونا ہے سن 282 ہجری میں جب آپ نے ہندوستان کا پہلا سفر کیا تو ایک کشتی میں بیٹھے دوران سفر آپ کو عمدہ عمدہ غذائیں اور نفیس ولذیذ کھانے ملنے لگے مگر آپ بے پرواہی کے ساتھ کشتی میں بیٹھے ہوئے دوسرے لوگوں میں تقسیم کر دیتے اسی طرح سے مسلسل کئی ہفتے صوم وصال میں گزار دیے اور جب اہل کشتی کو دعوت حق دی انھوں نے گستاخیاں کیں، قہر خداوندی کو جلال آ گیا، سمندر میں طوفان اٹھا، کشتی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غرق ہو گئی، تمام لوگ بحر متلاطم کے نذر ہو گئے مگر آپ مع گیارہ افراد کے ایک تختے کے سہارے ساحل مالا بار پر آ لگے، وہ گیارہ افراد بھی بھوک پیاس کی تاب نہ لا کر دم توڑ گئے، آپ نے کنارہ پر اتر کر سجدۂ شکر ادا کیا، ہفتوں کی مسلسل فاقہ کشی کی وجہ سے نقاہت کا اثر تھا، ایک درخت کے سہارے سے بیٹھ گئے۔ اچانک نگاہ اوپر کو اٹھی تو دیکھا تمام درخت طرح طرح کے پھلوں اور میووں سے لدے ہوئے ہیں، سوچا قدرت نے شاید میری بھوک پیاس کا انتظام فرمایا ہے، یہ خیال گزرتے ہی طبیعت نے کروٹ لی اور دل کے گوشہ سے آواز آئی **یاایھاالذین آمنوا اتقوا اللّٰہ حق تقاتہ ولاتموتن الاوانتم مسلمون** اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا کہ

اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اسی حال میں کہ تم مسلمان ہو۔ فوراً ہی آپ نے اپنی توجہ ان پھلوں اور میووں کی طرف سے ہٹالی اور دعا فرمائی الٰہی مجھ سے کھانے پینے اور تبدیل لباس کی خواہش کو دور فرما دے۔ دعا میں استغراقی کیفیت طاری ہوگئی دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے سلام وکلام کے بعد وہ بزرگ ایک عظیم الشان محل کے اندر لے گئے وہاں تخت مرصع پر کونین کا فرمارواں جلوہ افروز تھا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

قطب المدار دوعالم کے والی کو دیکھتے ہی سلام نیازمندانہ عرض کرتے ہوئے قدم بوس ہوگئے، رحمۃ للعالمین نے شفقت ومحبت کے ساتھ آپ کو تخت پر بیٹھنے کا حکم فرمایا پھر مختار کائنات کے دست تصرف کو جنبش ہوئی گروہ ملائکہ عنصری کے سردار حضرت شخثیا دوخوان لے کر حاضر خدمت ہوئے، ایک میں طعام ملکوتی اور ایک میں حلہ بہشتی تھا قاسم نعمات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست معجز طراز سے سید بدیع الدین مدار کو نو لقمے شیر برنج کے کھلائے جس کی برکت سے قطب المدار پر چودہ طبقات ارضی وسماوی کے حالات منکشف ہوگئے۔ ایک پیالہ شربت پلایا جس سے معرفت خداوندی حاصل ہوگئی، پھر اپنے ہی ہاتھوں ایک لباس بہشتی پہنایا اور دستار بندی فرمائی قطب المدار شہنشاہ کونین کے ہاتھوں فرق اقدس پر مداریت کا تاج زرین پہن کر سریر آرائے منصب مداریت ہوئے تو کہسار سے لے کر آبشار تک، دھرتی سے آکاش تک سارا عالم عظمت خداداد سے مرعوب ولرزاں ہوگیا۔ مردان خدا ملائکہ اور رجال الغیب کے دستے صف بہ صف حاضر ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ پھر سراج منیر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست انور قطب المدار کے چہرہ پر مس فرمادیا جس سے ان کا چہرہ آفتاب نیمروز کی طرح ایسا نورانی وچمکدار ہوگیا کہ سات نقابوں میں بھی مستور رہتے ہوئے احیاناً کبھی ایک یا دو نقاب اٹھ جاتے تھے تو مخلوق خدا جلووں کی تاب نہ لاکر بے اختیار سجدے میں گر جاتی تھی۔

سورج کی شعاؤں پر بدلی ہوتی ہی اثر انداز نہیں
پردے میں بھی یہ شان جلوہ ماشاءاللہ سبحان اللہ
کوئی سورج سے ملا ہی نہیں سکتا آنکھیں
تاب کس کو ہے کہ دیکھے کوئی چہرہ تیرا

مختار کائنات نے فرمایا بدیع الدین آج سے تجھے کھانے پینے کی، سونے کی، لباس بدلنے کی حاجت نہیں ہوگی اور تو جنسی خواہش سے بھی بے نیاز کیا گیا۔ بدیع الدین نے عرض کیا **الدنیاء یوم ولنافیھا صوم** دنیا ایک دن ہے اور میں اس میں روزہ دار ہوں یہ نعمات غیر مترقبہ پاکر قطب المدار سربسجود ہوگئے، سجدہ سے سر اٹھایا تو نہ وہ محل تھا نہ رسول پاک، ہاں وہی تخت موجود تھا جس پر سرکار جلوہ افروز تھے اور جو لباس حضور نے زیب تن کرایا تھا وہ جسم. اقدس پر تھا، کسی قسم کی تھکاوٹ اور کمزوری کا کوئی اثر نہ تھا، نہ بھوک پیاس کا احساس، طبیعت ایک دم چست درست اور ہشاش بشاش تھی۔ یہ واقعہ 282ہجری سرزمین کھمبات ساحل مالا بار کا ہے، اس واقعہ کے بعد آپ نے تمام عمر نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ سوئے نہ لباس بدلا نہ عقد نکاح کیا۔

قارئین کرام! یہ عقیدت ومحبت میں مریدین کا افراط وغلو نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے ہاتھوں میں چراغ ہی نہیں ممکن ہو تو سورج لے لو اور کائنات کی وسعتوں کا چکر لگا لو مگر صف اولیا میں اس شان مدار وصمدیت کا کوئی دوسرا نہ پاؤ گے۔

حق نے بخشا ہے مقام صمدیت تجھ کو
اولیا میں کوئی ثانی کہاں شاہا تیرا
تیرا عمر بھر کا روزہ یہ بتا رہا ہے ہم کو
ترا مثل اولیاء میں کوئی دوسرا نہیں ہے

جیسا کہ پیچھے عرض کر چکا ہوں کہ اولیائے کرام کی کرامات دراصل اس نبی کے معجزات ہیں جس نبی کے امتی سے کرامات کا ظہور ہوا ہو اور ہماری امت کے اولیائے کرام کو جیسا کہ پیچھے عرض کر چکا ہوں کہ اولیائے کرام کی کرامات دراصل اس نبی کے معجزات ہیں جس نبی کے امتی سے کرامات کا ظہور ہوا ہو اور ہماری امت کے اولیائے کرام کو کثیر الکرامات اس لیے بنایا گیا ہے کہ ہمارے نبی تمام انبیاء پر ہر اعتبار سے ممتاز نظر آئیں، اصحاب کہف کا قصہ قرآن مجید میں ہے، وہ تین سو نو سال تک سوتے رہے سونے کا مطلب صاف ہے کہ وہ اس طرح زندہ رہے کہ انھوں نے کچھ کھایا پیا نہیں، ان کی فضیلت یہ بیان کی گئی ہے کہ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو ان کے غار سے دائیں طرف اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں طرف کترا جاتا ہے یعنی اصحاب کہف

سورج کی تمازت سے بھی محفوظ رکھے گئے۔

مگر عزیزو! پیغمبر اسلام کا معجزہ دیکھیے کہ اے بدیع الدین! اگر اصحاب کہف نے بغیر کھائے پیے اور تبدیلء وغیرہ کے سوتے ہوئے صدیاں گذاری ہیں تو تم بغیر خورد ونوش وتبدل لباس وغیرہ کے جاگ کر صدیاں گزارو۔ اگر وہ آرام سے سوتے ہوئے اور سورج کی گرمی سے محفوظ رہ کر زندہ رہے تو تم سیر وسیاحت کی خوب مشقتیں بھی اٹھاؤ تبلیغ واشاعت دین میں، خدمت خلق میں، جن دشواریوں اور کٹھنائیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے ان دشواریوں اور کٹھنائیوں کا مقابلہ بھی کرو موسمی انقلابات سردی گرمی برسات اور دھوپ سایہ کے شدائد سے بھی ہمکنار ہو سونے والے اور جاگنے والے میں جو فرق ہے وہ ناظرین پر مخفی نہیں ہے، سونے والا دنیاء ومافیھا سے بے خبر رہتا ہے، اس کے ہواس بھی خفتہ ہوتے ہیں، خواہشات دبی ہوئی ہوتی ہیں، برخلاف اس کے جاگنے والے کے سامنے اس کی رنگینیاں رعنائیاں دلفریبیاں لذائذ قسم قسم کے ماکولات عمدہ عمدہ مشروبات ہوتے ہیں جو اسے اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں اور وہ خواہشات کے تابع ہوکر روٹی کپڑا اور مکان کے چکر میں پڑ جاتا ہے۔

غرض امم سابقہ کے بالمقابل امت محمدیہ کا تفوق وعلوشان منشائے قدرت ہے اس لیے خیر الامم میں کسی شخصیت کو ایسا ہونا ہی تھا جس کی سینکڑوں سالہ طویل ترین حیات بغیر اکل وشرب وتبدیل لباس وغیرہ حوائج بشریہ سے بے نیازی میں گذرے لھذا مشیت نے اس امر کے لیے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور نظر وارث اکمل، مظہر اتم حضور مدار العالمین کا انتخاب فرمایا۔ یہاں ایک نکتہ اور بھی قابل غور ہے وہ یہ کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور منشائے مشیت "**انی جاعل فی الاض خلیفه**" کے مطابق "**لقد کرمنا بنی آدم**" کا تاج پہن کر خلیفہ الٰہیہ فی الارض ہے مگر اس کی تخلیق مٹی سے ہوئی اور فطرتاً کھانے پینے وغیرہ کا محتاج ہے کہ بغیر خورد ونوش کے اس کی زندگی ممکن نہیں۔ جبکہ مخلوقات میں فرشتے بھی ہیں جو نوری مخلوق ہیں۔ قرآن کریم میں ان کی شان یہ بیان کی گئی "**یسبحون اللیل و النهار لایفترون**" (شب وروز اللہ کی تسبیح کرتے ہیں کاہلی نہیں کرتے) اور ملائکہ نے بھی بارگاہ خداوندی میں اپنی کارکردگی یوں عرض کی تھی "**ونحن نسبح بحمدک و نقدس لک**" (اور ہم لوگ تیری حمد کی تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکی بولتے ہیں) ملائکہ کو یہ تصرف وقدرت فطری طور پر حاصل ہے کہ سامنے موجود ہوتے ہوئے بھی نظروں سے اوجھل رہتے ہیں۔ پل بھر میں ہزاروں میل کا سفر طے کر لیتے ہیں۔ بیک وقت ہزاروں مقامات پر پہنچ سکتے ہیں نیز کھانے پینے و جنسی خواہشات سے فطرتاً بے نیاز ہیں۔

ظاہری بات ہے کہ اس اعتبار سے ملائکہ کو اشرف المخلوقات پر فوقیت وبرتری حاصل ہے کہ انسان کھانے پینے کا محتاج ہے جبکہ ملائکہ کو اکل وشرب کی حاجت نہیں وہ اس کے بغیر ہی زندہ ہیں۔ لھذا اشرف المخلوقات میں صفات ملکوتی کا ہونا بھی اس کی اشرفیت کا تقاضہ ہے۔ مگر قربان جائیے "**انی اعلم مالا تعلمون**" فرمانے والے خالق و قادر وحکیم کی صنعت وقدرت کے جس نے پیکر خاکی کو تسبیح وتقدیس کی توفیق بخشی جس کی برکت سے انسان کے عناصر اربعہ کی کثافتیں (غرور وتکبر وخواہشات نفسانی) مٹ جاتی ہیں اور وہ جسد خاکی میں رہتے ہوئے بھی روحانیت کا بادشاہ بن جاتا ہے، اس پر صفات ملکوتی کا ظہور و انعکاس ہوتا ہے وہ واصل مقام ملکوت ہوکر فرشتوں کی طرح سامنے موجود ہوتے ہوئے بھی نظروں سے اوجھل رہ سکتا ہے۔ پل بھر میں ہزاروں میل کا سفر طے کر لیتا ہے۔ بیک وقت ہزاروں مقامات پر پہنچ سکتا ہے۔ بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بشارت یافتہ بدیع الدین مذکورہ تمام اوصاف ملکوتی سے متصف ہونے کے ساتھ ساتھ ملائکہ کی طرح کھانے، پینے سونے وغیرہ خواہشات بشری سے بے نیاز ہوکر صدیوں سالہ مدت حیات بسر کر لیتا ہے۔ بات ایک دم واضح ہے کہ ملائکہ چونکہ ایسی فطرت ہی پر پیدا کئے گئے ہیں کہ کھانے پینے وغیرہ کی جس میں احتیاج نہیں لھذا اپنی فطرت کے مطابق کوئی کام کمال کی بات نہیں۔ بلکہ کمال تو یہ ہے کہ پیکر خاکی جو اکل وشرب ونوم وغیرہ ضروریات بشریہ کا فطرتاً محتاج ہے وہ اپنی فطرت کے خلاف کھانے، پینے، سونے، تبدیل لباس وتکمیل جنسی خواہش وغیرہم ضروریات بشریہ کے بغیر زندگی گذار دے۔ انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کے یہی سب اسرار ہیں۔

□□□

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات

ڈاکٹر اقتدا حسین جعفری عامرؔ مصنف جدید مدار اعظم

القاءالہام اور رویائے صادقہ کی بنا پر مولانا ظہیر احمد قادری چشتی اور حضرت ظہیر الدّین الیاس رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکتوبات ''رسالہ الیاس اور سیر المدار'' میں فرماتے ہیں: ''روز ازل بحکم رب جلیل جب ارواح مبارکہ کو مرتب کیا گیا تو روح مدار پاک اپنے مرتبہ پہ نازاں وشاداں فرحت و مسرت کے ساتھ درمیان صف انبیاواولیا کے جا کر ٹھہر گئی، پھر رب تعالیٰ نے اس ذات پاک کو مرتبہ مداریت سے مزین انتہا بلند کردار، عظیم المرتبت رہنما منتخب کیا خوارق و تصرفات کشف و کرامات، مافوق الفطر تعادات و اطوار سے پر کر کے پیغام توحید و رسالت اپنے بندوں تک پہنچانے کے لیے معمور فرمایا۔ تو فرشتے پکارا ٹھے پہلے آسمان پر زین اللہ، دوسرے آسمان پر نجم اللہ، تیسرے آسمان پر مجمع اللہ، چوتھے پر فتح اللہ، پانچویں پر صفت اللہ، چھٹے پر مرید اللہ اور ساتویں پر بدیع اللہ۔''

اور رسول کائنات ﷺ اس ذات قطب المدار کے بابت ارشاد فرمایا، "المدار ھو القرار" مدار وہ ہے کہ اسی سے قرار ہے عالم کا المدار کل کل مدار کل عالم کا ہے کل عالم مدار کا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''المدار کفخر اللہ ولا غیرہ الا اللہ مدار وہ ہے کہ اس کو فخر ہے اللہ کا اور نہیں ہے سوا اس کے مگر اللہ۔''
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا، ''المدار محافظۃ العلم بید المدار مدار وہ ہے جو علم و عالم کا محافظ ہے جو مدار کے قبضہ میں ہے۔''
المدار جمیل کمثل الجمال المدار جمیل ہے مثل جمال کے۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ''المدار کل الاشیاء مدار کل ہے ہر شئے کا۔''

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں، ''المدار کمظہر العجائب مدار مظہر ہے عجائبات کا۔'' (آفتاب اولیاء نمبر پاکستان)

پھر رسول کائنات ﷺ نے اپنی ہی نسل میں اس ذات پاک کو انتخاب کر کے ''خفیف الحاذ'' کی پیشن گوئی فرمائی۔ جو سن ۲۴۲ھ میں صادق آئی اور خاندان رسالت کی دسویں پیڑھی میں سیّد الشریف علی حلبی قدوۃ الدّین فاور بی بی ہاجرہ طبریزی فاطمہ ثانیہ کے گھر اس ذات مدار کو ظاہر فرمایا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے گہوارے میں ہی توحید ورسالت کی گواہی دی۔ والدین نے نام ''احمد'' رکھا اور حضرت خضر علیہ السلام نے ''بدیع الدّین'' خطاب فرمایا۔ ظاہری تعلیم حذیفہ شامی مرعشی نے دی اور علم لدنیہ آپ نے حضرت خضر علیہ السلام سے سیکھا اور ۲۵۹ھ میں بایزید پاک بسطامی عرف طیفور شامی سبیت المقدس میں بیعت حاصل کی۔ ظاہری تعلیم کے بعد دین میں قربانی کے لیے مرتب کرنا اللہ کو مقصود تھا۔ لہٰذا بدیع الدّین احمدؒ ''مشد الحسین'' پر حاضر ہوئے (یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت حسین علیہ السلام کا سر مبارک ایک پتھر پر رکھا گیا تھا اور اس پتھر نے آپ علیہ السلام کا خون جذب کر لیا تھا) خون حسین علیہ السلام سے درس لینے کے بعد آپؒ کو نفسانی خواہشات سے پاک کر دیا گیا۔ اس ایثار کا آپ پر اتنا اثر ہوا کہ بھوک پیاس نیند سب رفع ہو گئی اور آپ نے روزے رکھنا شروع کر دیا۔ قربانی کے رموز ونکات سے بہرہ ور ہونے کے بعد بدیع الدّین احمد مدینہ پہونچے جہاں حضور ﷺ نے روح پاک حضرت علی علیہ السلام اور روح پاک حضرت مہدی آخر الزماں کے سپرد کر کے علوم مقطیات، صحائف اوّلین، زبور، طوریت، انجیل، قرآن، علم ریمیا، کیمیا، ہیمیا، سیمیا اور دنیا کی نو سو زبانوں میں کامل کر دیا تو بدیع الدّین احمدؒ کہہ اٹھے ''انا مفتاح العلوم'' میں تمام علوم کی کنجی ہوں ''انا مفتاح العوارض'' میں اسرار کا جاننے والا ہوں اسکے بعد ہندوستان جانے کا حکم دیا۔ اب بدیع الدّین احمد پوری طرح تیار تھے ان کے سامنے چاہے جو قوم ہو سامی ہو یا غیر سامی سبھی کو راہ راست پر لانے کے لیے آپ کے پاس مواد موجود تھا۔

لہٰذا آپ ۲۴/مریدین کا جتھا لے کر بصرہ کی بندرگاہ سے ہندوستانی تاجروں کے جہاز پر سوار ہوئے جہاز روانہ ہوا۔صاحب الکوا کب الدرار یہ کہتے ہیں کہ جب بدیع الدّین احمد نے مقام ابراہیم کی طرف توقف کیا تو رفاقت میں حضرت نوح علیہ السلام کو پایا اور پھر ان کی امت یعنی ہندوؤں سے مخاطب ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی بڑائی بیان کی، کفار تھے برہم ہو گئے، قہر خداوندی کا نزول ہوا، جہاز دو حصّوں میں تقسیم ہو گیا، پھر پاش پاش ہو گیا، بزرگوں کا یہ جتھا جہاز کے ٹوٹے تختوں پر بہتا تھا کہ سات افراد شہید ہو گئے۔بدیع الدّین احمدؒ نے ساحل پر سلامت پہنچنے کی دعا فرمائی جو مقبول ہوئی اور ۱۷/افراد پر مشتمل یہ قافلہ مالابار (گجرات) کے ساحل پر فروکش ہوا۔ جہاں عالم مثال میں سرور کائنات ﷺ مشاہیر انبیاء و مرسلین کے ساتھ کدّ و نگار کے زرنگار محل میں جلوہ گر ہوئے۔بدیع الدّین احمدؒ کو گود میں بٹھایا اور چہرے پر ہاتھ مس فرما کر نورانی فرمادیا جس سے ارض و سماوات کا حال آئینہ ہو گیا اور قطب المدار مقام محبوبیت پر پہونچ کر مسجود خلائق ہو گئے۔پھر بہشتی لباس زیب تن فرما کر لباس بشریت سے بے نیاز کر طاہر بے مثال اور پیکر نور و جمال کر دیا پھر ۹/لقمے اپنی پسندیدہ غذا کے کھلائے جس سے قطب المدار نے ۹/عالم فتح کیے مثلاً ناسوت، ملکوت، جبروت، لاہوت، ہاہوت، باہوت، سیاہوت، محمود شاہی اور نصیر اناک۔حضور ﷺ نے ان عالموں کا مدار ٹھہرا کر مقام صمدیت و فردانیت عطا فرما کر مدار العالمین کا خطاب عنایت فرمایا۔ قدرت کی علامتیں، ولایت کی عمارت، کرامت کے دلائل، علم کے فضائل، آفتاب کی طرح روشن ہو گئے، بخشش کے خزانوں کی کنجیاں آپ کے قبضۂ اقتدار اور دست اختیار میں دے دی گئیں، اولیائے وقت آپ کے حکم کے تابع بنائے گئے۔ واضح ہو کہ اس نورانی محفل میں انبیاء علیہم السلام کی وہ جماعت موجود تھی جن کا ذکر قرآن میں مرقوم ہے، انبیاء علیہم السلام نے اپنی نسبتوں اور معجزات کے تحفہ عنایت فرمائے، کسی نے تخت عنایت فرمایا، کسی نے دم کسی نے نقاب عنایت فرمائے، کسی نے پیراہن، کسی نے عصا عنایت فرمایا، کسی نے حیات عبدی کی دعا عنایت فرمائی۔پھر حضور ﷺ نے پوری دنیا میں سامی اور غیر سامی اقوام میں رشد و ہدایت کا حکم فرمایا اور رخصت ہوئے۔

شیخ کبیر حضرت مدار العالمین نے مالابار کے ساموری راجاؤں اور گجرات کے بلہر راجاؤں کو محسن اور مہربان پایا۔ کہتے ہیں کہ لسانی قوم کے پہلے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے ہندوستان جنت نشان میں اتارے گئے۔سراندیپ لنکا میں سوا آٹھ فٹ لمبا کالے پتھر پر آپ علیہ السلام کے قدم کا نشان آج بھی موجود ہے۔لہٰذا بزرگوں کا یہ جتھا آدم کی چوٹی کی زیارت کے لیے روانہ ہوا۔کنگانور کی بندرگاہ میں راجہ چیرومن پیرومل ساموری نے ان بزرگوں کا زبردست استقبال کیا اور چھتیس ہزار افراد کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔ چیرومن نے شاہی فرمان کے ذریعہ مسجدیں بنانے کی اجازت دے دی۔مالابار میں کئی جگہ مساجد تعمیر کی گئیں۔راجہ آپ کے قافلہ میں شامل ہو گیا۔ بلاذری، بزرگ بن شہریار اور سوداگر سلیمان نے اپنے سفرناموں میں ان حالات کا تذکرہ کیا ہے۔

اب زندہ شاہ مدار اپنے مشن کا باقاعدہ آغاز حضرت نوح علیہ السلام کے مزار مقدس سے کرنا چاہتے تھے۔لہٰذا آپ گجرات سے کوئی پانچ کلومیٹر دور قصبہ ٹانڈا کے قریب بڑیلا گاؤں جو دریائے چناب اور توی کے قریب ہے منوہرست کے مزار پر تشریف لے گئے اور اپنے مشن کا آغاز کیا۔مگر یہاں کچھ فرقوں جیسے مہا کالیا، چندر بھکتیا، وکرانتیا، آوتیا بھکتیا، گنگایاترا، راج پتر یا وغیرہ کے احتجاج پر آپ کو مزاحمتوں کا سامنا کرنا پڑا۔بعض فرقے چاہتے تھے کہ آپ سے کچھ ایسا ظاہر ہو جو انکی فہم و ادراک سے بالاتر ہو۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت بدیع الدّین احمد قطب المدارؒ کو جس مشن کیلئے تفویض فرمایا تھا وہ ہدایت کی راہ پر چل کر نیکی کرنے اور ضبط نفس کے ذریعہ جامد ذہنوں کو حرکت میں لانا مقصود تھا۔یہ کام دراصل اللہ کے سچّے دین کو جو نوح علیہ السلام لائے تھے اور جس پیغام وحی کو غلط تحریفات معنوی کے ذریعہ مسخ کر دیا گیا تھا، اسلام کی روشنی میں پیش کرنا تھا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ایسے موقع پر آپ کی حوصلہ افزائی کے لیے ایک تخت عنایت فرمایا جب آپ اس پر بیٹھ کر پرواز کرنے لگے تو یہ لوگ متحیر ہوئے اور بیشتر اسلام میں داخل ہو گئے۔ یہ تخت بھی اشاعت دین قیم میں کارگر ثابت ہوا۔

ہوانگ سانگ کے مطابق ہندوستان میں رشیوں اور منیوں کا بول بالا تھا، شعبدہ بازوں کا ڈنکا بج رہا تھا، جو جتنا بڑا شعبدہ باز تھا وہ اتنا ہی بڑا دیوتا تھا۔رشی منی جنگلوں اور پہاڑوں میں رہتے تھے۔ان کی عبادت کا طریقہ یہ تھا کہ یہ اپنی اندریوں کو بند کر کے اپنی سانس پر قابو پالیتے تھے، اس طرح ان کا احترام زیادہ ہوتا تھا۔ابن بطوطہ کے اعتبار سے یہاں کے

جوگی اپنی سدھی کی بنا پر ہوا میں معلق ہو جاتے تھے، یہاں نجوم کا بڑا دخل تھا، نیک اور بد شگن پر لوگوں کا اعتقاد زیادہ تھا، علم نجوم جاننے والے کی قدر ہوتی تھی۔۔۔الغرض مدار العالمین نے بھی گیانی، دھیانی اور روحانی فلسفے کا استعمال کیا۔ جبس دم، شغل نفی اثبات، شغل دم بہال، شغل پاس انفاس وغیرہ شروع کیا، جنگلوں اور پہاڑوں میں جا کر اپنا مشن چلایا۔ لوگ جڑنے لگے، جنیو دھاری آئے تو ان کے ایک بدھی اور ڈال دی گئی، کڑا دھاری آئے تو دوسرے ہاتھ میں پھندنا باندھ دیا گیا، مالا دھاری آئے تو گلے میں کلیدہ ڈال دیا گیا، پھر وہ سب کچھ جو اسلام کی لاثانی تعلیمات کے لیے ضروری ہوتا مہیا کیا جاتا۔ جب تعلیم پوری ہو جاتی اور آنے والا متفق اور مطمئن ہو جاتا تو بدھی، پھندنا، کلیدہ بڑھا دیا جاتا اور وہ اپنے گناہوں کا بوجھ سر منڈا کر اتار دیتا۔ ہندوستانی رواج کے مطابق جب لوگ پوچھتے تو وہ کہتا، ”آج کفر کا دیہانت ہو گیا ہے۔ ان میں سے بیشتر صاحب بزرگ ہوئے اور جب ان کو نشان دیا گیا تو بعض نے شگن تلاش کیا اور جب ماہ یعنی چاند کو برج حوت یعنی ماہی میں پایا تو نیک شگن جان کر علم اٹھایا اور تبلیغ کے لیے نکل گئے۔ اس طرح ان کی دل آزاری بھی نہیں ہوئی اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا۔

اب آپ نے توحید و رسالت کے لیے قدم آگے بڑھایا، دنیا کا سفر اختیار کیا چونکہ آپ کے ایمان و یقین کا مرکز حضور رحمتہ العالمین ﷺ کی ذات گرامی تھی، جس کی اتباع میں آپ خود کو احکام الٰہی کا پابند سمجھتے وارث کل و خالق کائنات کل عالم پر یقین محکم و اعتماد کامل رکھتے تھے اور جذبۂ ایثار کا یہ عالم تھا کہ جان و مال قربان کرنے میں کسی طرح کا دریغ نہیں کرتے تھے۔ عاید شدہ فرائض کی ادائیگی میں مصروف عمل رہتے تھے، زہد و تقویٰ کے باعث قوائے روحانیہ کا عرفان و ارتقا، قوائے جسمانیہ کی پرہیزگاری کا وہ تقدس اختیار کیا جس کی مثال نہیں ملتی، وہ نیک نیتی اور رحم دلی سے حق و انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے میں شب و روز مصروف عمل رہے، شجاعت و استقامت کی مثال قائم کرنے میں کامیاب و کامراں رہے، عطائے ربی کی کرشمہ سازیوں کا خوب مشاہدہ کیا۔ اپنے پاکیزہ خیالات و نیک جذبات، عارفانہ زہد و تقویٰ، مخلسانہ کردار و عمل، بے نیاز اقوال و اضال کی یکسانیت اور بے لوث انسانیت کی خدمت سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا دل جیت لیا۔ یہاں تک کے لوگ اپنے جگر پاروں کو آپ پر نچھاور کر دیتے۔ جس کے سبب آپ کو بچوں کا ”لیپا لک پیر“ کہا جانے لگا۔

دنیا کی کوئی بھی تاریخ اس طرح کی مثال دینے سے قاصر ہے۔

دشت ہو یا جبل، خشکی ہو یا تری، دریا ہو یا کوہ، بحر ظلمات ہو یا تپتا ہوا ریگستان ہر کٹھن راہ سے اپنے صادق یقین و ایمانی عزائم کے سہارے گذرتے چلے گئے، آپ کی قوت گویائی کو کوئی ہنگامہ معنی نہ تھا، آپ کی ذات انسانیت سے متعلق محاسن کا مجموعہ اور بے شمار خصوصیات سے مزین تھی جس کی وجہ سے دنیا کی نگاہوں میں آپ کا وقار بلند ہوا اور لوگوں نے اپنے بچوں کے نام آپ کے نام و لقب پہ رکھنا شروع کر دئے مثلاً میٹھے مدار، اچھے مدار، مداری لال، مدار بخش، عظمت المدار، نور المدار، بدیع الزماں، بدیع الرحمٰن وغیرہ۔ اپنی بستیوں کے نام آپ کے نام و لقب اور نور و جمال سے منصوب کرنا شروع کر دیا مثلاً مدار پور، مدار باڑی، مدار کوٹ، مدار دائرہ، مدار چوک، مدار پیٹھ، مدارس وغیرہ۔ جگہ جگہ مدار کے میلے لگنے لگے جیسے مدار کے سندل کا میلہ، مدار کی مہندیوں کا میلہ، مدار کی چھڑیوں کا میلہ، مدار کا چراغاں، مدار کا جھنڈا وغیرہ۔ لوگ مدار کے چاند کا انتظار کرنے لگے طرح طرح سے تیوہار منانے لگے مثلاً مدار کے پتھ، مدار کا ملیدہ، مدار کی کھیر، مدار کے پوئے، مدار کی سترہویں، مدار کی میلاد وغیرہ۔ منتوں مرادوں کے لیے طرح طرح کے رسوم قائم ہو گئے مثلاً مدار کی بدھی پہننا، مدار کا پھندنا باندھنا، مدار کی چوٹی رکھانا، مدار کا منڈن کرانا، مدار کا کلیدہ باندھنا، مدار کی گانٹھ لگانا، مدار کی نال گاڑنا، مدار کی ڈیگ بھرنا، مدار کی چادر چڑھانا، پھول چڑھانا وغیرہ۔ بے شمار ضرب المثال قائم ہو گئیں جیسے مرے کو ماریں شاہ مدار، گنگا مدار کا ساتھ کیا؟، بعد جمعہ جو کچھو کارا سکے ضامن شاہ مدار، کھائیں مدار کا گائیں سالار کا، ماٹی کے مدار، مدار پر دارو مدار، دم مدار بیڑا پار وغیرہ۔

عوام میں آپ کی ہر دل عزیزی کا یہ عالم تھا کہ آپ کے ۹۹ صفاتی ناموں کے علاوہ ایک اعلیٰ نظام کے تحت آپ کے مہینوں کے نام بھی قائم ہو گئے مثلاً صادر البدیع، قادر البدیع، شاکر البدیع، ناصر البدیع، صائم الدھر، یاصر الاول، یاصر الثانی، آمر الاول، آمر الآخر، ترقیم الارفع، عذب البیان، فاخر الجناح وغیرہ۔ آپ نے تبلیغ کا بے مثال نظام قائم کیا جس کے تحت آپ نے تمام دنیا میں چلّے قائم کیے، ایک چلّے سے لگی کئی کئی گدّیاں قائم کیں، گدّیوں سے لگے کئی تکیہ قائم کیے اور تکیہ سے لگی کئی پٹّیاں قائم کیں۔ چلّہ

مرکز ہوتا جہاں سے رشد و ہدایت کے حکم صادر ہوتے، چلّوں پر طریق دیگر جن لوگوں کو بٹھایا جاتا وہ شاہ کہلاتے، تکیوں پر بیٹھنے والے تکیہ دار کہلاتے، پٹّیوں پر بیٹھنے والے پٹّی کہے جاتے۔ اس سے دین قیم کی تبلیغ میں چار چاند لگ گئے۔

اسی نظام کے تحت آپ کی ذات مبارک سے بے شمار سلاسل کا اجراء ہوا جن میں چند کے نام اختصار کی بنا پر مناسب سمجھتا ہوں مثلاً سلسلہ خادمان جس سے سات شاخیں نکلیں، سلسلہ دیوانگان جس سے بہتر شاخیں نکلیں، سلسلہ عاشقان جس سے اڑتالیس شاخیں نکلیں، سلسلہ طالبان جس سے چھتیس شاخیں نکلیں، سلسلہ اجملیان جس سے دیگر سلاسل کے تمام بزرگوں نے استفادہ حاصل کیا اور سلسلہ حسامیان جس سے بتیس شاخیں نکلیں وغیرہ اسی طرح بے شمار خلفاء سے بے شمار سلسلے جاری ہوئے اور دین کی تبلیغ اور رشد و ہدایت کا ڈنکا پوری دنیا میں بجنے لگا۔

ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کے ضلع کانپور میں قصبہ دار النور مکن پور شریف جو بالحاظ کمالات فضل یزدانی مکہ کمالات رحمانی مدینہ اور کمالات علمی شیراز کے مثل ہے میں ۱۷ر جمادی المدار سن ۸۳۸ھ بروز ہفتہ جب یہ بے مثال لازوال زندہ بزرگ تاریخ جس کی پاک زندگی کو سجدہ کر رہی ہے، زمین و آسمان جس کے احسانوں کے نغمے سنا رہے ہیں، جس کا مرتبہ باوقار انتہائی بلندیوں کا حامل، جس کا اخلاق کریمانہ بلند و برتری کی مثال، جس کی خدمات لامحدود، جس کی منصفانہ شفقتیں عظیم و بے مثال، جس کی سخاوت دریائے بے کراں، جس کی عدالت انصاف کا گہوارہ، جس کی نفاست گلشن کا نمونہ، جس کی متانت سکوت سمندر، جس کی فصاحت و بلاغت بے مثل و بے مثال، جس کی کرامت لازوال، جو اسلام کی سچی تصویر اور نور کا پتلا تھا اس دار فانی سے رخصت ہوا تو صاحب کشف المحجوب، بہر المعانی، فتوحات مکیہ، اخبار الاخیار، لطائف اشرفی، سترہ مجالس، سفینۃ الاولیاء، الکواکب الدراریہ، در المعارف، گلزار ابرار، تاریخ خلفاء عرب و اسلام، تذکرۃ الاولیاء پاک و ہند، کلید معارفت اور نہ جانے کتنے مصنفین، محققین، مورخین، مفسرین اور اولیاء اللہ جنھوں نے قطب المدار کی ذات بابرکات کا مشاہدہ کیا ہے کہہ اٹھے کہ، ولی کو ولایت سے معزول اور مقرر کرنے کا اختیار رکھتا ہے، نظام کائنات اور گمراہوں کی ہدایت بڑی شان کے ساتھ سپرد کی گئی، قطب المدار کے سبب اللہ تعالیٰ کل دائرہ وجود کو عالم کون و فساد سے محفوظ رکھتا ہے، جب قطب المدار تمام غوث و قطب اوتاد و ابدال نجبا نقبا کو لے کر مفقود ہو جائے گا تو نظام کائنات درہم برہم ہو جائیگا۔

در مدار ولایت کی راجدھانی ہے

حضرت علامہ مولانا خواجہ سید محمد مصباح المراد جعفری مداری "مصباح"، مکن پوری

وہ کیسے سمجھے جو محروم رتبہ دانی ہے
در مدار ولایت کی راجدھانی ہے

ہے ان کی ذات پہ دار و مدار عالم کا
انہیں کے ہاتھ میں دنیا کی پاسبانی ہے

وہ تیرا طرز ہدایت تھا اے مدار جہاں
جہان کفر ہوا جس سے پانی پانی ہے

مرے مدار نے بخشا ہے ہند کو ایماں
نہ مانے جو اسے یہ اس کی بے ایمانی ہے

ملا ہے جب سے ترا در ہماری ہستی کا
ہر ایک لمحہ حسیں ہر گھڑی سہانی ہے

سلام کرتی ہے سورج کی ہر کرن جس کو
رخ مدار جہاں میں وہ ضو فشانی ہے

مہک رہا ہے فضاؤں میں آج بھی آقا
ہر ایک لفظ ترا جیسے رات رانی ہے

جو آپ سن لیں تو "مصباح" کو ملے تسکین
حضور اس کی بڑی دکھ بھری کہانی ہے

مدار پاک کا قوت تصرف

سید محمد ریحان احمد قادری، خانوادہ انجھر شریف اورنگ آباد (بہار)

چندروز قبل محبّ گرامی جناب مفتی قیصر رضا علوی حنفی مداری حفظہ اللہ نے فون پر مجھ حقیر سے قطب المدار سیدنا سید بدیع الدین و۔زندہ شاہ مدار رضیاز وارضاہ عنا بہ آمین ! کے خلفائے عظام میں سے کسی بھی خلیفۂ طریقت مداریہ پر ایک مقالہ لکھ کر دس دسمبر ۲۰۱۸ء سے پہلے ارسال کرنے کا التماس فرمایا، فی الحال اگر چہ مجھے پیہم سفر درپیش ہے، ساتھ ہی ساتھ کچھ طبیعت بھی علیل ہے، اگر کم از کم ایک ماہ پہلے مجھے خبر ہوتی تو ان شاء اللہ تعالیٰ ایک تحقیقی مقالہ ضرور پیش کرتا، بقول مولانا رومی رحمہ اللہ ’’وقت می باید تا خون شیر شد‘‘ تاہم اولیاء صالحین کا ذکر تو میری ضرورت ہے اور اللہ جل شانہ کے نزدیک ایک محبوب ترین عبادت بھی ہے، لہٰذا یہ چند سطور نذر کر رہا ہوں گر قبول افتد زہے وعز وشرف۔

یوں تو قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قدر کثیر خلفا ہیں جو ہفت اقلیم پر مثل ستارے کے اپنے اپنے منازل سے نور فشان اسلام ہیں، ان میں سے چنداں متحرکین اور چنداں ثابتین ہیں۔ متحرکین کو تو لوگ جانتے ہیں لیکن ثابتین کو بہت سے لوگ نہیں جانتے، ان کی شناسائی اور پہچان کا کام تو آسمان طریقت کے ستارہ شناسوں کے حصے میں ہے، مثلاً شہر یوا، مدھیہ پرادیش میں میرے کچھ مریدین ہیں جہاں میں اکثر جاتا رہتا ہوں وہاں وچ۔محلّہ بچھیا میں ایک محلّہ دارا شاہ تکیہ کے نام سے مشہور ہے جہاں کی جامع مسجد سے متصل آگے کی جانب ایک روضہ مع گنبد کے بنا ہوا ہے، اس میں آرام فرما بزرگ کے بارے میں ہم نے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ ان کا نام دارا شاہ ہے اور انہی کے نام نامی اسم گرامی سے یہ محلّہ منسوب ہے جو سلسلۂ مداریہ کے بزرگ ہیں، مزید تفصیل نہیں معلوم ہو سکی لیکن لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ یہ سلسلۂ مداریہ کے بزرگ ہیں، لوگ مزار شریف پہ آتے ہیں اور ان کے صدقے اپنی مرادیں پاتے ہیں!

یہاں پہ ضمناً میں یہ عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ فی زمانناً نئی نسل کے لوگ اور مشربی زعم تعصب کی بوالعجبیوں میں مبتلا حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ سلسلۂ مداریہ حضور قطب المدار سے منسوب ہے اور قطب المدار کوئی بزرگ ہونگے، انھیں تین چار باتیں ذہن نشیں کر لینی چاہیے۔

پہلی بات یہ کہ تیسری صدی ہجری کے صوفیہ خواجہ بایزید طیفور بن عیسیٰ بن سروشان بسطامی باختلاف اقوال متوفی ۲۶۱ھ یا ۲۳۴ھ۔ ۸۷۴ء یا ۸۴۸ء جن کی ذاوت بابرکات کے ذریعے تیسری صدی ہجری ہی میں تصوف کو بنیادی حیثیت حاصل ہو گئی تھی جنھیں طریقت کا مجتہد کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا، سلسلہ طیفوریہ کے بانی و پیشوا ہیں اور طیفوریہ سے متعدد سلاسل وجود میں آئے جن میں خضریہ، رفاعیہ، قلندریہ، مداریہ، حسامیہ، ہیں۔(بحوالہ تصوف نیا تناظر مولفہ جعفر رضا) یعنی سلسلۂ مداریہ، سلسلۂ طیفوریہ کی ایک شاخ اور چشمہ ہے اور سلسلہ طیفوریہ ہندوستان میں حضور قطب المدار رضی اللہ عنہ سے تقویت پا کر سلسلہ مداریہ سے منسوب و مشہور ہو کر سلسلہ طیفوریہ کا متبادل ہو گیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ صوفیائے کرام کے مقبول و اہل حق مسالک میں سے ایک مسلک، مسلک طیفوری کا بھی شمار ہے جن کے مسلک طریقت میں سکر (بے ہوشی) کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، سکر کی حالت صحو (ہوش) سے افضل ہے کیونکہ سکر میں بندہ اپنے خدا میں گم اور تمام علائق دنیا سے بے نیاز و بے خبر ہوتا ہے، البتہ اہل طیفور اس مسئلے میں اختلاف کرتے ہیں کہ مجاہدہ سے سکر کی حالت میں پہنچا جا سکتا ہے یا نہیں یا مصنوعی سکر اختیار کر سکتا ہے یا نہیں (بحوالہ تصوف نیا تناظر)

تیسری بات یہ ہے کہ صوفیہ کی ایک مروجہ اصطلاح چودہ خانوادہ ہے، چودہ خانوادے سے مراد چودہ سلاسل ہیں جن میں سلسلہ طیفوریہ معنوں بہ خواجہ بایزید طیفور بن عیسیٰ بسطامی رضی وارضاہ عنا بہ آمینا کو بھی

شمار کیا گیا ہے (بحوالہ نیا تناظر مولفہ جعفر رضا) چوتھی بات یہ کہ طیفور، تیز پرواز کبوتر کو کہتے ہیں اور خواجہ بسطامی کو سریع السیر فی السلوک کے باعث طیفوریہ کہتے ہیں (بحوالہ مراۃ الانساب)

مذکورہ بالا اقتباسات سے چار باتیں معلوم ہوئیں۔

پہلی یہ کہ سلسلہ مداریہ کا منبع اور مصدر سلسلہ طیفوریہ ہے جو طریقت میں مقبول مسلک کی حیثیت رکھتا ہے۔

دوسری یہ کہ صوفیہ کی مروجہ اصطلاح چودہ خانوادے میں وہ شامل ہے۔

تیسری یہ کہ تیسری صدی ہجری میں خواجہ بایزید بسطامی کی ذات ستودہ تعریف کے صدقے تصوف کو امتیازی مقام حاصل ہوا۔

چوتھی یہ کہ سلسلہ طیفوریہ خدا کی معرفت اور راہ طریقت طے کرنے میں تیز رفتار واقع ہوا ہے لہذا جنھیں تیز رفتار راہ طریقت طے کرنا ہے اگر وہ سلسلہ مداریہ کی ارادت یا خلافت حاصل کرتے ہیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ محروم نہ رہیں گے۔ ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء، والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

بہر کیف اس وقت میرا موضوع سخن باختلاف اقوال سید جمال الدین (بحوالہ سلسلہ مداریہ مولفہ مولانا قیصر رضا علوی) یا سید کمال الدین (بحوالہ تصوف نیا تناظر مولفہ جعفر رضا الہ آبادی) عرف جان من جنتی اور انھیں ہی جمن جنتی بھی کہتے ہیں، کی ہستی صفات قدسی ہے کیونکہ مجھے سلسلہ مداریہ طیفوریہ سے صورۃ عقیدت تو ہے ہی لیکن حضور جان من جنتی قدس سرہ العزیز کے واسطے سے ایک معنوی ربط وتعلق بھی حاصل ہے وہ یہ کہ میرے ماوی وملجا شیخنا وسندنا وقدوتنا الی اللہ مولاہ الصمد وجد اعلیٰ حضور سید الہند سید محمد قادری بغدادی ثم اجھری اورنگ آباد (بہار) کے پاس حضور جان من جنتی بنفس نفیس ہلسہ نالندہ سے اجھر شریف تشریف لائے اور حضور سید الہند کو سلسلہ مداریہ اور طیفوریہ کی اجازت وخلافت دی اور سلسلہ قادریہ محمدیہ کی خلافت حضور سید الہند سے لی، اس طرح یہ مقولہ کہ یتبرک من ہذا ویتبرک من ذاک (بحوالہ مخطوطہ دستاویز خانوادہ قادریہ محمدیہ) یعنی حضور جان من جنتی نے حضور سید الہند سے اور حضور سید الہند نے حضور جان من جنتی سے برکت حاصل فرمایا) ان دونوں حضرات نفوس قدسیہ پر صادق آتا ہے۔ حضور جان من جنتی قدس سرہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے سے پہلے تمہیداً یہ بات عرض کرتا چلوں کہ اللہ جل وعلا نے اپنے اولیائے کرام کو دو طرح کی کرامتیں عطا فرمائی ہے۔

ایک محسوس ظاہری کرامتیں جن کرامتوں کو ہر خاص و عام دیکھتے سمجھتے اور مشاہدہ کرتے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوت سے بیمار کو شفایاب کر دینا، اندھا کو بینا کر دینا، پانی پر چلنا، ہوا پر اڑنا غیب کی خبر دینا، صدبا منزل زمین ایک قدم میں طے کر لینا وغیرہ وغیرہ۔

دوسری کرامات معنویہ، یعنی علم و بیان پر حاوی فرما دیتا ہے، پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلے کا حل ان پر منکشف فرما دیتا ہے جو مشکل کی تحصیل، معضل کی تحصیل صعب کی تدلیل، مجمل کی تفصیل پر ماہر ہوتے ہیں، بحر سے صدف، صدف سے گہر بذر سے درخت، درخت سے ثمر نکالنے پر باذن اللہ قادر ہوتے ہیں (تلخیص وتعبیر از مقال عرفا مصنفہ فاضل بریلوی رحمہ اللہ) دوسری طرف یہ امر بھی مسلمات میں سے ہے کہ ہر ولی عالم ہوتا یعنی علم و بیان اور مذکورہ صفات علمی پر حاوی ہوتا ہے لیکن ہر عالم ولی نہیں ہوتا یعنی متصرف الوجود نہیں ہوتا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہر ولی فقیہ ومفسر ومحدث ومتکلم ہوتا ہے اور کائنات کا ہی ولی بھی اس کے دست اقدس میں ہوتا ہے، وہ جب چاہتا ہے مشیت الٰہی سے، بیماروں کو شفا، اندھوں کو بینا، بے اولادوں کو صاحب اولاد کرتا اور بناتا رہتا ہے اور اکثر اولیاء عظام نے دین و مذہب کے غلبہ، ترویج واشاعت، اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان وشوکت کے اظہار کے لیے ان ہی کرامات محسوسہ کو ذریعہ بنایا ہے، عام مخلوق کو ان ہی کرامتوں میں اسلام دکھتا ہے، سمجھنا نہیں پڑتا اور دیکھنے والوں کی تعداد زیادہ ہے، بنسبت سمجھنے والوں کے اس لیے اولیاء ے کرام کے ہاتھوں پسر جوق در جوق لوگ اسلام قبول کر لیتے ہیں، ایسے متصرف الوجود اولیا کی سوانح حیات پر زیادہ کتابیں نہیں لکھی جاتیں ہیں بلکہ ہر مخلوق کی زبانیں ان کی کرامتوں کی کتاب ہوتی ہیں، انھیں اولیائے عظام میں سے سید جمال الدین جان من جنتی خلیفہ اجل حضور قطب المدار رضی اللہ عنہ ہیں جنھیں اللہ جل وعلا نے بیک وقت مرتبۂ تکوین پر فائز فرما کر متصرف الوجود بنایا اور کرامت معنویہ سے بھی سرفراز فرمایا۔

حضور جان من جنتی پانچویں صدی ہجری میں بغداد میں پیدا ہوئے، آپ قطب ربانی محبوب سبحانی سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر

جیلانی غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بھانجے ہیں، حضور قطب المدار کی دعاؤں سے پیدا ہوئے اور جان من جنتی کا لقب بھی حضور زندہ شاہ مدار نے ہی عطا فرمایا، آپ کی قوت تصرف کے سلسلے میں ایک واقعہ تحریر کرتے ہوئے مولانا قیصر رضا علوی حفظہ اللہ مشہور کتاب مدار اعظم کے حوالے سے اپنی تالیف کردہ کتاب سلسلۂ مداریہ میں لکھتے ہیں کہ حضور سیدی زندہ شاہ مدار قدس سرہ آخری سفر حج سے واپسی میں جب خراسان پہنچے تو وہاں کے ایک بزرگ حضرت شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کی تشریف آوری کا علم ہوا، مگر وہ ملنے نہیں آئے۔ اتفاقاً حضور جمال الدین قدس سرہ ایک طرف سیر کے لیے نکل پڑے، وہاں آپ کی ملاقات حضرت شیخ نصیر الدین سے ہوگئی، دوران گفتگو حضرت جان من جنتی قدس سرہ نے ان بزرگوں سے فرمایا کہ آپ نے حضور سیدنا مدار العالمین سے ملاقات نہیں کی؟ حضرت نصیر الدین نے فرمایا مجھے ان سے ملنے کی کیا ضرورت، وہ بھی ولی ہیں اور میں بھی ولی ہوں۔ حضرت جان من جنتی کو یہ جملہ ناگوار گزرا، چنانچہ آپ نے اسی وقت ان کی کیفیت کو سلب کر لیا اور وہاں سے چل پڑے۔ جب سرکار قطب المدار کی خدمت میں پہنچے تو سرکار مدار پاک نے فرمایا، جان من جنتی نصیر الدین کی باتوں نے تمھیں ملول کر دیا۔ آپ نے بوجہ ادب کوئی جواب نہیں دیا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت نصیر الدین بھی بارگاہ مدایت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے اور خاموشی کیساتھ ایک گوشے میں بیٹھ گئے۔ حضرت سیدنا شاہ زندہ مدار نے حضرت جان من جنتی کی طرف ارشاد فرمایا، بعدہ حضرت جمال الدین قدس سرہ نے وہ سلب کی ہوئی نعمت حضرت نصیر الدین کو واپس دے دی۔ یہ ہے حضور جان من جنتی کے قوت تصرف کا عالم! حضور زندہ شاہ مدار قدس سرہ یہاں سے دیگر ممالک میں تبلیغ دین فرماتے ہوئے اجمیر پہونچے۔ اجمیر پہونچ کر سرکار زندہ شاہ مدار قدس سرہ نے حضرت جمال الدین جان من جنتی قدس سرہ اور آپ کے برادر حضرت سید احمد باپا کو کولا پہاڑی پر چلہ کرنے کا حکم دیا اور خود کالپی کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ کی دینی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہے، ہندوستان میں کئی مقامات پر آپ کے چلے بنے ہوئے ہیں۔ آپ کے خلفا کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ حضرت فخر الدین زندہ دل حضرت سدھن سرمت حضرت قطب محمد المعروف بہ قطب غوری علیہم الرحمہ آپ کے قابل ذکر خلفاء میں ہیں۔ آپ کا وصال پر ملال ۱۴ محرم الحرام ۹۵۱ھ میں ہوا۔ مزار مبارک ریاست بہار کے ضلع پٹنہ کے قصبہ ہلسہ میں مرجع خلائق ہے۔

منقبت شریف

بارگاہِ حضور سیدنا مدار العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حسان الہند استاد الشعراء حضرت علامہ مولانا خواجہ سید مصباح المراد جعفری المداری مکن پوری

اگر غلامئ زندہ مدار مل جائے
حیات و موت پہ بھی اختیار مل جائے
بنے وہ کیوں نہ زمانے کی آنکھ کا تارا
جسے مدار دوعالم کا پیار مل جائے

اٹھے جو آپ کی چشم کرم مدار جہاں
دل غریب کو پل میں قرار مل جائے

لگائیں آنکھوں میں سرمہ سمجھ کے اہل نظر
جو ان کو تیری گلی کا غبار مل جائے

خزاں نے لوٹ لیا اس کی نکہتوں کو مدار
ہمارے اجڑے چمن کو بہار مل جائے

قریب سمجھو اسے گلشن مدینہ سے
جسے مدار جہاں کا دیار مل جائے

جو اپنے دل کو بنانا ہے دل تمہیں مصباح
دعائیں مانگو کہ عشق مدار مل جائے

□□□

مدار کس ذات عالی کا نام ہے

سید منیر عالم جعفری مداری، دارالنور مکن پور شریف، ضلع کان پور یوپی

مدار: وہ ذات گرامی ہے جس کی ولادت باسعادت کی بشارت عالم رویٔا میں باعث تخلیق دو عالم ﷺ نے ان کے والد ماجد حضرت قاضی قدوۃ الدین ''سید علی حلبی'' رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ کہہ کر دی کہ ''اے علی حلبی! یہ نومولود ازلی ولی ہوگا اس کا نام بدیع الدین رکھنا''۔

مدار: اس "صاحب عالم" کو کہتے ہیں جس نے یکم شوال المکرّم ۲۴۲ ہجری کو بطن بی بی فاطمہ ثانیہ سے تولد ہو کر تمام عالم کو اپنے فیوض و برکات اور انوار و تجلیات سے مستفیض و منور فرمایا۔

مدار: وہ عالم دینی و روحانی ہے نے چودہ سال کی عمر شریف میں حضرت سدید الدین حذیفہ شامی سے تکمیل علوم ظاہری فرماء اور جسے مدینۃ العلم نبیٔ اُمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حصول علوم باطنی کے لیے باب شہر علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمایا اور جس کی تربیت روحانی حضرت مہدی آخر الزمان علیہ السلام کی روح پاک نے فرمائی۔

مدار: وہ پیشوائے طریقت ہے جو، سلطان العارفین حضرت خواجہ بایزید بسطامی عرف طیفور شامی قدس سرہ السامی کی مراد بن کر ان کے دست حق پرست پر بیعت ظاہری فرما کر اوراد و اشغال میں کمالات روحانی کے مراحل طے فرمائے اور خرقہ خلافت کا حصول کر کے منصب رشد و ہدایت پر مامور ہوا اہل شریعت و طریقت کی بڑی جماعت اس کے سلسلہ رشد سے وابستہ اور اس کی روحانی نسبتوں سے مستفیض ہو کر آسمان رشد و ہدایت پر چندے آفتاب و چندے ماہتاب بنے۔

مدار: وہ تاجدار روحانیت ہے جسے مختار کائنات، قاسم نعمات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے چند لقمے طعام ملکوتی کے کھلا کر اور جسم اطہر پر ایک حلہ نورانی پہنا کر تمام حیات کے لیے حاجت طعام و لباس سے بے نیاز فرمادیا۔

مدار: اس شہنشاہ اولیائے کبار کو کہتے ہیں جسے سرکار رسالت سے مدار العالمین، قطب المدار، قطب الکون، قطب الارشاد، فرد الافراد، عبداللہ، زندان الصوف، زندہ شاہ مدار اور قطب وحدت جیسے باعظمت وجلیل القدر مراتب سے نوازا گیا اور جس کے درجات عالیہ کا تعین ''المدار المحل بین النبوت والولایت'' فرما کر کیا گیا۔

مدار: وہ عظیم القدر، گرامی مرتبت ہے جس نے مقام صمدیت پر فائز رہ کر مخلوق خدا کو اپنے فیوض باطنی سے مالا مال فرمادیا

مدار: وہ جگر گوشۂ رسالت ہے جس نے بحکم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ممالک ایشیا و افریقہ و یورپ بالخصوص ممالک ہند کے چپہ چپہ پر کار دعوت و تبلیغ دین و اشاعت اسلام اپنے اعمال و اقوال سے اس طرح انجام دیا کہ گوشہ گوشہ سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی ایمان افروز صدائیں بلند ہونے لگیں۔

صدائیں گونجتی ہیں ہند میں اللہ اکبر کی
جو سچ پوچ؟ و تو یہ صدقہ مدار العالمیں کا ہے

مدار: اس سرخیل سلسلہ طیفوریہ کو کہتے ہیں جس سے استواری نسبت کو اکابر اولیاء اللہ اپنا فخر سمجھتے ہیں اور جسے تکمیل منازل روحانیت کے لیے لازمی و ضروری قرار دیتے ہیں۔

مدار: رشد و ہدایت کے اس منارہ روشن کا نام ہے جس کی نسل پاک سے آج بھی رشد و ہدایت کا سلسلہ اقصائے عالم میں جاری ساری ہے اور تا قیام قیامت تک انشاءاللہ تعالی جاری رہے گا۔

مدار: وہ نو بہار گلشن ولایت ہے جس کی شعاع کرم نے آفتاب بغداد کے جلال کو جمال سے بدل دیا جس کی دعاوں نے بی بی نصیبہ کی گود بھر دی جس کے قلزم فیض سے ایسے چشمے جاری ہوئے جنھوں نے

تشگان معرفت کو سیراب کر دیا، جس کے نام کا ڈنکا آج بھی چاردانگ عالم میں بج رہا ہے جس کے ماہی مراتب اور نشان آج بھی بیانگ دہل یہ گواہی دے رہے ہیں کہ لادینیت کی فضاؤں میں دین محمدی کا پرچم لہرانے والی کوئی ذات تھی تو وہ مدارالعالمین ہی کی ذات تھی۔

مدار: شریعت وطریقت کہ اس مجمع البحرین کو کہتے ہیں جس نے حضرت خواجہ سید ابومحمد محمد ارغون وحضرت خواجہ سید ابوتراب فنصور و حضرت خواجہ سید ابوالحسن طیفور اپنے برادرزادگان کو شہر حلب سے ہمراہ لا کر اور بیعت وخلافت سے نواز کر دنیائے کفر کو نور ایمان عطا فرمانے کا زریعہ بنادیا۔

مدار: ہاں! وہی مدار جس کے اکابر خلفا میں حضرت سید جمال الدین جان من جنتی، سید احمد بادیہ پا(خواہرزادگان حضرت سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ) میر سید رکن الدین حسن عرب اور میر سید شمس الدین حسن عرب (برادرزادگان سرکار بغداد قدس سرہ) حضرت قاضی مطہر قلہ شیر ماور شریف، حضرت مولانا قاضی محمود کنتوری، حضرت مولانا حسام الدین سلامتی جونپوری، حضرت مولانا سید اجمل بہرائچی، حضرت سید جلال الدین شاہ دانا بریلوی، ملک العلماء حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی، حضرت قاضی شہاب الدین پرکالہء آتش (بڑاگاوں ضلع بارہ بنکی)، حضرت شاہ جہندہ بدایونی جیسے جلیل القدروبا عظمت صاحب سلسلہ بزرگان دین سلسلہ عالیہ طیفوریہ مداریہ کے آفتاب وماہتاب ہیں۔

مدار: فیضان روحانیت کا وہ بحر نا پیدا کنار ہے جس سے مرکز ولایت غوث العالم حضرت مولانا سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی رضی اللہ عنہ جیسے اولوالعزم ولی کامل نے بارہ سال ہمراہ رہ کر اکتساب فیوض باطنی فرمایا اور جس نے سیدنا مدارالعامین سے خرقہ محبت حاصل فرمانے کو سعادت دارین تصور کیا۔

مدار: وہ سرکار سرکاراں ہے جسکے حلقہ ارادت میں حضرت ابراہیم شرقی جونپوری جیسا عظیم المرتبت بادشاہ ہے اور جس نے شہنشاہ اکبر اعظیم شہنشاہ جہانگیر اور شاہ جہاں جیسے شاہان ہند سے اپنی عقیدتوں کا خراج لیا جس کے دربار پرانوار میں حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمتہ اللہ علیہ اپنی جبین عقیدت جھکائے یہ کہتے ہوئے حاضر ہوئے۔

بیا کہ اوج کمالات راظہور ایں جاست
بیا کہ مرجع ہر قیصرو قصورایں جاست
جناب اقدس شاہنشہ مدار جہاں
بپائے دیدہ بیا و ببیں کہ نور ایں جاست

مدار: وہ جس کے دربار دربار میں آج بھی تاجوران جہاں بلا تخیص مذہب وملت جھولی پھیلائے ہوئے آتے ہیں اور اپنے دامن طلب کو گوہر مراد سے بھر کر لے جاتے ہیں۔

مدار: وہ تاجدار ولایت جس کی پانچ سو چھیانوے سالہ طویل حیات ظاہری بجائے خود ایک بین معجزہء حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور "معجزہ رہبر دین"(596) جس کا مادہ عمر شریف ہے۔

مدار: وہ جس کا مادہ وصال "ساکن بہشت"(838) ہے۔

جس نے 17 جمادی' الاولی' 838 ہجری کو اس دار فانی سے پردہ فرما کر اپنی حیات مبارکہ کو رندہ جاوید بنالیا۔

بعد وصال بھی جس کے فیوض وبرکات جاری ساری ہیں اور آج بھی جس کی کرامتیں کثیر و نادر ہیں اور جو اپنی قبر اطہر میں مثل احیا کے تصرف کرتا ہے۔

جس کا روضہ پاک شمالی ہند کی مرکزی سرزمین دارالنور مکن پور شریف، ضلع کان پور یوپی، میں مرجع خلائق ہے۔

❑❑❑

سید جمال الدین جان من جنتی

محمد خامس علوی مداری، دائرۃ الاشراف، جھہراؤں شریف، سدھارتھ نگر، یوپی، انڈیا

تاریخ وسیر کی کتب میں حضور سیدنا مدار پاک قدس سرہ کے سینکڑوں خلفا کے تذکرے موجود ہیں لیکن ہم ناظرین وقارئین کے سامنے آج حضور سرکار زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے ایک ایسے جلیل القدر خلیفہ کی تاریخ پیش کر رہے ہیں جو ملنگان عظام کی جماعت کا امام وپیشوا ہے، شہنشاہ ترک وتجرید ہے، نازش فقر وتفرید ہے، اہل سیر نے اس عالی وقار کا اسم مقدس سید محمد جمال الدین جان من جنتی تحریر کیا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت پانچویں صدی ہجری میں ہوئی آپ کا مولد ومسکن شہر بغداد ہے۔ آپ کے والد گرامی حضرت سیدنا سید محمود اور والدہ محترمہ حضرت سیدہ بی بی نصیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں ۔آپ تاجدار بغداد محبوب سبحانی حضور سیدنا سرکار غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کے حقیقی بھانجے ہیں۔ سیرت وسوانح کی بہت پرانی کتابوں میں آپ کا ذکر خیر موجود ہے۔

مرائۃ الانساب، خمخانہ تصوف، سیرت قطب عالم، ثمرات القدس وغیرہ میں تحریر ہے کہ حضور سیدنا سید محمد جمال الدین جان من جنتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شمس الافلاک، مرجع الاقطاب، غوث الاغواث، حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار حلبی مکنپوری قدس سرہ کے دعاؤں سے پیدا ہوئے واقعہ کی تفصیل کچھ اس طرح بیان کی گئی ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرہ سیدہ بی بی نصیبہ کے یہاں کوئی اولاد نہیں تھی، آپ اپنے برادر محترم حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور اولاد کے لیے دعا کی درخواست کی حضور سیدنا غوث پاک نے لوح محفوظ کا مشاہدہ فرما کر بتایا کہ بہن تیری قسمت میں اولاد تو ہے مگر وہ شہنشاہ ولایت حضور سرکار سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار کی دعاء پر موقوف ہے، عنقریب آپ سیاحت فرماتے ہوئے بغداد پہونچنے والے ہیں، جب حضور کا ورود مسعود بغداد میں ہو تو پھر تم ان کی بارگاہ میں حاضر ہونا اور ان سے دعا کی درخواست کرنا پروردگار عالم سرکار مدار کی دعاؤں کے طفیل تمھیں ضرور اولاد عطا فرمائے گا۔ چنانچہ حضور سیدنا زندہ شاہ مدار قدس سرہ پانچویں صدی ہجری میں سیاحت فرماتے ہوئے بغداد پہونچے، پورا بغداد ایک عرصے سے آپ کے دیدار کا منتظر تھا، کتنے ہی حاجت منداسی انتظار میں بیٹھے تھے کہ جب شاہکار قدرت قطب وحدت، شہنشاہ ولایت حضور سیدنا مدار العلمین کا ورود مسعود بغداد میں ہوگا تو ہم بھی اپنی عرضیاں بارگاہ مدار میں پیش کر کے شادکام ہوں گے۔ پورا بغداد آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں جھوم رہا تھا، ہر طرف مسرتوں کا سماں چھایا ہوا تھا، لوگ آپس میں ایک دوسرے کو شہنشاہ ولایت کی آمد کی اطلاع دے رہے تھے، غرض یہ کہ پورے بغداد میں آپ کی آمد کی دھوم مچی ہوئی تھی، یکے بعد دیگرے لوگ حاضر بارگاہ ہوکر فیوض مداریت سے مالا مال ہوتے رہے۔

بالآخر وہ وقت بھی آ گیا کہ جب ہمشیرہ غوث الوریٰ سیدہ بی بی نصیبہ حضور مدار پاک کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور بحوالہ محبوب سبحانی حضور سیدنا غوث اعظم جیلانی اپنا مدعائے دل بصد ادب واحترام پیش کیا، حضور قطب وحدت سیدنا مدار اعظم قدس سرہ نے کمال شفقت کے ساتھ بی بی نصیبہ کی عرضی کو سماعت فرمائی۔ پھر حضرت سیدہ بی بی نصیبہ سے فرمایا کہ اللہ عزوجل عنقریب تمھیں دو فرزند سعید عطا فرمائے گا۔ ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام احمد رکھنا۔ البتہ آپ یہ وعدہ ضرور کریں کہ بڑے فرزند کو آپ مجھے دے دیں گی۔ قدسی صفات اس مقدس خاتون نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ آپ کی اس شرط کو قبول کر لیا۔ بغداد میں چند روز قیام کے بعد آپ دیگر مقامات کی طرف روانہ ہوگئے، کچھ عرصہ گذرنے کے بعد حضرت بی بی نصیبہ کے یہاں ایک

فرزند سعید تولد ہوا، حسب حکم والدین نے اس نومولود کا نام محمد رکھا، پھر کچھ عرصہ بعد دوسرے فرزند کی بھی ولادت ہوئی، ان کا نام احمد رکھا گیا۔

کچھ عرصہ گذرنے کے بعد حضور قطب المدار قدس سرہ پھر بغداد پہنچے، پورا بغداد ایک بار پھر آپ کی آمد کی خوشی سے جھوم اٹھا، بغداد کے اطراف سے بھی لوگ جوق در جوق آنے لگے، جس قدر بھی لوگ آپ کے بارگاہ میں حاضر ہوئے، آپ نے سبھوں کو شادکام فرمایا۔

حضرت سیدہ بی بی نصیبہ بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور سرکار مدار پاک کو صاحبزادگان کے ولادت کے خبر دی مگر دل ہی دل میں صاحبزادے کی جدائی کے تصور سے کانپ اٹھیں بڑے صاحبزادے سید محمد جمال الدین اب سن شعور کو پہونچنے والے تھے جبکہ چھوٹے فرزند سید احمد ابھی ان سے کچھ چھوٹے تھے، سرکار مدار العلمین قدس سرہ نے سیدہ بی بی نصیبہ سے فرمایا کہ آپ اب اپنا وعدہ پورا کریں یعنی محمد جمال الدین کو میرے حوالے کریں۔

حضور مدار پاک کے زبان فیض سے یہ جملہ سن کر آپ کی ممتا تڑپ اٹھی مگر وعدہ تو وعدہ اور وہ بھی اتنے عظیم ولی اللہ سے کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آئی بیساختہ حضرت سیدہ کی زبان سے نکلا کہ حضور محمد جمال الدین تو انتقال کر گئے آپ خوب جانتے تھے کی بی بی نصیبہ کو شفقت مادری کے جذبے نے بے اختیار کر دیا ہے مگر آپ نے ان سے کچھ نہیں فرمایا بی بی نصیبہ بھی اجازت مانگ کر گھر کی طرف چل پڑیں، ابھی آپ گھر کے قریب پہونچی ہی تھیں کی اطلاع ملی کہ محمد جمال الدین زینے سے گر پڑے اس سے پہلے کی آپ ان تک پہونچتیں، محمد جمال الدین کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

آپ کرب وغم سے بے قرار ہو گئیں اور بلا تاخیر افتاں وخیزاں حضور مدار پاک کی بارگاہ میں پہونچیں اور پورا قصہ بیان فرمایا۔ حضور شہنشاہ ولایت مسکرائے اور فرمایا کہ ٹھیک ہے جاؤ محمد جمال الدین کو میرے پاس لے آؤ۔ جب حضرت جمال الدین کی نعش مبارک آپ کی خدمت میں لاکر رکھی گئی تو آپ نے ان کے سر پر اپنا دست مقدس رکھا اور فرمایا جمال الدین جان من جنتی اٹھو۔ تمھیں تو دین رسول کی بڑی خدمتیں کرنی ہیں، آپ کے زبان فیض ترجمان سے یہ جملے نکلے ہی تھے کہ حضرت سیدنا جمال الدین جان من جنتی اٹھ کر بیٹھ گئے۔ آپ کی بارگاہ سے ملا ہوا خطاب جان من جنتی آج بھی آپ کے اسم مبارک سے جڑا ہوا ہے، دیہاتوں میں اکثر لوگ جمن جتی بھی کہتے ہیں۔ ثمرات القدس میں ایک روایت اس طرح بھی ہے کہ بعد ولادت سیدنا غوث اعظم قدس سرہ اپنے دونوں بھانجوں یعنی حضرت سید محمود کے صاحبزادگان حضرت سید جمال الدین جان من جنتی اور حضرت سید احمد بادیاپہ کو لے کر خود بارگاہ مدار میں تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ دونوں میری ہمشیرہ بی بی نصیبہ کے دلبند ہیں۔ آنحضرت کی ذات برکات سے فائز المرام ہونا چاہتے ہیں۔ صاحب بحر زخار نیاس بابت لکھا ہےکہ وسید احمد راازحضرت غوث الاعظم دست گرفتہ بشاہ مدار سپردہ کہ کشائش ایں مرد بہ تلقین تو مقرر شدہ از تربیت او غافل نشوی بحر زخار قلمی شعبۂ چہارم۔

نوٹ: بحر زخار کا یہ نسخہ مختار اشرف لائبریری کچھوچھہ مقدسہ سے حاصل ہوا۔

حضور مدار پاک حضرت بی بی نصیبہ کو دعا دے کر حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ ایک عرصۂ دراز کے بعد جب پھر دوبارہ بغداد پہونچے تو حسب وعدہ بی بی نصیبہ اپنے دونوں فرزندوں کو لے کر بارگاہ قطب المدار میں حاضر ہوئیں، حضور مدار پاک نے بی بی نصیبہ کے فرزندوں کو دل وجان سے قبول فرمایا اور انھیں لے کر استنبول کی طرف روانہ ہو گئے، اس جگہ ان دونوں عزیزوں کو علم صوری کی تعلیم کے لیے حضرت عبداللہ رومی کے حوالے فرمایا اور خود ایک پہاڑ کی گھاٹی میں حبس دم کے اشغال میں واحد حقیقی کے ذکر میں مشغول ہو گئے۔ اس جگہ چند دن گذارنے کے بعد خراسان کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت سیدنا مدار العلمین کی ان ہی نوازشوں کا صدقہ ہے کہ حضرت سیدنا محمد جمال الدین جان من جنتی مداری قدس سرہ کا اسم شریف بھی ملان طریقت میں سرفہرست ہے۔ آپ سے اتنی ساری کرامتیں ظہور میں آئیں ہیں کہ انھیں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ تذکرۃ المتقین وغیرہ میں تحریر ہے کہ حضرت جان من جنتی قدس سرہ شیر کی سواری اور سانپ کا کوڑا رکھتے تھے حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے ملاقات کی ہے اور آپ کے فیض سے خوب مستفیض ہوئے ہیں۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

یکے رادیدم از عرصہ رودبار
کہ پیش آمدم بر پلنگ سوار
چناں حول زاں حال بر من نشست
کہ تر سیدنم پائے رفتن بہ بست

آپ نے بھی تقریباً اکثر ممالک کا سفر فرمایا ہے چونکہ آپ کی عمر پاک بھی کافی طویل ہوءہے،تذکرۃ المتقین گلستان مدار وغیرہ میں آپ کی عمر شریف چارسوسال تحریر ہے،آپ کی عمر پاک کا اکثر حصہ حضور قطب المدار کی خدمت میں گذرا ہے، آپ حضور مدارالوری قدس سرہ کے بڑے چہیتے اور محبوب نظر مرید وخلیفہ ہیں۔حضور سیدنا مدار العلمین قدس سرہ کے خلفا میں جس قدر تقرب آپ کو حاصل ہے وہ اوروں کو میسر نہیں۔آپ حضور مدار پاک کے ہمراہ زیارت حرمین شریفین سے بھی مشرف ہوئے ہیں، زیارت حرمین کے بعد حضور مدار اعظم قدس سرہ کاظمین شریفین بغداد اور دیگر بلاد عربیہ کا سفر فرماتے ہوئے کربلا معلیٰ پہنچے، پھر یہاں سے نجف اشرف کی زیارت کو تشریف لے گئے، نجف اشرف میں حضرت سید محمد جمال الدین جان من جنتی کو اعتکاف کا حکم دیا اور خود تبلیغ دین فرماتے ہوئے، ہندوستان کی طرف روانہ ہوگئے، پوری دنیا میں پھیلے ہوئے تمام ملنگان عظام کے مصدر ومنبع سیدنا محمد جمال الدین جان من جنتی ہی ہیں۔آپ کے سر کے بال بہت بڑے بڑے تھے، آپ کے بال نہ کٹوانے کی دو روایتیں مشہور ہیں۔ایک تو یہ کی حضور مدار پاک نے حضرت جمال الدین جان من جنتی کے عہد طفلی میں اپنا دست اقدس ان کے سر پر رکھ کر دعا فرمائی تھی اور دوسری روایت جو تذکرۃ المتقین فی احوال خلفائے سید بدیع الدین کے حاشیہ پر تحریر ہے کہ حضور سیدنا زندہ شاہ مدار نے حضرت محمد جمال الدین جان من جنتی کو اجمیر کے ایک پہاڑ پر ذکر حق واشغال حبس دم میں بیٹھنے کا حکم دیا۔حسب حکم ایک طویل عرصے تک آپ حبس دم میں بیٹھے رہے، یہاں تک کی آپ کے سر سے خون نکلنے لگا۔جب حضور سیدنا مدار العٰلمین کو اطلاع ملی تو آپ نے حضرت جان من جنتی کے سر پر اپنے دست مبارک سے دُھونی کی راکھ ڈال دی جس کے سبب خون نکلنا بند ہو گیا۔جب حضرت سید جمال الدین جان من جنتی قدس سرہ پہاڑ کی گھاٹی سے باہر آئے تو لوگوں نے آپ کو اس بات کی اطلاع دی کہ ایسا ایسا واقعہ آپ کے ساتھ پیش آ گیا تھا پھر حضور سرکار زندہ شاہ مدار نے آپ کے سر پر راکھ ملی تھی۔حضرت نے سنا کہ میرے سر پر میرے آقا حضور مدار پاک نے اپنا دست حق رکھا تھا، بس اسی دن کے بعد سے بال کٹوانا بند کر دیا۔ ملنگان عظام اسی باعث اپنے بال سر سے جدا نہیں کرتے ہیں، دور حاضر کے کچھ ظاہر بیں لوگ ملنگان عظام کے بالوں پر فتویٰ جہالت نافذ کر کے اپنی علمی بیمائیگی کا ثبوت دیتے ہیں۔ ناصر السالکین اور تذکرۃ الفقراء وغیرہ میں ہے کہ حضور جان من جنتی کے پیرو دیوانگان کہلاتے ہیں۔

اور دیوانگان کی بہتر شاخیں نکلی ہیں جو دیوانگان حسینی، دیوانگان سلطانی، دیوانگان رشیدی، دیوانگان دریائی، دیوانگان سرموری، دیوانگان زندہ ولی، دیوانگان آتشی اور دیوانگان کاملی اور دیوانگان جمشیدی، دیوانگان قدوسی، دیوانگان مداحی اور دیوانگان سدھا شاہی وغیرہ کے ناموں سے مشہور ہیں۔آپ نے پوری زندگی مجردانہ طور پر گذاری ہے یعنی زندگی بھر شادی نہیں فرمائی۔آپ اور آپ کے خلفا کے ذریعے سے سلسلئہ مداریہ کو کافی فروغ حاصل ہوا ہے، بڑے بڑے امراء اور سلاطین نے آپ کی بارگاہ میں حاضری دی ہے اور فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے ہیں۔ایک مرتبہ شیر شاہ سوری آپ سے ملنے کے ارادے سے روانہ ہوا۔محل سے نکلتے وقت اس نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر آپ واقعی فقیر کامل ہوں گے تو مجھے آم عنایت فرمائیں گے، واضح رہے کہ اس وقت آم کا موسم نہیں تھا۔ جب بادشاہ وقت آپ کی بارگاہ میں پہونچا تو دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں آدھا آم ہے چنانچہ حضرت سید جمال الدین جان من جنتی نے وہ آدھا آم شیر شاہ سوری کو دے دیا۔شیر شاہ سوری نے آم آپ کے ہاتھ سے لے لیا اور درویشی وفقیری کے موضوع پر آپ سے گفتگو کرنے لگا، جانے کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اگر بادشاہ آم کھا لیتا تو اس کے خاندان میں نسلاً بعد نسل بادشاہت قائم ہو جاتی مگر قدرت کو یہ منظور نہ تھا۔

(گلستان مدار)

حضور سیدنا جان من جنتی کا مقام ومرتبہ درمیان اولیاء بہت ہی بلند وبالا ہے، جماعت اولیاء اللہ میں آپ کے مثل ریاضت ومجاہدہ کرنے والے بہت کم نظر آتے ہیں پروردگار عالم نے آپ کو مجمع فضائل بنا دیا تھا،

بالخصوص جذب خلائق آپ کا خاص وصف ہے، اللہ کی مخلوق دیکھتے ہی آپ کی گرویدہ ہوجاتی تھی، گلستان مدار وغیرہ میں ہے کہ جب آپ جنگلوں میں ہوتے تو چاروں طرف سے جنگلی جانور آپ کو گھیرے رہتے تھے، آپ کی عجیب وغریب داستان ہے۔آپ کی ایک مشہور کرامت آج بھی زبان زد عام وخاص ہے کہ ایک مرتبہ حضور قطب وحدت سیدنا مدار العلمین اور آپ ایک ایسی پہاڑی پر قیام فرما ہوئے جہاں تقریباً نو سو سادھو مہنت بھی ٹھہرے ہوئے، تھے ان سادھوؤں کا بھنڈارا صبح شام چلتا رہتا تھا۔ایک روز حضور سیدنا زندہ شاہ مدار نے فرمایا کہ جان من جنتی میرا پیالہ لے کر سادھوؤں کے پاس جاؤ اور تھوڑی سی آگ لے آؤ، آپ پیالہ لے کر روانہ ہوئے اور سادھوؤں کے پاس پہونچ کر آگ مانگی، سب سے بڑا سادھو بولا آگ کیا کیجیے گا؟ آپ نے فرمایا کہ مرشد گرامی نے مانگا ہے، ایک دوسرے مہنت نے کہا کہ شاید کھانا بنانے کے لیے ہی آگ مانگا ہوگا لہٰذا انھیں آگ دینے کے بجائے دو آدمیوں کا کھانا دے دیا جائے۔حضرت جان من جنتی نے فرمایا کہ نہیں میرے مرشد تو کھانا کھاتے ہی نہیں ہیں البتہ میں ضرور کبھی کبھی کھا لیتا ہوں مگر ہمیں کھانے کی حاجت نہیں۔ آگ ہی چاہیے، بڑے سادھو نے کہا ٹھیک ہے آپ آگ بھی لے لیں اور پیالے میں کھانا بھی لے لیں جب آپ نے دیکھا سادھو اصرار پر اصرار کیے جا رہے ہیں تو آپ نے اپنا پیالہ ان کے حوالے کر دیا۔ باورچی کو حکم ہوا کہ پیالہ میں بھر کر کھانا لے آؤ۔ باورچی نے پیالے میں کھانا ڈالنا شروع کیا مگر کیا کیجیے گا کہ دیگیں ختم ہوگئیں مگر پیالہ ہے کہ بھرنے کا نام ہی نہیں لے رہا ہے۔ یہاں تک کی ساری دیگیں ختم ہوگئیں مگر پیالہ نہیں بھرا، اب تو تمام مہنت وسادھو حیرت واستعجاب میں ڈوب گئے اور ایک دوسرے کو حیرت بھرے انداز میں دیکھنے لگے، معاملہ کچھ بھی سمجھ میں نہیں آنے والا تھا۔آپ کی کرامات وکمالات ان مشرکوں پر بھی ظاہر ہو چکے تھے اور آپ کی عظمت کا سکہ ان کے دلوں پر بیٹھ چکا تھا۔حضور سیدنا جمال الدین جان من جنتی نے عین اسی مقام پر ایک ایسا وظیفہ کیا کہ کچھ ہی دیر کے بعد آپ کے جسم کے سارے اعضا الگ الگ ہوگئے، یہ کیفیت اور یہ منظر دیکھ کر مہنت لوگ گھبرا گئے لیکن ان میں سے ایک جادوگر نڈر مہنت نے آواز بلند کی دیکھتے کیا ہو، ان کی بوٹی بوٹی کر کے کھا جاؤ، یہ سارے کمالات تمھارے اندر بھی پیدا ہو جائیں گے اور اس کی خوبیاں تمہارے اندر بھی سرایت کر جائیں گی، مہنتوں کا دماغ پھرا اور انھوں نے آپ کے جسم کے بکھرے اعضا اور ٹکڑوں کی بوٹی بوٹی کی اور ان ظالموں نے انھیں کھا لیا ادھر حضور قطب المدار آپ کا انتظار فرما رہے تھے۔چنانچہ جب زیادہ تاخیر ہوئی تو آپ خود چل کر پہاڑی پر پہونچے اور ایک پتھر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ جمال الدین جان من جنتی تم کہاں ہو؟ حضرت خواجہ جمال الدین جان من جنتی نے تمام سادھوؤں کے پیٹوں کے اندر سے جواب دیا کہ حضور میں مہنتوں کے پیٹ میں ہوں۔ ہر مہنت کے پیٹ سے یہ صدا بلند ہوئی، حضور میں یہاں ہوں، حضور سرکار زندہ شاہ مدار نے فرمایا کہ جلدی سے آؤ۔

حضرت جان من جنتی نے جواب دیا کہ حضور کیسے باہر آؤں تمام راستے گندے ہیں حضور زندہ شاہ مدار نے فرمایا کہ تمام سنتوں کے پیٹ سے نکل کر سب سے بڑے مہنت کے پیٹ میں آجاؤ اور پھر اسکا سر پھاڑ کر باہر آجاؤ تمام سنت سرکار مدار پاک کی بات سن کر سکتے میں پڑ گئے ابھی تھوڑا ہی وقفہ گذرا ہوگا کہ تمام سنتوں نے جنھیں رتی رتی کر کے کھا لیا تھا، وہی حضرت سب سے بڑے مہنت کا سر پھاڑ کر باہر آگئے جب ان کفار ومشرکین نے ایسی عظیم کرامت دیکھی تو سب کے سب نادم وشرمندہ ہو کر قدم بوس ہوئے اور کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھ کر حلقہ اسلام میں داخل ہوگئے اور دل وجان سے آپ کے مرید وغلام بن گئے۔ بعد میں ان میں سے بہت سارے لوگ نعمت خلافت واجازت سے سرفراز ہو کر صاحب کشف وکرامت بھی ہوئے، ان لوگوں سے متعلق اور بھی بہت سارے افراد تھے، وہ بھی نعمت اسلام سے مالا مال ہوگئے، یہ حیرت ناک واقعہ گجرات میں جونا گڑھ گرنار نامی پہاڑ پر واقع ہوا، جس پتھر پر کھڑے ہو کر حضور قطب المدار نے سرکار جان من جنتی کو آواز دی تھی، اس پتھر پر آج بھی سرکا زندہ شاہ مدار کے پائے اقدس کے نشان بنے ہوئے ہیں، غور سے دیکھنے پر آدمی کو اس میں اپنا چہرہ بھی نظر آتا ہے، مدار ٹیکری اجمیر شریف اور مدار یہ پہاڑ محل باری نیپال میں بھی ایسا ہی واقعہ مشہور ہے۔

(سیر المدار) حضور سرکار سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کی سیرت پاک کی مشہور کتاب مدار اعظم میں علامہ حکیم فرید احمد نقشبندی نے

تحریر فرمایا ہے کہ حضور سیدی زندہ شاہ مدار آخری سفر حج سے واپسی میں جب خراسان پہنچے تو وہاں کے ایک بزرگ حضرت شیخ نصیر الدین کو آپ کی تشریف آوری کا علم ہوا مگر وہ ملنے نہیں آئے، اتفاقاً جمال الدین جان من جنتی ایک طرف سیر کے لیے نکل پڑے، وہاں آپ کی ملاقات حضرت شیخ نصیر الدین سے ہوگئی، دوران گفتگو حضرت جان من جنتی نے ان بزرگ سے فرمایا کہ آپ نے حضور مدار العالمین سے ملاقات نہیں کی؟ حضرت نصیر الدین نے فرمایا مجھے ان سے ملنے کی کیا ضرورت؟ وہ بھی ولی ہیں اور میں بھی ولی ہوں۔ حضرت جان من جنتی کو یہ جملہ نا گوار گذرا چنانچہ آپ نے اسی وقت ان کی کیفیت کو سلب کر لیا اور وہاں سے چل پڑے۔ جب سرکا قطب المدار کی خدمت میں پہنچے تو سرکار مدار پاک نے فرمایا جان من جنتی نصیر الدین کی باتوں نے تمہیں ملول کر دیا؟ آپ نے بوجہ ادب کوئی جواب نہیں دیا، تھوڑی دیر بعد حضرت نصیر الدین بھی بارگاہ مدار میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے اور پھر خاموشی کے ساتھ ایک گوشے میں بیٹھ گئے۔

حضرت سیدنا زندہ شاہ مدار نے حضرت جمال الدین جان من جنتی کی طرف اشارہ فرمایا اس کے بعد حضرت جمال الدین جان من جنتی نے وہ سلب کی ہوئی نعمت حضرت نصیر الدین کو واپس دے دی۔
حضور مدار پاک قدس سرہ یہاں سے دیگر ممالک میں تبلیغ دین فرماتے ہوئے اجمیر پہونچے، اجمیر پہنچ کر سرکار زندہ شاہ مدار نے حضرت جمال الدین جان من جنتی قدس سرہ اور آپ کے برادر حضرت سید احمد بادیا پہ کو کوکلہ پہاڑی پر چلہ کرنے کا حکم دیا اور خود کالپی کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ کے دینی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہے، ہندوستان میں کیے، مقامات پر آپ کے چلے بنے ہوئے ہیں۔ آپ کے خلفاء کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے، حضرت فخر الدین زندہ دل حضرت سدھن سر مست حضرت قطب محمد المعروف بہ قطب غوری علیہم الرحمہ آپ کے قابل ذکر خلفا میں ہیں، آپ کا وصال پر ملال 14 محرالحرام سن 951 ہجری میں ہوا۔ مزار مبارک ریاست بہار کے ضلع نالندہ کے قصبہ ہلسہ میں مرجع خلائق ہے۔

□□□

منقبت شریف

بارگاہ سیدنا مدار العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حسان الہند بابائے شعر سخن حضرت علامہ ادیب مکن پوری رحمۃ اللہ علیہ

لب پہ جب نام قطب المدرا آگیا
مٹ گئی بے قراری قرار آگیا

جس نے اس در پہ آکر جھکادی جبیں
خود بخود اس پہ رحمت کو پیار آگیا

اٹھ گئی جب نگاہ کرم آپ کی
بن پئے وجد میں بادہ خوار آگیا

اسکو آنسو کے بدلے تبسم ملا
آپ کے در پہ جو اشکبار آگیا

جب حلب کے ددھندلکے سے پھوٹی کرن
سامنے نیّر کر دگار آگیا
ارض ہندوستاں کے مقدر کھلے
یعنی عالم کا قطب المدار آگیا

جب ازل میں نگہبان بٹنے لگے
میرے حصے میں قطب المدار آگیا

آپکے در سے وابستگی کیا ہوئی
اپنی تقدیر پر اعتبار آگیا

دل کے تاروں میں جھنکار پیدا ہوئی
لب پہ جب نعرہ دم مدار آگیا

اسکا سینہ مدینہ بنا اے ادیب
آپ کے جو قریب مزار آگیا

میرے حصہ میں قطب المدار آگیا

قاضی محمد تشریق شیدا مصباحی جعفری المداری دارالنور مکن پور شریف

گلشن نہ لالہ زار کی باتیں کیا کرو
مجھ سے میرے مدار کی باتیں کیا کرو

قارئین حضرات!

ہر عاشق کا ایک معشوق ہوتا ہے، جس کے ارد گرد اس کا عشق تمام طواف کرتا ہے، اب ان چکروں کے درمیان آفتاب و ماہتاب کا حسن و جمال اپنی طرف متوجہ کرے تب بھی مشتاق دیدار جمال یار اس کے دام فریب میں نہیں پھنستا کیونکہ!

جنون عشق کی نظر میں گلشن ہے نہ صحرا ہے
ادھر لیلی ادھر لیلی بس اک لیلی ہی لیلی ہے

بلا تمہید کہنا چاہوں گا کہ اس دنیائے رنگ و بو میں انگنت اولیائے کاملین خزانہائے حق وصداقت کے وارث وامین بن کر تقسیم انعامات الٰہیہ کے لیے اپنی اپنی مسند ارشاد پر متمکن ہوکر ایک عالم کو ابدی سعادتوں سے بہرہ ور فرمارہے ہیں اور زمانہ سحاب ولایت کی ان ٹھنڈی ٹھنڈی بوندوں سے لطف اندوز ہورہا ہے۔ بلا تفریق جنس وفصل پوری کائنات کے لیے فیضان ولایت عام ہے۔ عقائد اہل سنت کے ایوانوں کی مرمیں دیواروں پر یہ عبارت بڑی دیدہ زیب کندہ ہے کہ۔ حب اولیا سے ایمان میں پختگی، روح میں تازگی، عقائد میں عمدگی ہے، یہ مسلم تو ہے مگر ایک مسلمان ہر ولی کا دیوانہ نہیں ہوسکتا۔

کاتب تقدیر نے ہر انسان کی جبہ سائی کے لیے ہر ولی کا سنگ آستاں نہیں لکھا کسی کا ایوان عقیدت غوث اعظم کی عظمتوں کے دیپ سے منور ہے تو کسی کا اجمیر کی جگمگاتی کرن سے تابندہ تر ہے، کوئی خواجۂ نقشبند کی پاک نسبتوں پر نثار ہے، کہیں سہروردی سرکار ہے، کہیں اشرف کا گلزار ہے، تو کوئی شاہ مینا کے مینا سے سرشار ہے، تو کسی کے دل میں نظام الدین کا پیار ہے، کوئی صفویت کا طلبگار ہے، تو کوئی وارث کی وراثت کا ورثہ دار ہے، کوئی صابر کے صبر سے دلدار ہے، کہیں سلطنت سالار ہے لیکن چمن در چمن انجمن در انجمن مدار ہی مدار ہے مدار ہی مدار ہے کیونکہ حق سبحانہ تعالی اجرائے کارخانۂ ہستی وتوابع ہستی قطب مدار عطامی فرمائید وارشاد ورہنمائی گمراہاں بدست قطب مدارمی سپارند

تو اب اقلیم ولایت کے تاجدار اس قسمت پر نازاں ہیں کہ جب ازل میں نگہبان بٹنے لگے میرے حصہ میں قطب المدار آگیا۔

پاکے قطب دوعالم کا در زندگی
بے بہا بن گئی کس قدر زندگی
بس یہیں پر ملی ہم کو تسکین دل
یوں تو لے کر پھری دربدر زندگی
میں اس لیے خوش ہوں کہ
جب ازل میں نگہبان بٹنے لگے
میرے حصہ میں قطب المدار آگیا
اب جو جس کا عاشق ہے وہ اس کے عشق میں محو ہے

تو اب یہ اولیائے زمانہ گرد مدار رمل کرتے ہیں تو اب سب مداری دیوانگان شہنشاہ ولایت، حامل مقام صمدیت، واصل مقام محبوبیت، واقف رموز حقیقت، قطب وحدت، حضرت سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار مدارالعالمین کی بلند و بالا شخصیت کے خطیب اور ان کی علو و مرتبت کے محرر ان کے در کے دیوانے ہوجائیں تو کیا غلط ہوگا جبکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ انسان جس سے محبت کرتا ہے تو اس کا ذکر بھی کثرت سے کرتا ہے۔ جس کا نور بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہر کہ را باشد بر جمال او نظر افتاد بے اختیار سجود کردے یعنی

کوئی سورج سے ملا ہی نہیں سکتا آنکھیں
تاب کس کو ہے جو دیکھے کوئی چہرہ تیرا

اور۔

پردہ میں ہے جمال تو ہے شور اس قدر
بے حجاب ہوتو خدا جانے کیا کرے

اور اگر خواہش مند کہتا کہ۔

پردہ چہرے سے اٹھا انجمن آرا کر
چشم مہرو مہ و انجم کو تماشا کر

اس خواہش کی تکمیل کے لیے میرے آقا قطب المدار اگر ایک نقاب پلٹ دیتے تو عالم یہ ہوتا۔

بس ایک ہی جھلک سے ہوش وحواس کھو بیٹھے
جنھیں تھی ضد کہ تیرا جمال دیکھیں گے

القصہ مختصر

نگاہ شوق جو دیکھے تو کس طرح دیکھے
حسن ذات ہے مجمع صفات لیے ہوئے

میرے آقا قطب المدار اس گوہر آبدار کو کہتے ہیں جس کی داستان حیات قلمبند کرنے کے لیے عارفین حق صف در صف دست بستہ کھڑے ہیں عجیب الاحوال بدیع العجائب کو دیکھنا چاہتے ہیں، سمجھنا چاہتے ہیں، پہچاننا چاہتے ہیں مگر پہچانیں کیسے کبھی قطبیت کبری پر کبھی قطب الارشاد کی مسند ارشاد پر کبھی مقام صمدیت پر حضرت امام یافعی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی قطب کے احوال کو اپنی غیرت کے سبب عوام وخواص دونوں سے پوشیدہ رکھتا ہے، اس قول کو اس حدیث سے استدلال کیا جاسکتا ہے کہ اولیائی تحت قبائی لایعرفھم الاغیری بلاشک و شبہ اسی طرح بلاشبہ حضرت بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ پر جب قطبیت کبری غالب رہتی تو اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم الاغیری کے جامہ میں ملبوس ہوکر عوام وخواص کی نظروں سے مخفی ہوجاتے، اللہ پاک اپنی غیرت کے سبب آپ کو اپنے قرب اقرب میں رکھ کر لوگوں کی نظروں سے چھپا کر رکھتا۔اور جب باذن ربی ہدایت وارشاد کے منصب پر فائز کیے جاتے تو جامہ قطب الارشاد پہن کر مخلوق میں جلوہ گر ہوتے، اس وقت اللہ تعالی جتنا چاہتا آپ کے احوال سے لوگوں کو واقف کراتا جتنا اس نے چاہا اتنا لکھ کر عارفان حق پکار اٹھے۔

تمھاری مدحت لکھنے کے لیے قطب المدار
کاتب اہل قلم کو زمانہ چاہیے

ایسے عظیم المرتبت اور عجائب العجائب پیر کے دامن سے وابستہ ہو کر اولیائے کاملین اس نعمت عظمی پر یوں لب کشا ہوئے۔

جب ازل میں نگہبان بٹنے لگے
میرے حصہ میں قطب المدار آگیا

اللہ تعالی ہمیں آپ سب کو فیضان مدار پاک سے مالامال فرمائے آمین۔

❑❑❑

سیدعبدالرحمٰن عرف حاجی ملنگ رحمۃ اللہ علیہ

ایک ایسا مینارہ نور جس کی ضیابار کرنوں سے پورا جنوبی ہندوستان روشن ھے۔

پروفیسر سید مقتدیٰ حسین جعفری (ایم اے (پی ایچ ڈی)

ابتدائے آفرینش سے آج تک لا تعداد انسان اس کرہ زمین پر آئے اور فنا ہو گئے ۔ ہر نیا دور سابقہ دور سے ترقی یافتہ رہا ہے قدیم دانشوروں اور فلاسفروں نے تحقیق سے جو نتائج حاصل کئے ہیں وہ یہ کہ قدرتی چیزوں میں باہمی کس مکش ہے جو چیز طاقتور ہے وہ کمزور پر غالب آکر اسے فنا کر دیتی ہے۔اسلئے مذہب اسلام نے روح و مادہ کے توازن کو برقرار رکھنے کیلئے ایک مکمل نظام حیات دنیا کے سامنے پیش کیا ہے

اسلام نے جہاں دنیاداری کی مذمت کی ہے وہاں رہبانیت کو بھی منع فرمایا ہے اور وہ صحیح درمیانی راستہ جو خدا اور بندے کے درمیان ہے اسی کی تعلیم ہن کو دی ہے جو ظاہر و باطن کے فرق کو محسوس کراتی ہے اور جسے محسوس کر لینے کے بعد انسان نقد کی جملہ کثافتوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

ظلمت شب جب حد سے تجاوز کرتی ہے تو صبح کا نور طلوع ہوتا ہے کرہ ارض جب تمازت آفتاب سے تپتا ہے تو باران رحمت کا ظہور ہوتا ہے گمراہیاں جب سرکش میں بدل جاتی ہیں تو رحمت باری تعالیٰ کو جوش آتا ہے اور کسی عظیم رہنما کو مامور کیا جاتا ہے کہ وہ بندوں کو سرکشی اور بغاوت کو مٹا کر نیاز مندی اور اطاعت خداوندی کا راستہ دنیا کو بتلائے اور ہر طرف خدا پرستی اور امن وسکون کو عام کر دے۔ 1040ھ میں مغربی ہندوستان کا یہ حصہ جو ساحل سمندر پر واقع ہے جو کوکن (ممبئ) کے نام سے مشہور ہے اس خطہ ارضی کی حالت بد سے بدتر تھی راجہ نل کی حکومت تھی جو ایک بہت بڑا جادو گر تھا اور عوام پر وحشیانہ سلوک کو روا رکھتا تھا

غرض یہی وہ دور تھا جب عبد الرحمٰن بن سید عبدالرحیم یمنی المعروف بابا حاجی ملنگ رحمت اللہ علیہ اپنے پیرومرشد حضرت قاسم منیری المداری رحمت اللہ علیہ سے بیعت وخلافت کی گراں بہا نعمت حاصل کر کے انہیں کی ہدایت کے مطابق سرزمین مک مکن پور شریف سے یہاں تشریف فرما ہوئے۔

ولادت باسعادت:

مادہ تاریخ ولادت ''شیخ کامل'' ہے۔حضرت عبدالرحمٰن عرف بابا حاجی ملنگ کی ولادت 1001ھ میں ہوئی اور اسی سلسلہ میں صاحب کتاب الاعراس مولانا نجیب خاں قادری کا بیان ہے۔''سید عبدالرحمٰن ولد سید عبدالرحیم المعروف ملنگ بابا مرید بہ سلسلہ از سادات یمن است'' متورع وزاہد بود مولدا ودر سال یک ہزار و یک 1001ھ النبوی بود و سال وفات 12 ربیع الاول یک ہزار و پنجاہ و نہ 1059 ہجری النبوی است مرقداں ورنواح کلیان (کوکن المعروف ممبئ) زیارت گاہ است۔

(از کتاب الاعراس مطبوعہ صفحات 20-42-166)

نام ونسب اوروطن:

آپ کا نام سید عبدالرحمٰن ۔لقب، بابا ملنگ، حاجی ملنگ جو آپ کو شیخ طریقت حضرت قاسم منیری المداری سے حاصل ہوئے ۔آپ کا وطن ۔حضرموت یمن ہے آپ کے نسب کا طعلق حضرموت کے سادات قبیلہ جنیز سے ہے ۔آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید عبدالرحیم ہے یہ یمن کے جیّد علماء می . شمار کئے جاتے تھے ۔نہایت صاحب تقویٰ اور درویشانہ روشن کے حامل تھے ۔کپڑوں کی تجارت فرماتے تھے یہی ان کا ذریعہ معاش تھا۔

تعلیم وتربیت:

حضرت حاجی ملنگ کی ابتدائی تعلیم ان کے والد بزرگوار کی سرپرستی میں ہوئی اور اعلیٰ تعلیم یمن کے مشاہیر علماء وفضلا سے حاصل کی جب سب شعور کو پہنچے تو تکمیل علوم باطنی بھی والد بزرگوار ہی نے فرمائی بیان کیا گیا ہے کہ عہد طفولیت ہی سے آپ کو تحصیل علم کا نے حد

شوق تھا۔اخلاق کی اعلیٰ صفات سے متصف تھے ہر ایک سے آڈٹ واخلاق سے ملتے اور حتی المقدوران کی حاجت روائی فرماتے تھے۔

شہرت اور نام وغود سے نفرت:

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت حاجی ملنگ کو شہرت پسند نہ تھی اسی لئے بقدر ضرورت روزی حاصل کرنے کے بعد تنہائی میں بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔والد ماجد اور والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد ان کا دل یمن سے اچاٹ ہو گیا اور آپ نے وطن عزیز کو خیر باد کرنے کی ٹھان لی۔ اہل یمن کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے آپ کو روکنے کی بہت کوشش کی اس وقت یمن میں حضرت شیخ حبیب رحمت اللہ علیہ نہایت صاحب علم وفضل بزرگ شاہی مدرسہ کے مدرس اور رشتہ میں حاجی ملنگ کے ماموں تھے جب انہیں معلوم ہوا کہ عبدالرحمٰن حاجی ملنگ یمن چھوڑنے والے ہیں تو انہیں تلاش کرتے ہوئے ایک غار کے نزدیک پہنچے تو دیکھا کہ آپ یاد الٰہی میں مصروف تھے۔حضرت شیخ حبیب رحمت اللہ علیہ نے آپ کو ہدایت فرماتے ہوئے فرمایا تم وطن چھوڑنے کا جو ارادہ رکھتے ہو اچھا ہے بخوشی جاؤ جہاں جاؤ نیک اور صاحب علم وفضل لوگوں کی صحبت اختیار کرو پھر کچھ مٹی دیتے ہوئے فرمایا اس کو ساتھ رکھو جہاں مستقل سکونت کا ارادہ کرو وہاں کی مٹی کا رنگ ذائقہ اور بو اسی مٹی میں تمہارا فائدہ ہوگا یہ کہہ کر ولی کامل شیخ حبیب رحمت اللہ علیہ وہاں سے تشریف لے گئے۔

سلسلہ عالیہ مداریہ میں استفادہ:

علوم ظاہری سے فراغت حاصل کرنے کے بعد جب تحصیل علوم باطنی کے شوق نے روحانی تشنگی میں اضافہ کیا تو آپ حصول فیوض و برکات کے لئے وطن عزیز کو خیر باد کہہ کر مکہ معظّمہ پہنچے فریضہ حج ادا کیا پھر مدینہ منورہ میں روضہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر حاضری دی گئی روز مراقبہ فرمانے پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت فرمائی حکم نبی ہوا ہندوستان کا سفر کرو اور دربار قطب المدار میں حاضر ہو وہیں تمہاری روحانیت کو جلا کر نصیب ہوگی یہ اشارہ پاتے ہی آپ عدن تشریف لائے اور بری اور بحری صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے وارد ہندوستان ہوئے اور تلاش مرشد کامل میں مکن پور شریف می رونق افروز ہوئے

اس وقت مکن پور شریف میں صاحب نسبت بزرگوں کی ایک بار بڑی جماعت تھی۔جن میں حضرت بدیع الدین احمد قطب المدار مدار العالمین رضی اللہٗ تعالیٰ کے خلیفہ اجل حضرت سید جمال الدین جان من جنتی کے تربیت یافتہ صاحب نسبت بزرگ حضرت قاضی المعروف قاسم منیری المداری کی مجالس کا بڑا شور تھا آپ ان کی مجلس میں شریک ہوئے جسے ہی حضرت قاسم منیری المداری کی نظر کیمیا آپ پر پڑی تو خانقاہ عالیہ میں ٹھہرالیا اور داخل سلسلہ فرما کر اوراد واعمال سلسلہ مداریہ کی تعلیم دی پانچ سال تک آپ منازل سلوک طے کرتے رہے۔

بابا حاجی ملنگ مداری کا خطاب:

صاحب ''تذکرہ فقراء'' حضرت داور علی شاہ المداری سرگروہ فقراء مداریہ فرماتے ہیں۔نماز فجر کے بعد حضرت قاسم منیری المداری رحمت اللہ علیہ مریدین کے اجتماع میں منازل سلوک بیان فرمارہے تھے

اچانک حضرت کی نظر عبدالرحمٰن یمنی پر پڑی معاً آپ نے فرمایا یہ تو بابا ملنگ ہیں۔یہ عنقریب ہی نعمتوں سے سرفراز ہونے والے ہیں اور ایک دن عوام کے محبوب کہلائیں گے۔اسی تاریخ سے انہیں نے بابا ملنگ کے نام سے شہرت پائی اور یہی نام کا جڑ بن گئی، یہاں تک کہ لوگ اصلی نام بھی فراموش کر بیٹھے۔پانچ سال تک مسلسل مکاشفہ ومجاہدہ کر کے منازل سلوک طے فرمانے کے بعد حضرت قاسم منیری المداری رحمت اللہ علیہ نے دیکھا کہ حاجی ملنگ کثرت محبت سے مقام صدق کو پہنچ گئے ہیں تو انہیں آپ نے مرشد کامل حضور سیدنا مدار العالمین رضی اللہٗ تعالیٰ عنہ کے عرس کے دن نعمت باطنی اور خرقہ خلافت سے نوازا صاحب مرأتہ الاسرار نے تحریر فرمایا ہے کہ بعد استفادہ علم شریعت وطریقت بابا ملنگ شاہ از دست حق پرست قاسم منیری نعمت یافتہ وخرقہ خلافت پوشیدہ بود۔

کوکن میں حاجی ملنگ کی تشریف آوری:

اپنے مرشد کامل حضرت قاسم منیری المداری رحمت اللہ علیہ سے اجازت ملنے کے بعد آپ اپنے دو پیر بھائیوں حضرت بختاور شاہ المداری وحضرت سلطان شاہ المداری کو اور دیگر مریدین کو ہمراہ دکن پہنچے متعدد مقام پر قیام فرماتے ہوئے جہاں سے بھی گزرے اپنے فیوض باطنی سے خلق خدا کو فیضیاب فرماتے رہے۔یہاں تک ہزاروں مشرکین و بے دین لوگوں کے سر حقانیت اسلام کے آگے جھکتے چلے گئے بے گناہوں شمار لوگ نہ صرف مسلمان ہوئے بلکہ آپ کی نگاہ سے کرم سے

روحانیت کے اعلیٰ مقام پر پہنچے اس طرح سلسلہ عالیہ مداریہ کے فیوض وبرکات کو عام فرماتے اور ترویج واشاعت سلسلہ مداریہ فرماتے رہے۔

کوکن کے اس دامن کوہ میں پہونچے جہاں اب آپ کا مزار مقدس ہے۔دامن کوہ میں اب تک جو وادی ہے وہ برہمن وادی کے نام سے مشہور ہے۔حضرت موصوف پہلے یہیں قیام پذیر ہوئے۔

کوکن میں حاجی بابا ملنگ کا مستقل قیام:

حضرت بابا حاجی ملنگ مداریؒ اپنے زمانے کے نہایت عابد وزاہد شب بیداری اور عبادت گزار بزرگ تھے۔ ہمیشہ استغراق ومشاہدے میں رہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے تھے۔

حضرت دلاور شاہ'' متوفی 1235ھ'' جو ایک صاحب بصیرت بزرگ تھے فرماتے ہیں کہ جس کو دینی ودنیاوی مراد حاصل کرنی ہو وہ ولی کامل شیخ حضرت بابا حاجی ملنگ مداری رحمت اللہ علیہ جن کا آستانہ ممبئی میں ہے ان کے پاس حاضر ہو اور ان سے استمداد دعا کی خواہش کرے وہ اپنے مقصد میں یقیناً کامیاب ہوگا پہاڑ کے نچلے حصہ میں جو لوگ رہتے تھے شریرالنفس اور کٹر قسم کے لٹیرے اور جادوگر تھے یہ حضرت کو دیکھتے ہی ان کے مخالف ہو گئے یہاں تک کہ سحر سامری سے ان کو مرغوب کرنے کی کوشش کیں مگر آپ پر کسی قسم کا کوئی اثر نہ ہوا اور آپ ان کے سامنے دعوت اسلام پیش کرتے رہے۔اسی پہاڑ کے نزدیک جو دریا کا کنارہ ہے ہے آپ وہیں پر جلوہ افروز تھے ذکر الٰہی فرمارہے تھے ۔اچانک ایک نعش دریا میں تیرتی ہوئی آپ کے سامنے سے گزری جسے آپ نے پکڑ لیا اور زمین پر رکھ کر اپنا دست مبارک نعش پر قم باذن اللہ کہتے ہوئے رکھا نعش میں حرکت ہوئی اور مردے نے آنکھیں کھول دیں اللہ تعالیٰ نے ان کی ہر خواہش کو شرف قبولیت بخشا تھا آپ سے ایسے امور ظاہر ہوئے جن کا عام حالات واسباب کی راہ سے واقع ہونا عقل ودانش کے نزدیک کچھ ناممکن سا نظر آتا ہے۔مگر اللہ ربّ العزت اپنے محبوب بندوں کی ہر مرضی اور خواہشات پوری فرماتا ہے۔

سلاطین بیجاپور کی عقیدتمندی:

پہاڑ کے بالائی حصہ پر پہنچ کر آپ نے پہلا کام یہ کیا کہ آپ کے ماموں حضرت شیخ حبیب رحمت اللہ علیہ نے جو آپ کو مٹی عطا فرمائی تھی اس کا مقابلہ پہاڑ کی مٹی سے کیا اور دونوں میں یکسانیت پا کر آپ نے وہیں رہنے کا رادہ کیا جسے آ کے ہمراہیوں نے بھی پسند فرمایا سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی ''متوفی 1047ھ'' کے عہد میں حضرت عبدالرحمٰن یمنی عرف بابا حاجی ملنگ مداری رحمت اللہ علیہ جب مکن پور شریف سے کوکن کے اس مقام پر جلوہ افروز ہوئے جہاں اب آپ کا مزار پرانوار ہے یہاں کے لوگوں نے بے رحمانہ سلوک حضرت اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ کیا اس کی خبر جب بادشاہ کو ہوئی تو بادشاہ نے باباحاجی ملنگ کی حمایت کا کے لئے فوج روانہ کی اور اس فوج نے شریرالنفس لٹیروں کی سرکوبی کی ۔جناب سید سلیمان عاصف صاحب فرماتے ہیں۔

المدد ثم المدد یا حضرت بابا ملنگ
ہو رہے ہیں آج اپنے دشمن ناموس ڈنگ

معتبر رویات میں ہے کہ اس وقت پہاڑ کی مجالس میں رویات یہ تھیں کہ پانچو وقت اذان کہی جاتی تھی۔شب جمعہ کو میلا دخوانی کا اہتمام ہوتا تھا۔ان تمام کیفیات کا مشاہدہ کرتے ہی پہاڑ کے رہنے والے اس شمع مداریت کے گرد پروانہ وار جمع ہونے لگے۔جو کوئی حاضر ہوتا سلام قبول کرلیتا۔

وفات شریف:

مادہ تاریخ وفات اصعف العباد ہے 1059ھ حاجی بابا ملنگ رحمت اللہ علیہ ایک روایت مطابق جمعرات کے دن اپنے مریدین ومتعلقین کو جمع فرما کر نصیحتیں فرمائیں۔آپ نے فرمایا تم سب لوگ تبلیغ واشاعت اسلام میں کوشاں رہنا اور خالق کائنات اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت وپیروی میں سرگرم عمل رہنا اور ہر ایک سے بلا امتیاز مذہب وملت ملتے رہنا کسی کو حقیر سمجھ کر اس سے نفرت نہ کرنا بیکس اور معذوروں کی خدمت بجالانا الغرض صبح صادق ہوتے ہی آپ نے نماز فجر ادا فرمائی اور نماز جمعہ سے قبل آپ کی روح قفص عنصری سے پرواز کر گئی بابا مچھندر ناتھ یا حاجی بابا ملنگ کچھ عرصہ پہلے ایک شر پسند تنظیم نے ایک منظّم سازش کے تحت حضرت حاجی ملنگ مداری رحمت اللہ علیہ کو بابا مچھندر ناتھ کے نام سے موسوم کر کے اپنا بے دلیل دعویٰ پیش کر دیا ویسے اس تنظیم کو مہاراشٹر عدالت کی جانب سے بھی منہ کی کھانی پڑی تھی مگر اس سے سلسلہ میں جو تحقیق معلومات تاریخ کے

صفحات سے نکل کر عوام وخواص کے ذہن وقلب پر اپنے نقوش بنا گئے ان کو رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔ حاجی اس شخص کو کہتے جو فریضہ حج ادا کر لیتا ہے اور ملنگ ایک فارسی لفظ ہے جس کا معنی ہیں ''درویش''، گوشہ نشین۔

ملنگ:

ہندوستان میں جتنے بھی سلاسل ہیں ان میں ملنگ نہیں ہوتے ہیں، ملنگ حضرات صرف سلسلہ عالیہ طیفوریہ مداریہ میں ہی ہوتے ہیں، یہ وہ حضرات ہیں جو بحکم مرشد مجردانہ زندگی گزار کر عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے ہیں، اور اپنی سیرت مطہرہ سے تبلیغ اسلام کے گراں بہا خدمات انجام دیتے ہیں اور مخلوق خدا کو اپنے فیوض باطنی سے مالا مال کرتے ہیں، ملنگ حضرات اصحاب صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ہیں، جس طرح اکثر اصحاب صفہ نے شادی نہیں فرمائی، اور ہر دم محو دیدار رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم رہ کر حیات مبارکہ کے لمحات گزارتے اور اس کو اس عبادت سمجھتے رہے۔ اسی طرح ملنگ حضرات بھی نہنگ و مجرد رہ کر علائق دنیا سے خود کو ملوث نہیں کرتے یہ حضرات ہر وقت مشاہدہ جمال ذات کرتے رہتے ہیں ۔محو در محو ہو کر مقصود حقیقی تک رسائی کرنے کے لئے متمنی رہتے ہیں ان حضرات کے پاس وقت ہی کہاں ہوتا ہے کہ دنیا کے جھمیلوں میں پھنسے رہیں۔ اسی لئے دیکھا گیا ہے کہ اکثر یہ حضرات آبادی سے بہت دور پہاڑوں کی بلندیوں پر یا کسی ویرانے میں گوشہ نشین ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے ہیں۔ اسی لئے حضرت سید عبدالرحمٰن یمنی عرف حاجی بابا ملنگ مداری رحمت اللہ علیہ نے بھی اپنے مرشد کامل حضرت قاسم منیری مداری رحمت اللہ علیہ کی اجازت سے کلیان کو اپنا تبلیغی مرکز قرار دیا۔

مہاراشٹر حکومت کی رپورٹ:

تعلقہ کلیان ضلع تھانہ کے سروے کے مطابق عادل شاہی حکومت کی جانب سے پہاڑ اور اس کے اطراف کا جملہ علاقہ حضرت بابا حاجی ملنگ رحمت اللہ علیہ کو نذر کیا گیا تھا۔ اسی طرح انگریزوں کے دور حکومت میں بھی حضرت بابا ملنگ کا مزار جس حصہ پر ہے وہ علاقہ حضرت کی درگاہ کے نام تھا۔ موجودہ مہاراشٹر حکومت نے بھی اس رقبہ کو درگاہ حضرت بابا ملنگ رحمت اللہ علیہ کے نام بحال رکھا ہے۔

منقبت شریف

بارگاہ قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حسان الہند علامہ ادیب رحمتہ اللہ علیہ مکنپوری

جب نشان مدار جہاں مل گیا
اس زمیں کے گلے آسماں مل گیا

وہ بھٹک جائے منزل سے ممکن نہیں
جس کو تیرے قدم کا نشاں مل گیا

ہو چلا تھا فنا ذوق سجدہ مرا
وہ تو کہئے تیرا آستاں مل گیا

دیکھتے کیا مَلک میری فرد عمل
نام تیرا سر داستاں مل گیا

تیرے روضے سے ٹکرا گئی جب نظر
دل کو اک جذبہ جاوداں مل گیا

کامراں ہیں وہ گم کردہ منزل جنہیں
آپ سا رہبر کارواں مل گیا
مطمئن ہو گیا میرا ذوق طلب
جب سے دربار قطب جہاں مل گیا

پایا سر حقیقت نے تجھ سا امیں
راز وحدت کو اک رازداں مل گیا

عرض کر اپنی روداد دل اے ادیب
اب تجھے اختیار بیاں مل گیا

□□□

سلون شریف زیرداماں مکن پور شریف

سید رائت الاسلام جعفری المداری مکن پور شریف

خانقاہ سلون شریف زادہ اللہ شرفاوکرما جس کی ضیا بار کرنیں بکھریں تو کتنے بے نور ذروں میں تابانی پیدا ہوگئی، اس خانوادہ کی نگاہیں اٹھیں تو گرتے ہوئے وقار بلند گئے دکھتی ہوئی نبضوں پر ہاتھ رکھا تو مرجھائے ہوئے چہروں پر رمق پیدا ہوگئی، چھودیا شفا مل گئی، مسکرادیے جان سی پڑگئی، دعادے دی مقدر کی گرہیں کھل گئیں، یہ افق تابی، یہ عبقریت، یہ مقام، یہ مرتبہ، یہ بلندی، یہ اقبال، انھیں نصیب کیسے ہوا؟ کس نے ان کی ارجمندی کا فیصلہ کردیا، کس نے نوازہ اورکون مسیحا بن گیا؟ کس کی کرنوں سے سرزمین سلون چمک اٹھا تو اس کا جواب نہ مداریوں نے دیا نہ سادات مکنپور شریف نے دیا بلکہ خوداسی خانوادہ کے چشم و چراغ غوث زماں حضرت شاہ محمد نعیم عطا صاحب قدس سرہ نے اپنی نسبتوں کا اظہار فرمایا جو شیخ العلماء حضرت مولانا الشاہ سید امیر حسن صاحب قبلہ مداری علیہ الرحمہ کو کتاب تذکرۃ المتقین میں شامل کرنے کے لیے خود لکھ کر دیا ایک غوث زماں حضرت نعیم عطا شاہ علیہ الرحمہ ہی کیا بلکہ

قلم میں جن کے دیانت کی روشنائی تھی
لکھا انھیں نے قصیدہ مدار والوں کا

شجرہ مداریہ سلون شریف:

بسم اللہ الرحمن الرحیم الٰہی بحرمت راز و نیاز احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الٰہی بحرمت راز و نیاز امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ، الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شاہ عبد اللہ مکی قدس سرہ، الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سید بدیع الدین سید شاہ مدار بن سید علی حلبی قدس سرہ، الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت قاضی محمود قدس سرہ، الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ میٹھے مدار قدس سرہ، الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ طٰہٰ مداری قدس سرہ، الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ لاڈ مداری قدس سرہ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ سلطان محمد قدس سرہ، الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ سلطان محمد قدس سرہ، الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت حاجی الحرمین الشریفین شاہ عبد الکریم مانکپوری قدس سرہ، الٰہی بحرمت حضرت شاہ پیر محمد پناہ عطا قدس سرہ، الٰہی بحرمت حضرت شاہ پیر محمد مہدی عطا قدس سرہ، الٰہی بعجز وغریبی محمد نعیم عطا کریمی اشرفی انھی گناہم بہ بخش وجمیع حاجات ومہمات دینی ودنیوی من برآر بجاہ النبی وآلہ الابرار ایں شجرہ متبرکہ طیفوریہ کہ بہ فقیر رسیدہ است حسب الارشاد شاہ محمد امیر حسن صاحب مداری بغرض مشمول کتاب تذکرۃ المتقین تحریر کردہ شدم (محمد نعیم عطا عفی عنہ 12 ربیع الثانی ہجری 1325 تذکرۃ المتقین صفحہ 152)

برساجو تیرے فیض کا بادل مدارالعالمین
ہرسلسلہ کی بھرگء چھاگل مدارالعالمین

قارئین ذوی الاحترام آپ حضرات نے سلون شریف کا شجرہ مداریہ ملاحظہ فرمالیا تو برملا کہئے اندھا ہووہ بھی دیکھ لے اہل نظر کا ذکر کیا روشن ہے مثل آفتاب سلسلہ مداریہ۔

مدار پاک کی ہندوستان آمد اور انکی خدمات

محمد ساحل پرویز اشرفی جامعی

تاریخ شاہد عدل ہے کہ ہر دور اور ہر زمانے میں بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت اور انسانی معاشرہ کی اصلاح وفلاح کے لیے کوئی نہ کوئی رہبر ورہنما بحکم الٰہی اس خاکدان گیتی پر جلوہ افروز ہوتا رہا ہے اور شمع رشد وہدایت بن کر انسانیت کے تاریک ماحول کو منور ومجلی کرتا رہا خواہ انبیا و مرسلین کا مقدس طبقہ ہو یا خلفائے راشدین اور صحابہ وتابعین کا نورانی قافلہ، محدثین ومفسرین اور فقہا ومجتہدین کی مبارک جماعت ہو یا مشائخ عالمین اور اور اولیائے کاملین کا قابل احترام گروہ علما و فضلا ہوں یا صوفیائے ذوی الاحترام کا روحانی سلسلہ جس دور میں جیسی گمراہی اور جس طرح کی بے راہ روی رہی پروردگار عالم جل شانہ نے اس کے سدباب کے لیے حالات اور ماحول کے تقاضوں کے مطابق اس دنیا میں ویسی ہی شخصیتوں کو بھیجا تاکہ وہ اپنی خداداد صلاحیت، دانائی وحکمت، فہم وفراست، بصیرت وبصارت اور کشف وکرامت سے حالات کا رخ موڑ دیں اور ماحول کو جرائم سے پاک کر کے امن وامان کا خوشگوار گہوارہ بنا دیں۔

یہ امر اہل بصیرت اور ارباب فکر ودانش کی نظروں سے اوجھل نہیں کہ جب ہندوستان میں کفار ومشرکین اپنی پوری توانائیوں کے ساتھ ہر چہار جانب سے مسلمانوں پر حاوی ہو چکے تھے، محمد بن قاسم کی حکومت زوال پذیر ہو چکی تھی اور جادو وسحر وغیرہ ان جیسی باطل قوتوں سے مسلمانوں کے نام ونشان نیست ونابود کیے جا رہے تھے تو ایسے نازک اور بھیانک دور میں قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، امام الواصلین، حضور سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رحمۃ اللہ تعالی علیہ قاطع کفر وضلالت، مزیل تاریک وظلمت، شمع رشد وہدایت ابر رحمت وشفقت، رہبر آدمیت وانسانیت، مخزن علم وحکمت اور صاحب کشف وکرامت بن کر ہندوستان تشریف لائے۔ جوں ہی آپ کی آمد سعید ہندوستان ہوئی تو آپ کے قدوم میمنت لزوم کی قدم رنجائی کی برکت سے سرزمین ہند معطر ہوگئی، اسلام کو نئی زندگی مل گئی، اسلام کا خزاں رسیدہ باغ سرسبز شاداب ہوگیا، چمن اسلام لہلہا اٹھا، باطل طاقتیں سرنگوں ہوگئیں آپ نے اپنے کردار وعمل سے باطل پرستوں کو ایسا دنداں شکن اور مسکت جواب دیا کہ آج تک باطل قوتیں اس کا جواب دینے دے قاصر ہے اور دشمن اسلام پر تیر ونشتر برسا کر انھیں ایسا چور چور کر دیا کہ الی ھذا الیوم ان کے ماتھے پر نشانی نظر آ رہی ہے اور ان شاء اللہ العزیز تا صبح قیامت کفر وضلالت کی پیشانی پر یہ مداری زخم برقرار رہے گا۔

حضور سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار علیہ الرحمہ کی ہندوستان آمد کب اور کیسے ہوئی تو اس بارے قیصر مداریت حضرت علامہ قیصر رضا علوی المداری رقم طراز ہیں کہ

''قطب الاقطاب سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے تذکرہ نگاروں کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ آپ 282 ہجری میں بحکم رسول مقبول علیہ السلام ہندوستان تشریف لائے''۔

مزید آپ لکھتے ہیں کہ:

آپ کے سفر ہند کا تذکرہ صاحب تذکرۃ المتقین نے اس طور پر فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے

حضرت قطب المدار را حکم فرمودند کہ بہ ہندوستان رفتہ در امر حق سعی بکار بری چناچہ از آنحضرت ﷺ اجازت حاصل کردہ عازم ہند گشتند ہدایت ارشاد خلق اللہ را فرمودہ ومخلوق را راہنمائی نمودہ بر جہاز سوار شدند روزے حضرت فضائل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشادی فرمودند کہ راکبان جہاز از راہ عناد و اعتساف سخنہائے مخالفانہ سر کردند حضرت از او شاں ناخوش شدند و بہ مشیت ایزدی آں جہاز در تباہی آمد وآں ہمہ در بحر فنا غرق شدند مگر حضرت حضرت مع یازدہ کس

ازاں گروہ پر خاش جو برتختئہ وبسی بر نیامد کہ آں باقی ماندگان ہم راہ فناء گرفتند حضرت قطب المدار ناخدائے حقیقی بافضال خویش بر ساحل نجات رسانید عمارتے عالیشان از دور پدید آمد وقتیکہ حضرت متصل وے رسیدند مردے بزرگ صورت فرشتہ سیرت رابر درش ایستادہ یافتند آں پیرمرد سبقت سلام کردہ دراں مکان رفیع الشان آنجناب راہمراہی خود بردہ حضرت بآں مقام بزرگی راازنہایت جاہ وحشم ضرور براہزنی آیت جاوحشم برتخت مرصع ومکلل زیب وسادہ یافتند ومودب قریش رفتند آں بزرگ ازکمال شفقت وعاطفت نزدخود نشانید وطعامے پیش کرد آں طعام ملکوتی بودنہ لقمہ از دست خود نوش کنانید حنید لقمہ کہ ازحلق فرومی رفت احوال یک طبق ازطبقات ارضی وسماوی بروی مکشوف می گشت الغرض ازعرش تا ثری برحضرت مبرہن گردید پس ازاں لباس بہشتی پوشانید وفرمودند انشاءاللہ تعالی ترا گاہے خواہش اکل وشرب نخواہد شد وخرقہ کہ دادا ام کہنہ نخواہد گردید آں بزرگ سرحلقہ ملائکہ عنصری بودنا مش شخیشا است وبروایت چناں ہم آمدہ کی افتخار خرقہ وطعام از دست حق پرست حضرت رسول اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم مرحمت شد ہمی قول اصح یافتہ شود مندوبہ باتفاق جمہور (تذکرۃ المتقین فارسی صفحہ 44-45)

حضرت قطب المدار کو ہندوستان جاکر تبلیغ دین کا حکم فرمایا چنانچہ حضرت مدار پاک آنحضرت علیہ السلام سے اجازت حاصل کر کے عازم ہندوستان ہوئے تا کہ خلق اللہ کے درمیان ہدایت وارشاد کا کام جاری کریں- آپ جہاز پر سوار ہوئے ایک دن اثنائے سفر آپ نے حضرت علیہ السلام کے فضائل ومناقب بیان فرمائے جس کی وجہ سے جہاز پر سوار لوگ ازراہ عناد وتعصب صدائے مخالفت بلند کرنے لگے، اس بات سے آپ خاطر ملول ہوگئے چنانچہ بہ مشیت الٰہی وہ جہاز تباہی میں پھنس کر فنا کے گھاٹ اتر گیا لیکن حضرت مدار پاک گیارہ آدمیوں کے ساتھ ایک تختہ کے سہارے پانی کے بہاؤ کے مطابق چلتے رہے یہاں تک کہ وہ گیارہ لوگ بھی فوت ہوگئے لیکن ناخدائے حقیقی یعنی اللہ عزوجل کے خاص فضل وکرم سے آپ ساحل نجات کو پہنچے۔ آپ نے دور ہی سے ایک عالیشان عمارت دیکھی جب اس کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک بزرگ صورت فرشتہ سیرت شخص اس محل کے دروازے پر کھڑا ہے، اس بزرگ شخص نے آگے بڑھ کر آپ کو سلام پیش کیا اورآپ کو اپنے ہمراہ اس محل میں لے گیا، اس محل میں ایک بزرگ صاحب جاہ وحشم ایک تخت مرصع پر پوری سادگی کے ساتھ تشریف فرما تھے- آپ مودبانہ طور پر ان کے قریب پہنچے، ان بزرگوار نے کمال شفقت وعاطفت کے ساتھ آپ کو اپنے قریب بیٹھالیا اور تا میں ملک کو درپیش فرماتے ہوئے نولقمہ خود اپنے ہاتھ سے خود قطب المدار کو کھلایا۔ چنانچہ لقمہ ملکوتی کا حلق کے نیچے اترنا تھا کہ طبقات ارضی وسماوی سے ایک ایک طبق آپ پر روشن ہوگیا یہاں تک کہ عرش سے لے کر تحت الثری تک کے تمام طبقات آپ پر روشن ہوگئے، پھر ان بزرگ نے آپ کو لباس بہشتی پہنایا اور فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالی اب تمھیں کھانے پینے کی حاجت نہ ہوگی اور جو خرقہ تمھیں دیا ہے یہ کبھی میلا پرانا نہ ہوگا وہ بزرگ سرحلقہ ملائکہ عنصری تھے۔ ان کا نام شخیشا ہے جبکہ ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ جنھوں نے اپنے دست حق پرست سے آپ کو خرقہ اور طعام عطا فرمایا تھا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم تھے- اور یہی والا قول اصح ہے اسی پر جمہور کا اتفاق ہے۔

تذکرۃ المتقین کی مذکورہ تحریر سے یہ بات روشن ہوگئی کہ حضور سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار علیہ الرحمہ کی ذات اقدس وہ اعزازی ذات ہے جو تبلیغ وارشاد کے لیے ہندوستان اپنی مرضی سے نہیں بلکہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایماء مبارکہ سے تشریف لائے اور آقائے دوعالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے جب اپنے اس منتخب مبلغ اور داعی کو ہندوستان کے سفر کے لیے روانہ فرمایا تو دوران سفر ہی ایسے ایسے عطیات وتبرکات سے نوازا جو بہت کم اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کو عنایت ہوئے کہ کبھی حضور ﷺ اپنے دست اقدس سے آپ کو جنتی کھانا کھلا رہے ہیں تو کبھی بہشتی لباس سے آپکو مزین فرما رہے ہیں- رع

ایں سعادت بزور بازو نیست

یہی وجہ ہے کہ آپ رحمہ اللہ تعالی علیہ نے پھر اس کے بعد کبھی اس دنیا فانی کی کوئی چیز تناول فرمایا اور نہ کوئی چیز نوش فرمائی اور حیات ظاہری ایک ہی لباس پر اکتفا فرمایا-

یادرہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہندوستان آنے کے بعد کسی ایک جگہ جامد وساکت ہوکر تبلیغ واشاعت دین کے عظیم فریضہ کو انجام نہیں دیا بلکہ قرآن مقدس کا فرمان سیروا فی الارض کے مطابق زندگی کا

ایک خاص حصہ دینی مذہبی سیر وسیاحت میں گزارا، درویش اور صوفیوں کی طرح آپ نے بھی مسافرت کی صعوبتیں اور تکالیف برداشت کی، فروغ دین و مذہب کے لیے ہندوستان وغیرہ کئی ممالک کا سفر فرمایا ہم یہاں طوالت مضمون کے خوف کو مدنظر رکھتے ہوئے فقط چند ہندی شہروں میں آپ کی آمد مسعود سے جو دینی خدمات وقوع پذیر ہوئے ہیں انھیں اختصار کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

کاٹھیاواڑ میں آمد:

آپ ہندوستان سمندر کے راستے سے سب سے پہلے کاٹھیاواڑ پہنچ کر اپنے اس زمانے کے ایک مشہور کمانچہ میں کچھ دن قیام کیا وہاں رہ کر آپ نے ایک شغل بھی کیا جس کو شغل حیات ابدی بھی کہتے ہیں۔

جونپور میں آمد-:

حضرت سید بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ جب جونپور میں رونق افروز ہوئے تو خاص وعام لوگوں نے آپ کا شاندار استقبال کیا سلطان ابراہیم شرقی اشرف خان اور رسید صدر جہاں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی آپ کے مریدوں نے ایک حجرہ بنایا جس میں آپ عبادت کرتے تھے جون پور میں آپ جب تک رہے جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ ونصیحت فرماتے تھے آس پاس کے لوگ بھی اس مجلس میں کثیر تعداد میں شریک ہوا کرتے تھے۔

کنتور میں آمد:

جب آپ کی جلوہ گری کنتور میں ہوئی تو وہاں کے لوگ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر کچھ عرصے تک خوب خوب فیضیاب ہوئے اور کافی افراد آپ کے حلقہ ارادت میں بھی داخل ہوئے، اسی درمیان جب قاضی محمود نے آپ کو ایک مسجد میں مشغول عبادت دیکھا تو اس پر عجب سی کیفیت طاری ہوگئی اور پھر کیا تھا کہ آپ کے قدموں گر کر داخل سلسلہ ہوئے اور خلافت مداریہ سے سرفراز ہوئے۔

گھاٹم پور میں آمد:

کنتور سے آپ گھاٹم پور پہونچے اور وہیں عرفان کی خوب دولت لٹائی اور وہاں کے راجہ کو آپ کی دعا سے اولا دنصیب ہوئی۔

سورت میں آمد:

گھاٹم پور سے آپ سورت میں جلوہ فگن ہوکر کچھ روز قیام فرمایا اور یہاں کے باشندے آپ سے کافی مستفیض ہوئے بعدہ آپ وہاں سے قنوج چلے گئے۔

قنوج میں آمد:

سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رحم؟ اللہ علیہ مختلف مقامات کو فیضیاب کرتے ہوئے قنوج تشریف فرما ہوئے جہاں لوگ جماعت در جماعت اور جوق در جوق آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوتے گئے اور بہت سے قلوب واذہان کے دریچے خانے کو ایمان کی ضیاوں سے روشن وتابناک کر دیا۔قنوج کے قریب ایک موضع رادھانگر میں حضرت مخدوم شیخ اخی جمشید قدوائی رحمہ اللہ علیہ کو جب آپ کی آمد کی بشارت ملی تو وہ نہایت ہی عقیدت ومحبت کے ساتھ آپ کی خدمت پرفیض میں حاضر ہوئے اور قدم بوسی فرمائی بعدہ دونوں بزرگوں کے درمیان کافی دیر تک راز و نیاز اور اسرار ورموز کی باتیں ہوتی رہی پھر قدوائی صاحب رحمہ اللہ تعالی علیہ واپس رادھانگر کو تشریف لے گئے۔

مکن پور شریف آمد:

پھر آپ قنوج سے اپنی آخری آرام گاہ مکن پور شریف تشریف لے آئے اور وہیں زندگی کے آخری لمحہ تک یاد الہی، اطاعت وبندگی اور رشد وہداہت میں مصروف رہ کر سلسلہ مداریہ کی تبلیغ واشاعت فرمانے لگے جس کے سبب مکن پور شریف سلسلہ مداریہ سے وابستگان کے لیے عقیدت کا مرکز بن گیا، حضرت کے مکن پور شریف پہونچتے ہی وہ تالاب بھی خشک ہوگیا جس کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے آپ کو بشارت دی تھی اور اس تالاب کی لہروں سے یا عزیز کی آواز بھی آنا بند ہوگئی، حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بشارت کے مطابق سب واقعات ہوئے۔حضرت کے مریدین وخلفاء نے آپ کے رہنے کیلئے ایک عمارت بنائی جس میں آپ نے اپنی زندگی کے آخری انتالیس سال گزارے، مکن پور میں آپ نے لوگوں کو بیعت سے نوازا۔ایک دن شاہ محمد یاسین خان نامی ایک مرید سے آپ نے وضو کا پانی منگوایا ان کو پانی نہ ملا تلاش بسیار کے باوجود جب اسے پانی حاصل نہ ہوسکا تو دعا مانگی جس سے پانی کا چشمہ جاری ہوا، خوشی میں جب چشمہ کا پانی لے کر حضرت کے پاس لایا تو حضرت نے اس چشمہ کے بارے میں پیش گوئی فرمائی کہ ان شاءاللہ اس چشمہ کا فیض زمین وآسمان کے قیام تک جاری رہیگا۔

مختصر اسماء بزرگان سلسلہ مداریہ

سید عرفات علی وقاری المداری مکن پور شریف

کوئی ولی ہوا کوئی حق آشنا ہوا
ذات مدار آئی تو سب کا بھلا ہوا

قطب وحدت حضور سیدنا بدیع الدین شیخ احمد قطب المدار مدار العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریباً پوری دنیا کے ممالک کا دورہ فرمایا اور اسلام کی خوب خوب تبلیغ واشاعت فرمائی۔ آپ کی عمر طویل ہونے کی وجہ سے لاکھوں افراد آپ کے دست حق پرست پر توبہ کر کے اسلام کی نعمت سے مالا مال ہوئے۔ جن میں اکثر کو شرف اجازت وخلافت بھی حاصل ہوا۔ آپ کے مریدین اور خلفاء کی تعداد لاکھوں رہی۔ جب سلسلہ مداریہ کی خانقاہوں چلوں تکیوں گدیوں کی تعداد تین لاکھ سے زائد ہے، صرف ہندوستان میں آپ کے مشہور چلوں کی تعداد 1442 ہے۔ (طبقات شاہ جانی، بنیان سلاسل)

سلسلہ عالیہ مداریہ کے کچھ حضرات خلفائے کرام رضوان اللہ علیہم کے اسمائے گرامی وخلفائکرام کے چند خلفائے کے اسمائے گرامی ہدیہ ناظرین کر رہا ہوں۔

قطب اقطاب حضور سیدنا خواجہ سید ابو محمد ارغون المداریؒ
حضور خواجہ سیدنا سید ابوتراب فنصور المداری، رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضور سیدنا خواجہ سید ابوالحسن طیفور المداری، رضی اللہ تعالیٰ عنہ
یہ تینوں حقیقی بھائی ہیں، حضور سیدنا مدار العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانشین وبرادر زادگان ہیں، آپ تینوں شہزادوں کو حضور مدار العالمین نے کنفس واحدہ کا خطاب عطا فرمایا۔

ان حضرات سے گروہ خادمان مداریہ جاری ہوا۔

خادمان ارغونی، خادمان فنصوری، خادمان طیفوری، مزارات مبارکہ دار النور مکن پور شریف میں مرجع خلائق ہیں۔

سرگروہ دیوانگان سلسلہ مداریہ۔

حضرت سیدنا سید محمد جمال الدین جان من جنتی المداری، آپ ہی ملنگان پاکباز کے مصدر ہیں، رحمۃ اللہ علیہ۔
مزار پر انوار جتی نگر ہلسہ بہار، آپ سے سلسلہ مداریہ دیوانگان سے جاری ہوا۔

حضرت خواجہ قاضی محمود الدین کنتوری المداری، رحمۃ اللہ علیہ، کنتور شریف، آپ سے گروہ طالبان مداریہ جاری ہوا

حضرت قاضی مطہر قلہ شیر ماورائالنہری المداری رحمۃ اللہ علیہ، ماور شریف، آپ سے گروہ عاشقان مداریہ جاری ہوا۔

حضرت خواجہ احمد بن مسروق المداری، رحمۃ اللہ علیہ، بغداد شریف۔
حضرت سید احمد بادیہ پا المداری، رحمۃ اللہ علیہ، کوکھوا بن مئو
شیخ العالم حضرت سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی المداری، کچھوچھہ شریف
آپ کو سرکار مدار العالمین نے خرقہ محبت عطا فرمایا
حضور سیدنا سالار مسعود غازی المداریؒ، بہرائچ شریف
حضرت سکندر دیوانہ المداری، رحمۃ اللہ علیہ، بہرائچ شریف
حضرت سید اسلم غازی المداری، رحمۃ اللہ علیہ، بہرائچ شریف
حضرت سید اجمل بہرائچی المداری، رحمۃ اللہ علیہ، بہرائچ شریف
حضرت سید ابوالحسن عرف میٹھے مدار المداریؒ، کنتور شریف
حضرت سیدنا شمس الدین حسن عرب المداریؒ گوجیپور
حضرت سیدنا میر رکن الدین حسن عرب المداریؒ گوجے پور
حضرت زاہد بختانی المداری، رحمۃ اللہ علیہ، روم
حضرت شیخ محمد یوسف اوتاد المداری رحمۃ اللہ علیہ، بخارا آذ
حضرت شیخ محمد طاہر المداری، رحمۃ اللہ علیہ، عرب
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز شیری المداری، رحمۃ اللہ علیہ، مالوہ
حضرت شاہ حیات پانی پتی المداری، رحمۃ اللہ علیہ، مالوہ
حضرت شیخ ابوالنصر المداری، رحمۃ اللہ علیہ، ایران

حضرت مولانا ظہور السلام بن مولانا عبدالقیوم المداریؒ ایران
حضرت شیخ عبدالقادر ضمیری المداری، رحمۃ اللہ علیہ، شری لنکا
حضرت شیخ اسماعیل خلجی بن سید ابوداؤد المداریؒ سیستان
حضرت شیخ الواحد المداری، رحمۃ اللہ علیہ، نجف اشرف
حضرت شیخ محمود بن خواجہ غیاث الدین المداریؒ برما
حضرت شیخ محمد باسط پارسا المداری، رحمۃ اللہ علیہ، مکہ معظّمہ
حضرت شیخ محمد فاروق خاکسار قندہاری المداری، رحمۃ اللہ علیہ، چین
حضرت قیام الدین جلال آبادی المداری، رحمۃ اللہ علیہ، چین
حضرت شیخ محمد شمش الدین فیروز پوری المداری، رحمۃ اللہ علیہ، چین
حضرت شاہ فضل اللہ المداری، رحمۃ اللہ علیہ، ستارہ
حضرت شیخ نصیر الدین المداری، رحمۃ اللہ علیہ، کوہ ہمالہ
حضرت شیخ سلیمان المداری، رحمۃ اللہ علیہ، بلوچستان
حضرت ذوالنون بیہقی المداری، رحمۃ اللہ علیہ، چین
حضرت محمد ظفر الدین المداری، رحمۃ اللہ علیہ، حلب
حضرت شیخ بشیر الدین المداری، رحمۃ اللہ علیہ، حلب
حضرت شیخ ظہیر الدین دمشقی المداری، رحمۃ اللہ علیہ، دمشق
حضرت شیخ بقائاللہ المداری، رحمۃ اللہ علیہ، ایران
حضرت مولانا صوفی فخر الدین المداری، رحمۃ اللہ علیہ، افغانستان
حضرت ابراہیم شرقی جونپوری المداری رحمۃ اللہ علیہ، جونپور
حضرت شہاب الدین دولت آبادی المداریؒ، اورنگ آباد
حضرت شیخ محمد یسین آلمداری، رحمۃ اللہ علیہ، مدینہ منورہ
حضرت شیخ ابوالفرح بلخی ومکی المداری، رحمۃ اللہ علیہ، بلخ
حضرت شیخ عباس مصری المداری، رحمۃ اللہ علیہ، مصر
حضرت شیخ عبیداللہ قدوسی المداری، رحمۃ اللہ علیہ، گجرات
حضرت شیخ سید محمد صابر ملتانو عرف شاہ ڈھن المداریؒ درانواح گورکھپور
حضرت شیخ سنان المداری، رحمۃ اللہ علیہ، حیدرآباد
حضرت شیخ بشیر الدین المداری، رحمۃ اللہ علیہ، اندور
حضرت شیخ چاند المداری، رحمۃ اللہ علیہ، بھٹنڈہ پنجاب
حضرت شاہ قربان علی المداری، رحمۃ اللہ علیہ، بھٹنڈہ پنجاب
حضرت شاہ کامل بخاری المداری، رحمۃ اللہ علیہ، لاہور پاکستان
حضرت خواجہ محمد المداری، رحمۃ اللہ علیہ، احمد آباد

حضرت میر صدر جہاں المداری، رحمۃ اللہ علیہ، جونپور
حضرت سید راجے المداری، رحمۃ اللہ علیہ، دہلی
حضرت شاہ محمد یٰسین المداری، رحمۃ اللہ علیہ، بستی
حضرت پیر سید محمد حنیف المداری، رحمۃ اللہ علیہ، بلرام پور
حضرت شاہ خلیق اللہ المداری، رحمۃ اللہ علیہ، جبل پور
حضرت سید احمد میر المداری، رحمۃ اللہ علیہ، جبل پور
حضرت شاہ نعمت اللہ المداری، رحمۃ اللہ علیہ، جبل پور
حضرت شاہ فخر الدین المداری، رحمۃ اللہ علیہ، جمشید پور
حضرت شیخ دانیال المداری، رحمۃ اللہ علیہ، بنارس
حضرت محبّ علی دیوان المداری، رحمۃ اللہ علیہ، گوتر کا شریف گجرات
حضرت سید سدھن شاہ سرمت المداری، رحمۃ اللہ علیہ، گجرات
حضرت سید اکمل حسین عرف بابامان المداریؒ بڑودہ گجرات
حضرت حاجی عبدالرحمٰن عرف حاجی ملنگ المداریؒ کلیان ممبئی
حضرت سید صادق حسین المداری، رحمۃ اللہ علیہ، ناسک
حضرت میراں سید علی شاہ المداری، رحمۃ اللہ علیہ، آکولہ گجرات
حضرت شیخ جمال الاولیاء المداری، رحمۃ اللہ علیہ، کوڑا جہان آباد
حضرت میر سید محمد کالپوی المداری، رحمۃ اللہ علیہ، کالپی شریف
حضرت شیخ عبدالغفور عرف بابا کپور المداریؒ گوالیار ایم پی
حضرت مجدالف ثانی المداری، رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شاہ محمد جہندہ بدایونی المداری، رحمۃ اللہ علیہ، بدایوں شریف
حضرت شیخ منہاج بدایونی المداری، رحمۃ اللہ علیہ، بدایوں شریف
حضرت شیخ محمد جنید بدایونی المداریؒ بدایوں شریف
حضرت صدر الدین المداری، رحمۃ اللہ علیہ، جونپور
حضرت شیخ کامل داد المداری، رحمۃ اللہ علیہ، ناندیڑ مہاراشٹر
حضرت مولانا شاہ حسام الدین سلامتی المداریؒ مانک پور
حضرت شیخ وحید الدین المداری، رحمۃ اللہ علیہ، محمد پور
حضرت شاہ رفیع الدین المداری، رحمۃ اللہ علیہ، صدر پور
(لطائف اشرفی، بحر زخار، مردان خدا، فصول مسعودیہ، کلیات امدادیہ، مدار اعظم، تاریخ سلاطین شرقیہ جونپور، اخبار الاخیار، فضائل اہل بیت اطہار عرفان قطب المدار، تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ کنز السلاسل و وقف گل)

وراثت انبیاء کی تحقیق

سید اشفاق علی جعفری مداری دارالنور مکن پور شریف

العلماء ورثۃ الانبیاء یعنی علماء انبیاء کے وارث ہیں اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرآئیل یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں ان دونوں حدیثوں میں علما سے علمائے ظاہر مراد لینا صحیح اور درست ہے؟ کہ نہیں؟ جوابا عرض کر رہا ہوں کہ اگر علم ظاہری ہی مراد لیا جائے تو علمائے امت سے بنی اسرائیل کے بنیوں کی طرح کشف وکرامات کا ظہور بھی ضروری ہے اور خلاف عادات امور، خوارق کا صدور بھی انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کسی درسگاہ میں زانوئے تلمذ بھی تہ نہیں کرتے اور نہ ان کا کوئی استاذ ہوتا ہے بلکہ من جانب اللہ وہ زیور علم سے آراستہ ہو کر ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

جب کہ علمائے ظاہر درس گاہوں میں مدرسین سے تحصیل علم کرتے ہیں شدید محنت کٹھن مشقت اور بڑی جدو جہد سے اکتساب علم کرتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کی شان یہ ہے کہ بغیر کسب کے انھیں تمام علوم و معارف سے نواز دیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔صحابی نے عرض کیا۔یارسول اللہ من ادبک قال ادبنی ربی فاحسن تادیبا۔اے اللہ کے رسول آپ کو کس نے علم و ادب سکھایا؟ فرمایا۔میرے رب نے مجھ کوادب سکھایا، پس بہترین ادب سکھایا۔

اب سوال یہ ہے کہ جو انبیائے کرام علیہم السلام کا وارث ہو، اس کی بھی یہ شان ہونی چاہیے کہ بغیر کسب کے تمام علوم و معارف کا وارث ہو۔یہی سوال ملک العلما حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے سید الاقطاب قطب الارشاد حضرت سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار کی بارگاہ عالی میں کیا تھا۔العلماء ورثۃ الانبیاء سے مراد یہی علم ہے جو ہم نے حاصل کیا ہے یا کوئی اور علم مراد ہے۔

(تاریخ سلاطین شرقی وصوفیاء جون پور جلد دوئم صفحہ نمبر 1392)

عارف باللہ واقف اسرار ورموز حقیقت حضرت سید بدیع الدین احمد مدار العالمین نے اس سوال کا جواب یوں تحریر فرمایا کہ العلماء ورثۃ الانبیاء سے کون اور کس علم کے علما مراد ہیں

واضح ہو کہ مردان خدا، اور بادہ کشان میخانہ مطلق، باریافتگان حرم وشیفتگان، پرتو جمال بے مثال معشوق حقیقی، قبل اس کے کہ بفحوائے منطوق لازم الوثوق حضرت سبحانہ تعالی یخرج من بین الصلب والترائب "عدم کے نہاں خانہ سے منزل وجود تک پہنچتے ہیں اول میں روز میثاق کو بھی جلیل الجبار اور ایزد لایزال کی طرف سے بلاحرف وصوت صدائے الست بربکم سنتے تھے اور ہنوز اس کی یاد ان کے سینہ عرفان سے محو نہیں ہوئی ہے، بلکہ وہی حالت اسوقت تک ان پر طاری ہے، ان کے مکان میں نہ ماضی ہے نہ مستقبل جو کچھ ازل وابد کی کتاب میں موجود ہے، ان کے اذہان صافیہ پر کالشمس فی النہار روشن وہویدا ہے۔

یہ میراث صرف انبیاء علیہم السلام ہے اور مواہب الٰہیہ اور اسرار باطنہ سے ہے تحصیل واکتساب سے نہیں ملتی ہے اور موافق ان من العلم المکنون لایعلمھا الا اللہ والعلماء باللہ مخفی ومتعجب ہے۔یہ حضرات جو کچھ لوح محفوظ ومکنون میں ہے، معائنہ ومشاہدہ کرتے ہیں اور ان کی نظر کے سامنے ہے اور اس سے واقف ومطلع ہیں۔

ازل سے لے کر بہشت و دوزخ میں داخل ہونے تک جو کچھ ہوا یا آئندہ ہونے والا ہے، از ماہ تا بماہی جانتے ہیں اور کل پرسوں کے حالات سے واقف ہیں۔

جیسا کہ (وامتازوا الیوم ایھا المجرمون) اہل جنت واہل دوزخ کے

ظہور کے واسطے ان کے محبت کرنے والوں کو باہم مجتمع نکالو اور آج ان مخلصوں سے مجرموں کو علیحدہ کردو تا کہ سعید وشقی پہچانے جائیں۔

یہ حضرات عالم خدایگانی پر محیط اور: العلماء ورثۃ الانبیاء: کے لقب سے ملقب ہوئے کیوں وہی لوگ ذرا سے علم پر مغرور اور ذرا سے زہد وتقوی سے مسرور اور ادنی سے شکر پر مشکور ہو جاتے ہیں، اس کا کیا علاج عموما زمانے کا یہی حال ہے۔

اور جو علم آں عزیز نے تحصیل کیا ہے اس کے وسیلہ اس سرخفی اور راز پوشیدہ تک پہو نچنا ممکن نہیں کیونکہ اس سرخفی کے معنی اور اس کا بیان طویل ہے اور یہ امر مسلم ہو چکا ہے کہ علمائے ظاہر یہ اقوال وحقائق سننے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔

اس وجہ سے بالکل جدا کر دیا۔ علاوہ ازیں بعض اولیائے مستہلک اس سخت راہ سے معرض قتل میں آ گئے اور اپنے اپنے مقصود ومطلوب تک نہیں پہونچے کیوں کہ مقام: العلماء ورثۃ الانبیاء: پر نہ تھے علم کے اقسام میں سے اگر سب کو بیان کیا جائے تو دفتر ہو جائے، مقصود تمام عالم سے باری تعالٰی عزاسمہ ہے جو بیان کیا جا چکا۔

بعض علمائے ظاہر نے جب خوب سمجھ لیا کہ یہ علم بغیر دستگیری مرشد کامل حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور بغیر صفاء باطن یہ دروازہ ہرگز نہیں کھل سکتا ہے اور اپنی استعداد اور قابلیت سلوک صوفیہ واہل صفا کے قابل نہ پائے یا علوم ظاہریہ کی تحصیل میں مشغول ہو گئے اور غم آخرت دل میں لے گئے اور آخر کار اس علم کو حجاب الاکبر پایا: العلماء ورثۃ الانبیاء: کے یہی معنی ہیں اور جو آپ نے (علم) حاصل کیا ہے وہ کسبی ہے جو محنت شاقہ وجد وجہد بیشمار سے حاصل ہوا ہے اور العلماء ورثۃ الانبیاء جو وہبی ہے نہ محنت ہے نہ مشقت اگر چہ اہل علوم ظاہریہ کے نظریہ میں رنج ومشقت معلوم ہوتی ہے

مگر فی الحقیقت یہ افضال ومواہب الہیہ اور الطاف ربانیہ اور حکم لا منتہا ہی ہے، جس کو یہ مقام حاصل ہوا اس کے لیے از بالائے عرش تا زیر زمین سب اس زیر قدم ہے بارگاہ الوہیت تبارک وتعالٰی سے جنت بخشی اور دوزخ آشامی پر مقدر کر دیے گئے ہیں۔

پشت پدر ورحم مادر سے بامیراث آئے اور قولہ سبحانہ تعالی (علم آدم الاسماء کلها ثم عرضهم على الملائكته فقال انبئونی باسماء هئولاء ان كنتم صادقين) کے مصداق وہی مردان بارگاہ ایزدلم یزلی ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں درویشوں کی ایک جماعت تھی جو اصحاب صفہ کے لقب سے ملقب تھے، جب سلطان لولاک لما خلقت الافلاک اظہرت الربوبیۃ سرکار کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنکا مرتبہ ومقام اور منزل اللہ پاک کے نزدیک بلند دیکھی تو ان مسکینوں کی جانب متوجہ ہوئے اور جناب الٰہی میں دعا فرماء (اللّٰهم احيني مسكينا وامتنى مسكينا واحشرنی فی زمرته المساكين برحمتك يا ارحم الراحمين) آمین غور فرمایئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مساکین کے ساتھ خدا تعالٰی سے شرکت کی درخواست فرماء اس اہم نکتہ کو جو سمجھا سو سمجھا (اخبار الاصفیاء ص 55 دیار پورب میں علم اور علماء 181180 نجات الرشید ص 173 خزینۃ الاصفیاء: انوار صوفیہ- تجلی نور: زبدۃ الکلام فی مشاہیر اسلام جلد 5 ص 54- مدار اعظم ص 74 تا 79)

اس پہلے آپ سرکار قطب المدار حضرت سید بدیع الدین احمد مدار العالمین رضی اللہ عنہ کے مکتوب گرامی سے بالکل واضح اور عیاں ہو گیا کہ وراثت انبیا علم وہبی ہے جس میں علم احکام وعلم اسرار دونوں علم شامل ہیں جو بغیر کسب کے من جانب اللہ اولیاء کرام کو عطا کیے جاتے ہیں۔

اور علم کسبی وہ علم ہے جو محنت شاقہ جہد وکاوش سے حاصل ہوتا ہے اور یہ صرف احکام کا علم ہے اس میں اس علم اسرار کا کوئی دخل نہیں ہے، اسی موقف کو امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس اللہ سرہ العزیز اپنے مکتوب میں بیان فرماتے ہیں کہ اثر سے موثر اور مخلوق سے خالق پر استدلال کرنا علماء ظواہر کا کام بھی ہے اور علمائے راسخین کا کام بھی؛ جو کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے کامل وارث ہیں علمائے ظواہر مخلوق کے وجود کے علم سے خالق کے وجود کا علم پیدا کرتے ہیں اور اثر کے وجود کو موثر کے وجود پر دلیل بنا کر موثر کے وجود

پر ایمان اور یقین پیدا کرتے ہیں اور علمائے راسخین جو کہ ولایت کے کمالات کے درجات کو قطع کر کے مقام دعوت پر پہونچ چکے ہیں جو کہ اصل میں انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کا خاصہ

(مکتوب نمبر 50 حصہ ہشتم دفتر سوم صفحہ نمبر 144)

اور امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی دوسرے مقام پر یوں رقم طراز ہیں کہ علمائے ظاہر امور دین میں قلبی اخبار کو صرف انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں اور دوسروں کی ان اخبار میں شرکت جائز نہیں سمجھتے اور یہ وراثت کے منافی ہے اور بہت سے علوم اور معارف صحیحہ کی نفی ہے جو کہ دین متین کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

(55 مکتوب صفحہ 3637 حصہ ہفتم دفتر دوم)

امام ربانی ایک اور مکتوب میں بالکل صراحت اور وضاحت کے ساتھ وراثت انبیائے کرام علیہم السلام کا انکشاف کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

اخبار میں آیا ہے: العلماء ورثۃ الانبیاء: علماء انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے وارث ہیں

وہ علم جو انبیا علیہم الصلوۃ والتسلیمات سے باقی رہا ہے وہ دو قسم کا ہے۔

ایک علم احکام

دوسرا علم اسرار

اور عالم وارث وہ شخص ہے جس کو ان دونوں علموں سے حصہ حاصل ہو نہ کہ وہ شخص جس کو ایک ہی قسم کا علم نصیب ہو اور دوسرا علم نہ ہو یہ بات وراثت کے منافی ہے کیونکہ وارث کو موروث کے سب قسم کے ترکہ سے حصہ حاصل ہوتا ہے نہ کہ بعض کو چھوڑ کر بعض سے اور وہ شخص جس کو بعض معین سے حصہ ملتا ہے وہ غرما یعنی قرض خواہوں میں داخل ہے کہ جس کا حصہ اس کے حق کی جنس سے متعلق ہے اور ایسے ہی آنحضرت علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ ان علما سے مراد علمائے وارث ہیں نہ کہ غرما کہ جنھوں نے بعض ترکہ سے حصہ لیا ہے کیونکہ وارث کو قرب و جنسیت کے لحاظ سے موروث کی مانند کہہ سکتے ہیں، برخلاف غریم کے کہ اس علاقہ سے خالی ہے پس جو شخص وارث نہ ہو وہ عالم بھی نہ ہوگا مگر یہ کہ اس کے علم کو ایک نوع کے ساتھ مقید کریں اور مثال کے طور پر یوں کہیں کہ علم احکام کا عالم ہے اور عالم مطلق وہ ہے جو وارث ہو اور اس کو دونوں قسم کے علم سے پورا حصہ حاصل ہو۔ اکثر لوگوں کا گمان ہے کہ علم اسرار علم توحید وجودی سے مراد ہے اور کثرت میں وحدت اور وحدت میں کثرت کا مشاہدہ کرنا اور حق تعالی کے احاطہ اور سریان وجودی اور قرب و معیت سے کنایہ ہے۔ جس طرح پر کہ ارباب احوال کے نزدیک مکشوف و مشہود ہے (حاشا وکلا ثم حاشا وکلا)

اس قسم کے علوم و معارف علم اسرار سے ہوں اور مرتبہ نبوت کے لائق ہوں کیونکہ ان معارف کی بنا سکر کے وقت اور غلبہ حال پر جو صحو کے منافی ہے اور انبیا علیہم الصلوۃ والتسلیمات کا علم کیا علم احکام اور کیا علم اسرار سب صحو در صحو کے منافی ہے کہ سکر کا ایک شمہ بھی اس کے ساتھ نہیں ملا ہے، بلکہ یہ معارف اس مقام ولایت کے مناسب ہیں جو سکر میں قدم راسخ رکھتا ہے پس یہ علوم اسرار ولایت کے ہیں نہ کہ انبیا کی نبوت کے اسرار سے اگر چہ نبی سے ولایت بھی ثابت ہے لیکن اس کے احکام مغلوب ہیں اور احکام نبوت کے مقابلہ میں مضمحل اور ناچیز ہیں۔

(مکتوب نمبر 268 حصہ چہارم دفتر اول صفحہ نمبر 190189)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے مکتوبات معتبرہ کی روشنی سے آفتاب نیم روز کی طرح عیاں و بیاں ہے کہ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے ورثا اولیاء اللہ ہیں جو علوم باطنہ وعلوم ظاہرہ کے جامع اور حامل ہیں نہ کہ علمائے ظواہر جو صرف علم احکام کے جامع ہیں اور غریم ہیں۔

مدار العالمین کا حسب ونسب

ایک تحقیقی جائزہ

سیداز بر علی جعفری المداری، مکن پور شریف

شمس الافلاک شہنشاہ ولایت حامل مقام صمدیت ، واصل مقام محبوبیت، قطب وحدت، سراج السالکین ،عمدۃ الواصلین ، زبدۃ العارفین حضرت سید بدیع الدین شیخ احمد مدار العالمین رضی اللہ عنہ آپ نسباً نجیب الطرفین حسنی حسینی سید ہیں۔

آپ کا شجرۂ نسب امام العالمین حضرت سیدنا امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، اس لیے جعفری النسب بھی کہلاتے ہیں۔

خاندان ذی وقار ذی حشم وجاہت مآب بنو ہاشم مطلبی محمدی فاطمی حسنی حسینی جعفری کے آپ شہزادہ اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، آپ کا سید النسب ہونا معروف ہے اور ہر دور ہر زمانے میں سید السادات کے سید النسب ہونے کے چرچے شرق سے غرب تک شمال سے جنوب تک رہے اور بلا تفریق مذہب وملت آپ کی سیادت کے معترف اقوام وملل رہے مگر اچانک فسادی بادلوں نے سیادت قطب المدار کو کاغذی پیرہن سمجھ کر برسنا شروع کر دیا۔

سیادت قطب المدار کو آوارہ ہواؤں نے ریت کا ٹیلہ سمجھ کر اڑانا اور بکھیرنا چاہا تشدد پسند جھونکے اسے چراغ سحری سمجھ کر بجھانے پر تل گئے، مخالف زلزلوں کے جھٹکوں نے سیادت کی بنیادوں کو کھوکھلا سمجھ کر کھنڈرات میں تبدیل کر دینا چاہا۔

بحر مخالف کی شریر لہروں نے سیادت کی کشتی میں سوراخ سمجھ کر اسے غرقاب کر دینے کا عزم کر لیا۔

تخریب کے پروردہ ہاتھوں نے تار عنکبوت سمجھ کر قینچیاں اٹھالیں دہشت گرد افراد سید الشریف نسب پر حملہ آور ہوئے کہ حضرت سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار سید نہیں ہیں مگر تخریب کے بادل یہ یاد رکھیں کہ بادلوں کے مقدر میں ٹکڑیاں ہو کر بکھرنا لکھا ہے۔

جس سیادت کے چراغ کو حسین پاک کے نسب کا فانوس حاصل ہو اسے آوارہ جھونکے کیا طوفان بھی نہیں بجھا سکتے ہیں جس نسب کی بنیادوں میں خون رسول کا لوہا شامل ہو اس کے لیے زلزلے کیا چیز ہیں جس کشتی پر نسب فاطمی کے لنگر ہوں اسے شریر موجیں کیا سمندر کا بھنور بھی غرقاب نہیں کر سکتا مگر پھر بھی اس شر وفساد کی دبی چنگاری ہے جو کبھی نہ کبھی کہیں نہ کہیں سلگ ضرور جاتی ہے اور یہ سابقہ کچھ محققین کی لاپرواہی کا نتیجہ ہے جس سے امت مسلمہ کے نفیس مزاج گرم ہیں جبکہ حسب ونسب پر طعن فخر اور مناظرہ اس امت کیلئے جائز نہیں ہے مگر مسئلہ مداریت کا ہے تو اب خود ساختگی کی کرسی کا ناجائز اور غصب شدہ بھرم بھی تو باقی رکھنا ہے اب فساد پھیلے یا شر ان سے مطلب نہیں۔

اسی سلسلہ میں عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ جہاں کہیں بھی مرتبہ مداریت پر تعصب اور حسد کی پیداوار ہوتی ہے تو وہاں کی زہریلی آب ہوا حب ولایت کی فضا کو برباد کر کے نظام تنفس کو زہر آلود کر دیتی ہے اور اس روحانی نشو نما پر ضیق النفس اس درجہ اثر انداز ہو جاتی ہے کہ پھر کسی روحانیت کے ہاسپٹل کا آکسیجن بھی پھولتی سانس کیلئے اکسیر نہیں ہو سکتا۔ جس کی سچی مثالیں دنیا میں موجود ہیں، تمثیلاً کالپی کی تاریخ بھی گواہ ہے اور بھی ایسے نادر وعجیب واقعات تاریخ میں موجود ہیں۔

خیر مضمون کی طوالت کا خیال رکھتے ہوئے۔ آمدم برسر مطلب کے تحت عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شہنشاہ ولایت قاسم نعمات علی حضرت سید بدیع الدین شیخ احمد زندہ ولی مدار العالمین رضی اللہ عنہ نجیب الطرفین حسنی حسینی سید ہیں، آپ کی سیادت پر جن لوگوں نے کلام کیا ہے یا تو اس حقیقت سے واقف ہی نہیں تھے یا پھر بین المسلمین انتشار وفساد کی وراثتی ذمہ داری کے عہدہ کو کھونا نہیں چاہتے تھے بہر کیف جو بھی ہو اللہ ہدایت عطا فرمائے۔ آمین

از یں قبل کہ حضور قطب المدار رضی اللہ عنہ کے نسب شریف پر

بات کی جائے پہلے یہ جان لیں کہ تنہا حضور قطب المدار وہ نہیں ہیں جن کے نسب شریفہ پر اختلاف ہے بلکہ شہنشاہ بغداد حضور سیدنا سید محی الدین عبد القادر جیلانی و سلطان الہند حضور سرکار غریب نواز و قاسم فیضان چشتیت حضور سرکار سیدنا صابر کلیری رضی اللہ عنھم کے حسب و نسب میں بھی اختلاف کیا گیا ہے۔

حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی سنجری کے نسب میں اختلاف۔

حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی سنجری کے نسب میں اختلاف ہے۔

معین الارواح کے مصنف نے آپ کا شجرۂ نسب متعدد کتب تاریخ وسیر کے حوالہ سے اس طرح سے تحریر کیا۔

خواجہ معین الدین حسن بن خواجہ سید غیاث الدین بن سید سراج الدین بن سید عبداللہ بن سید عبدالکریم بن سید عبدالرحمٰن بن سید اکبر بن سید بن سید براہیم بن سید امام موسیٰ کاظم بن سید امام جعفر الصادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن سید الشہداء حضرت امام حسین بن سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ الکریم

صاحب مرۃ الاسرار شیخ عبدالرحمٰن چشتی نے آپ کا شجرۂ نسب اس طرح تحریر کیا۔

خواجہ معین الدین بن خواجہ سید غیاث الدین بن خواجہ نجم الدین بن طاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سید ادریس بن سیدنا امام موسیٰ کاظم رضوان اللہ علیھم اجمعین۔ اب ان دو شجروں میں کہ آپ کا وہی شجرہ درست ہے جسے جمہور صحیح مانتے ہیں۔

حضور غوث پاک کے حسب ونسب میں اختلاف ہے۔

اسی طرح حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے حسب ونسب کے بارے میں لوگوں نے اختلاف ہے۔

بعض لوگوں نے آپ کی سیادت کا ہی انکار کر دیا ہے جیسے عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب اسی شک وشبہ کو دور کرنے کے لیے اپنے وقت کے محدث اعظم حضرت شیخ ملا علی قاری نے حضور غوث پاک کی سیادت ثابت کرنے کیلئے ایک مستقل کتاب لکھی جس کا نام نزہتہ الخاطر الفاطر حضرت صابر کلیری کے حسب ونسب میں اختلاف۔

حضور سرکار سید صابر کلیری رضی اللہ عنہ کو مرۃ الاسرار میں انبیاء بنی اسرائیل کی اولاد میں لکھا ہے۔

جبکہ آپ کا شجرۂ نسب حضور غوث پاک کے شجرۂ سیادت سے ملتا ہے۔

مرۃ الانساب کلاں میں ضیائ الدین احمد مجددی نے آپ کو حضرت امام جعفر صادق کی اولاد سے بتایا ہے اور شجرہ نسب بھی تحریر فرمایا ہے۔

سید علاء الدین صابر بن سید عبداللہ بن سید فتح اللہ بن سید نور محمد بن سید احمد بن سید ابن سید غیاث الدین ابن سید بہائ الدین بن سید داؤد بن سید تاج الدین بن سید محمد بن سید ضیائ الدین علی بن سید اسمٰعیل اول ابن سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ (مرۃ الانساب ص 157 مطبوعہ 1335 ہجری)

قارئین کی پوری توجہ چاہتا ہوں کہ حضور مدار العالمین صحیح النسب حسنی حسینی سید۔ آپ کی سیادت پر معتبر دلائل و براہین کے ساتھ کتابیں مزین ہیں، چنانچہ

(1) حضرت قاضی حمید الدین ناگوری قدس سرہ القوی

اپنے ملفوظات میں آپ کا شجرۂ نسب اس طرح نقل کرتے ہیں

آنحضرت از اجلہ اولاد امجاد حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ الکریم واسم پدر آں عالی قدر سید علی حلبی ابن سید بہائ الدین ابن سید ظہیر الدین ابن سید احمد ابن سید محمد ابن سید اسمٰعیل ابن امام الائمہ سید جعفر الصادق ابن الامام الاسلام سید محمد باقر ابن امام الدارین امام زین العابدین بن امام الشہداء امام حسین ابن امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم۔

یہ حضور مدار العالمین حسنی حسینی کا شجرۂ نسب پدری ہے اب مادری شجرۂ نسب بھی ملاحظہ فرمائیں۔

نسب نامہ مادری:

ونسب مادروے نام والدہ ماجدہ آنحضرت فاطمہ ثانیہ عرف فاطمہ تبریزیہ دختر سید عبداللہ ابن سید زاہد ابن سید ابومحمد ابن سید صالح ابن سید ابو یوسف ابن سید ابوالقاسم ابن سید عبداللہ محض ابن حضرت سید حسن مثنیٰ بن امام العالمین حضرت امام حسن بن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم (منتخب العجائب قلمی ص نمبر 5)

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری قدس سرہ القوی کے بعد حضرت مولانا عبدالباسط قنوجی رحمتہ اللہ علیہ کے رسالہ میں بھی آپ کا شجرۂ نسب

اسی طرح درج ہے فرماتے ہیں کہ

(2) بدانکہ کنیت آنحضرت ابوتراب و لقب شاہ مدار و نام سید بدیع الدین است آنحضرت از جانب پدر حسینی واز مادر حسنی است واین نسب نامہ صحیح از مکتوب نامہ قاضی حمید الدین ناگوری نوشتہ شدہ، سید بدیع الدین ابن سید علی حلبی الخ وطنش حلب تاریخ تولد عزہ ماہ شوال وقت فجر روز دوشنبہ درسنہ سہ صد ہجرۃ النبو یہ حیاتش پانصد سال۔

(حاشیہ تذکرۃ المتقین اول ص 117 مطبوعہ ہجری 1413)

(3) مرۃ الانساب میں آپ کا شجرۂ نسب اس طرح درج ہے یعنی'' حضرت سید بدیع الدین قطب المدار سید علی حلبی سید بہاالدین سید ظہیر الدین سید اسمٰعیل ثانی سید محمد اسمٰعیل اول سیدنا جعفر الصادق رضی اللہ عنہ'' (مراۃ الانساب) ص 156 /571

حضرت سیدنا خضر علیہ السلام فرماتے ہیں۔

یاولدی ان شیعتك لمحمدية وتربتك فاطمية وبذرك علويه و ميلادك حلبيه سيجعلك الله مدار الكرامات ومحار العلامات۔

(الکواکب الداراریہ) ص 29 شیخ احمد بن محمد قانی

ترجمہ: یعنی ایصاحبزادہ بلاشبہ تمہاری اصل محمدی ہے مٹی فاطمی ہے اور نسل علوی ہے اور پیدائش حلبی ہے عنقریب اللہ تم کو کرامتوں کا مدار اور علامتوں کا محور بنادیگا۔

حضرت علامہ احمد بن محمد قانی علیہ الرحمہ سرکار مدار پاک کی منقبت میں یوں رطب اللسان ہیں۔

(4) باسم وکنیۃ مشابہ جدہ
ھذا علی بوتراب یمدح

یعنی حضرت قطب المدار نام اور کنیت میں اپنے دادا حضرت علی کرم اللہ وجہ کے مشابہ ہیں جن کی ابوتراب کہہ کر مدحت کی جاتی ہے۔

السید ابن السید ابن السید
عنہ العواطر فی الدنیاء تترشح

یعنی آپ سید ابن سید ابن سید ہیں آپ ہی سے دنیا میں عطر پاشیاں ہیں۔

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ کے بھاء شہزادہ داراشکوہ قادری سفینۃ الاولیا میں آپ کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں

(5) حضرت سید بدیع الدین کا لقب شاہ مدار ہے الخ سید بدیع الدین لکھ کر ثابت کیا ہے کہ آپ سید ہیں۔

اسی طرح سے تاریخ جدولیہ کے مصنف اور مشہور مورخ سرکار قطب المدار کی مدحت وسیادت وشرافت اس طرح بیان کرتے ہیں

(6) سید بدیع الدین ملقب شاہ مدار 838 ہجری درویش کامل ہیں مرقد منورہ آپکا مکن پور علاقہ اودھ میں ہے۔ تاریخ جدولیہ مصنفہ منشی خادم علی مطبوعہ 1270 ہجری

اسی طرح بدایوں شریف کی ایک تاریخی کتاب میں تحریر ہے کہ

(7) شیخ محمد جہندہ آپ مرید وخلیفہ حضرت سیدنا قطب الاقطاب حضرت سید بدیع الدین قطب المدار کے تھے۔

بدایوں قدیم وجدید مرتبہ نظامی بدایوں مطبوعہ نظامی پریس بدایوں 1338 ہجری 1920

قارئین کرام کی توجہ کا بھرپور طالب ہوں، مندرجہ حوالہ جات سے آپ کی سیادت بلاشک وشبہ ثابت ہے۔

پھر بھی سورج نہ دکھائی دے تو چشم آفتاب راچہ خطاست۔

بات ابھی ختم نہیں ہے بلکہ صاحب خزینۃ الاصفیا کے مصنف نے تحریر فرمایا ہے کہ صاحب معارج الولایت نے آپ کا مادری اور پدری شجرۃ اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

(8) شجرۂ انساب پدری و مادری بدیں طور تحریر فرمود کہ شیخ سید بدیع الدین پسر شیخ علی است ونام والدہ ماجدہ بی بی ہاجرہ بود شیخ وشیخ بدیع الدین از اہل قریش است۔

(9) ماہنامہ آستانہ دہلی میں صاحبزادہ محمد مستحسن فاروقی تحریر فرماتے ہیں کہ

حضرت شاہ مدار حسنی وحسینی سید ہیں والد ماجد کا نام سید علی حلبی ہے شجرۂ نسب چند واسطوں سے سیدنا امام حسین علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔

حضرت شیخ بدیع الدین المعروف بہ قطب المدار بن سید * علی حلبی بن سید بہاالدین بن سید ظہیر الدین بن سید احمد بن سید محمد بن سید اسمٰعیل بن سید بن سیدنا امام جعفر صادق بن سیدنا امام محمد باقر بن سیدنا امام زین العابدین بن سیدنا امام حسین بن سیدنا علی بن ابی طالب۔

والدۂ ماجدہ کا اسم مبارک بی بی ہاجرہ اور لقب فاطمہ تھا ان کا سلسلۂ نسب سیدنا امام حسین علیہ السلام تک حسب ذیل طریقہ سے پہنچتا ہے۔

بی بی فاطمہ ملقب بہ فاطمہ بنت سید عبداللہ تبریزی بن سید ابو محمد بن سید محمد عابد بن سید محمد صالح بن ابو یوسف بن عبداللہ ثانی بن حسن مثنیٰ بن سیدنا امام حسن ابن علی بن ابی طالب۔

جناب سید علی حلبی قدوۃ الدین کے لقب سے مشہور تھے آپ کے چار صاحبزادہ تھے جن میں چوتھے صاحبزادے حضرت سید بدیع الدین قطب المدار ہیں۔

ماہنامہ آستانہ دہلی ص 79 جون 1959

شاہ حبیب اللہ قنوجی کتاب،، مناقب الاولیاء،، میں لکھتے ہیں کہ

(10) حضرت سید بدیع الدین مدار قدس سرہ کے والد ماجد سید علی حلبی ہیں اور آپ کی والدہ ماجدہ خاص الملک حضرت سیدہ ہاجرہ ہیں۔

بحوالہ ماہنامہ المبارک کانپور م ء2010 سید محمد طلحہٰ بقاء نظامی

قارئین حضرات پر مخفی نہیں رہا ہوگا کہ آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔

اتنے دلائل پر بس نہیں ہے بلکہ آیئے کتب معتمدہ کا اور مطالعہ کریں۔

شیخ الاسلام حضرت نظام الدین حسن علیہ الرحمہ متوفی 795 ہجری نے آپ کا شجرۂ نسب اپنی کتاب ''نجم الہدیٰ'' میں اس طور سے بیان فرمایا ہے۔ (11) شجرۂ پدری

سید الشریف بدیع الدین احمد بن سید قدوۃ الدین بن سید الشریف بھائالدین حسین بن سید الشریف ظہیر الدین بن سید الشریف احمد اسمٰعیل ثانی بن سید الشریف محمد بن سید الشریف اسمٰعیل الاول بن امام الناطق جعفرن الصادق بن الامام محمدن الباقر بن الامام اشجعین المتقین علی ابن ابی طالب وفاطمۃ الزہراء بنت الرسول المقبول علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔

تاریخ سلاطین شرقیہ وصوفیائے جونپور کے مصنف مولانا سید جونپوری نے آپ کا حسنی وحسینی شجرۂ اس طرح تحریر کیا۔

(12) سید بدیع الدین بن سید علی حلبی بن سید بہائالدین بن سید ظہیر الدین بن سید احمد اسمٰعیل بن سید محمد بن سید اسمٰعیل ثانی بن سید امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا بن امام المتقین امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب ھاشمی بن عبدالمطلب بن عمرو االعلا الملقب بہ ہاشم (سلاطین شرقیہ ص 1377)

اسی طرح نسب نامہ مادری حسنی تحریر فرمایا:

(13) مولانا محمد عاصم اعظمی نے بھی آپ کا یہی مذکورہ نسب نامہ اپنی مرتبہ کتاب تذکرۂ مشائخ عظام ص 352 پر تحریر فرمایا:

انکے علاوہ ڈاکٹر ظہورالحسن شارب پی ایچ ڈی سجادہ نشین مخدوم سمائالدین دہلی نے آپ کا حسنی حسینی شجرہ اس طرح تحریر کیا ہے۔

(14) سید بدیع الدین بن سید علی حلبی بن سید بہائالدین بن سید ظہیر الدین بن سید احمد اسمٰعیل بن سید محمد بن سید اسمٰعیل ثانی بن سید امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ (تذکرہ اولیائے ہندو پاک)

ان مذکورہ شجرات کے علاوہ مناقب ظہیری کے مصنف حضرت علامہ ظہیر احمد شاہ سہسوانی قادری چشتی نظامی نے آپ کا شجرۂ مادری پدری حسنی حسینی اس طرح نقلکیا ہے۔

(15) شجرۂ پدری

حضرت سید بدیع الدین بن قاضی قدۃ الدین علی حلبی بن سید بہائالدین بن سید ظہیر الدین بن سید احمد اسمٰعیل ثانی بن سید محمد بن سید اسمٰعیل بن سید امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن سید امام حسین علیٰ جدہ علیہ السلام بن علی مرتضی کرم اللہ وجھ (مناقب ظہیری ص 31 تا 33)

مضمون کی طوالت کی وجہ سے پدری شجرہ پر اکتفا کرتا ہوں

شجرات طیبات معمولات میں حضرت علامہ قاری صغیر احمد رحمانی قادری چشتی نے آپ شجرہ نسب اس طرح تحریر فرمایا

(16) شجرۂ پدری

حضرت سید بدیع الدین احمد بن سید قاضی قدۃ الدین علی حلبی بن سید بہائالدین بن سید ظہیر الدین بن سید حضرت سید اسمٰعیل ثانی ابن حضرت سید محمد بن سید محمد اسمٰعیل ابن حضرت امام جعفر صادق بن سید امام محمد باقر بن حضرت سید امام علی اوسط زین العابدین ابن سید الشہد ا امام حسین ابن حضرت سیدنا علی المرتضیٰ جانشین رسول۔

شجرات طیبات معمولات ص 12

شہر بمبی کے مشہور عالم. حضرت علامہ فصیح اکمل صاحب قادری

نے اپنی کتاب ''سیرت قطب العالم،، میں حسینی شجرہ تحریر فرمایا ہے۔

(17) شجرہ پدری

حضرت سید بدیع الدین قطب المدار بن سید قاضی قدۃ الدین علی حلبی بن سید بہائالدین بن سید ظہیرالدین بن سید احمد اسمٰعیل بن سید محمد بن حضرت سید محمد اسمٰعیل ابن حضرت امام جعفر صادق ابن حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام زین العابدین ابن سیدنا امام حسین ابن حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم۔

حضرت مولانا حسام. الدین سلامتی جونپوری خلیفۂ قطب المدار نے اپنے نطاب میں حضرت سید محمود الدین قدس سرہ برادر حقیقی حضرت سیدنا قطب المدار کا شجرۂ پدری اس طرح تحریر فرمایا:

(18) شجرہ پدری

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہ الکریم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا اسمٰعیل رضی اللہ عنہ حضرت سید محمد رضی اللہ عنہ حضرت سید احمد مشہور بہ اسمٰعیل ثانی رضی اللہ عنہ حضرت سید ظہیرالدین رضی اللہ عنہ حضرت سید بہائالدین رضی اللہ عنہ حضرت سید قاضی قدۃ الدین رضی اللہ عنہ حضرت سید محمود الدین برادر حقیقی حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہما

حضور تارک السلطنت مخدوم العالم حضرت سید نامیر اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے آپ کا شجرۂ نسب اس طرح تحریر فرمایا

(19) شجرہ پدری

اے حبیب سید اشرف جہانگیر سمنانی نسب نامہ حضرت سید بدیع الدین قطب المدار درمکتوبات خویش می نویسد ''سید بدیع الدین ابن سید علی بن سید بہائالدین بن سید ظہیرالدین ابن سید اسمٰعیل ثانی ابن سید محمد ابن سید اسمٰعیل ابن سید امام جعفر صادق ابن سید امام محمد باقر بن سید امام زین العابدین ابن امام حسین ابن امام العالمین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہ

(مشکوٰۃ قطب المدار قلمی ص135 ہجری1153)

کتاب گوہر آبدار کے مصنف صوفی محمد عمر طبقاتی بریلوی نے آپ کا شجرۂ نسب اس طرح تحریر فرمایا:

(20) سید الانبیاء معراج والے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ زہرہ زوجۂ حضرت علی کرم اللہ وجہ حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام حضرت سیدنا امام زین العابدین حضرت سید امام باقر رضی اللہ عنہ حضرت سید امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ حضرت سید اسمٰعیل حضرت سید محمد حضرت سید احمد حضرت سید ظہیرالدین حضرت سید بہائالدین حضرت سید محمود الدین برادر حقیقی حضرت سیدنا بدیع الدین زندہ شاہ مدار

(گوہر آبدار عرف زندہ شاہ مدار مطبوعہ 1958)

مضمون کافی طویل ہوگیا بیس شجرات کے بعد ان تمام کتب اوران کے مصنفین کے اسمائے گرامی تحریر کررہاہوں جس میں حضور مدار پاک کو نجیب الطرفین سید اور شجرات تحریر ہیں۔

(1) فضائل سترھویں شریف
مصنف حضرت سید خدمت المدار نجم جعفری طبقاتی ظہوری

(2) حریم صمدیت، مطبوعہ لاہور

(3) مدار اعظم، مصنف مولانا فرید احمد عباسی نقشبندی بھیکم پور

(4) مرقع درگاہ شریف، مصنف حضرت مولانا حکیم سید علی شکوہ جعفری المداری رحمتہ اللہ علیہ

(5) شجرۃ العارفین، مصنف ممتاز الاتقیاء حضرت سید ولی حسن حلبی شامی

(6) سیر المدار، مصنف علامہ ظہیر احمد قادری چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

(7) ماہنامہ مدار بابت جون 1955، مدیر ابوالوقار حضرت مولانا سید کلب علی مداری رحمتہ اللہ علیہ

(8) (مونس الارواح)، مصنف شیخ العارفین حضرت علامہ سید جرات علی پیر یار رحمتہ اللہ علیہ

(9) مدار عالم، مصنف حضرت علامہ سید ظہیر المنعم بن میاںؒ

(10) فضائل اہل بیت اطہار، مصنف حضرت علامہ سید مختار علی مداریؒ

(11) سید الاقطاب، مصنف علامہ مولانا سید غلام سبطین مداریؒ

(12) گلستان مدار، مصنف علامہ عرفان علی طبقاتی حیدرآباد

(عقیدتیں) مصنف حسان الہند حضرت علامہ ادیب مکن پوریؒ

(13) شجرۂ نسب، مرتبہ حضرت نظام الدین کم سخن موضع پسگواں وزیر گنج بدایوں

(14) تحفۂ شکوہیہ

(15) جمال مداریت، بابائے قوم وملت حضرت علامہ حکیم سید محمد ولی شکوہ جعفری المداری رحمتہ اللہ علیہ

جمال قطب المدار، مولانا مفتی محمد اسرافیل صاحب حیدری مداری

(16) جدید مدار اعظم، ڈاکٹر سید اقتدا حسین عامر صاحب

(17) تاریخ مدار عالم، علامہ قاری سید محضر علی وقاری مداری

(18) منقوط قطب وحدت، فقیر مداری سید از بر علی شکوہی

(19) شان زندہ شاہ مدار، مولانا سید آفتاب عادل مداری

(20) تاریخ مدار الاولیا، مولانا سید فیروز اختر صاحب مداری

(21) آسان سیرت مدار پاک، مفتی سید نثار حسین بہیڑی بریلی شریف

(22) سلسلہ مداریہ، مولانا قیصر رضا حنفی مداری سدھارتھ نگر

23(غیر منقوط مدار الہام، مصنف فقیر مداری سید از بر علی

(24) حلب کا چاند

(25) تاریخ مدار، سید یونس علی مداری

مذکورہ کتابوں میں حضور سید نا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار مدار العالمین کے نجیب الطرفین سید ہونے کے ثبوت وشجرات موجود ہیں

علاوہ ازیں دیگر کتب معتمدہ ومعتبرہ سے آپ کی سیادت کی بھر پور تائید وتوثیق ہوتی ہے جیسے ثمرات القدس میں حضرت شیخ الشیوخ ملا کامل قدس سرہ کا یہ اقتباس بھی سرکار کی سیادت کا اعلان کرر ہا ہے۔

چوں سید بدیع الدین قطب المدار در بغداد تشریف فرماشد الخ

شیخ عبدالرحمن چشتی نے گلستان مسعودیہ میں ص 13 تا 16 پر، سرکار مدار قدس سرہ کو سید لکھا ہے ۔

مشہور زمانہ کتاب تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے العرب والاسلام کے ص 55 پر سید لکھا ہے۔

طبقات شاہجہانی میں بھی سرکار کو سید لکھا ہے۔

کتاب فصول مسعودیہ کے ص نمبر 80 پر سید لکھا ہے

علاوہ ازیں جواہر ہدایت میں حضرت عبدالقدیر میاں پیلی بھیتی علیہ الرحمہ نے بھی سرکار کو سید لکھا ہے علاوہ ازیں مقالات طریقت میں بھی سرکار کو سید لکھا ہے

علاوہ ازیں کرامات مسعودیہ میں علامہ شیخ ملیح اودھی رحمتہ اللہ علیہ مترجم بزبان فارسی حضرت شیخ مسیح اودھی علیہ الرحمہ عربی اردو مولانا الٰہی بخش نقشبندی طبع اول قومی کتب خانہ لکھنؤ مطبوعہ 1296 میں بھی سرکار کو سید لکھا ہے علاوہ ازیں۔

صحائف اشرفی مولفہ مجدد سلسلہ اشرفیہ اعلیٰ حضرت سید علی حسین اشرفی میاں نے بھی ص 47 پر سرکار کو سید لکھا ہے مزید برآں

خطبات نظامی 269 پر اور مجموعۂ خطابتمیں خطیب مشرق علامہ مشتاق نظامی صاحب نے سید لکھا ہے۔

کتاب علمائے بستی جلد اول ص 114 پر بھی سید لکھا ہے۔

محمد قائم قتیل داناپوری نے مناقب شیخ الاسلا مکے ص 141 پر

اور حضرت میر سیف علی علیہ الرحمہ نے مناقب مرتضوی مطبوعہ نجم الثاقب الہ آباد نے متعدد مقامات پر سرکار مدار پاک کو سید لکھا ہے۔

مورخ اسلام علامہ شوکت علی فہمی نے اپنی کتاب قول الحق ص 116 پر حضرت شہاب چشتی صابری اکبر آبادی نے۔

تاریخ تارہ گڑھ میں حضور سرکار مدار کو سید لکھا ہے۔

اسکےعلاوہ مردان خدا میں ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف میں۔

ماہنامہ مدار اعظم پیر داگوراچوکی گونڈہ میں ماہ اگست 2001 میں ھدیٰ ڈائجسٹ دہلی بابت ماہ اگست 1996 میں اور تواریخ آئینۂ محمودی تصنیف ملا محمود غزنوی میں اور کنز السلاسل فی مجمع الافاضل میں حضور مدار اعظم کو پانچ مقام پر سید لکھا گیا ہے۔

کتاب نور وحدت میں بھی پانچ جگہ سید لکھا گیا ہے۔

علاوہ ازیں کتاب تذکرۃ الصالحینہر اتچ اور کتاب السلسلۃ العلویہ الغازیہ میں اور نیپال میں اسلام کی تاریخ میں سرکار قطب المدار کی سیادت کے خوب خوب تذکرے ہیں۔

مذکورہ شجرات وحوالہ جات کے علاوہ سرکار قطب المدار رضی اللہ عنہ کی سیادت کے تعلق سے دفاتر وذخائر بھرے ہوئے ہیں۔

جبکہ اتنے دلائل پر اکتفاء کرر ہا ہوں۔

بس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رب کائنات سید السادات سرکار سید بدیع الدین شیخ احمد قطب مدار مدار العالمین رضی اللہ کی سیادت پر انگلیاں اٹھانے والوں کو ہدایت عطا فرمائے۔آمین

❑❑❑

داعی اسلام قطب المدار

سید بدرالدجیٰ تمنا جعفری مداری

ہمارا ملک ہندوستان جس کے بلا د وامصار میں بودھ کی حکومت کے سکے چلتے تھے، بودھسٹوں کی حکومت اور ہر چہار جانب ساحروں، جادوگروں سادھوؤں، سنتوں، کا دور دورہ تھا۔ دور دور تک مسلمان نام کا بھی گزر نہیں تھا، یہاں کی تہذیب وتمدن، ماحول ومعاشرہ، کلچر وسنسکرتی، فطرتاً سب ایک دوسرے سے جدا جدا تھیں کیونکہ خاندان با خاندان، قبیلہ با قبیلہ، تہذیب وتمدن کے پاٹس جدا جدا تھے۔ ان اجزاء کو اٹھا کر کسی ایک قالب میں ڈھالنا بڑا دشوار کن تھا۔ جب آج ترقی یافتہ قومیں باہم نہیں ہیں تو کل جب انسانیت کی روشنی پر جہالت کے اندھیرے غالب تھے تب ان کی ذہن سازی کتنی دشوار کن رہی ہوگی۔

ہندوستانی سماج کی تہذیب، مورخین واہل علم وفن پر روز روشن کی طرح آشکارہ ہے۔

تو سوچو!!!

پہلے پہل آنے والے مبلغ پر کیا گزری ہوگی؟ کیونکہ یہاں کی تہذیب اس کے لیے اجنبی، یہاں کا ماحول اس کے لیے اجنبی، نہ رشتہ داری ہے نہ قرابت داری ہے، نہ اپنایت ہے نہ کوء جانتا ہے، نہ کسی سے شناسائی ہے، نہ گھر ہے نہ مکان ہے۔ یہاں کی زبان اجنبی یہاں کی عوام اجنبی بلکہ بقول صدر جمہوریہ جناب راجندر پرساد پرسنا کہ

قدم قدم پہ بدلے پانی
ہر دو قدم پہ بدلے وانی

اے قطب المدار آپ ہندوستان میں تن تنہا آ رہے ہو نہ کوء ساتھی ہے نہ کوئی جانتا ہے نہ کسی سے شناسائی ہے۔

یہاں کی زبان سے واقف نہیں یہاں کا ماحول جانتے نہیں، لوگ اجنبی، نہ ٹھہرنے کو گھر، نہ رکنے کو ٹھکانہ پورے ملک میں چھوا چھوت کی بیماری۔ اے آنے والے قطب المدار کیسے دلوں پر حکومت کی ہوگی؟ کتنی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا ہوگا؟ کونسا کلیجہ تھا کیسے آلام ومصائب جھیلے ہوں گے؟

قربان آپ کی ماں کی مامتا پر، باپ کے پیار پر، کیا گزری ہوگی اپنے قوت بازو کو بازو سے جدا کر کے تو اس سوال پر قطب المدار کی ولایت پکار اٹھتی ہے۔ مجھے تنہا و بے سہارا نہ سمجھو۔ بارگاہ رسالت سے میں مزین کر کے بھیجا گیا۔ جتنی زبانیں اس ملک میں ہیں سب کا علم باب مدینۃ العلم کے سینہ سے ملا یہاں کی تہذیب یہاں کا کلچر یہاں کا ماحول سب مجھے سکھا دیا گیا، روح مہدی موعود نے میری تربیت کی، میری دادی سیدہ خاتون قیامت نے گود میں کھلا کر پیشانی پر بوسہ لیا تھا تو مجھ پر طبقات ارضی وسماوی کھل گئے تھے حتیٰ کے بھوک کا احساس مجھ سے لے لیا گیا پیاس کا احساس مجھ سے دور کر دیا گیا۔

لباس ہمارا پرانا نہیں ہوا۔

تقویت ہماری گھٹی نہیں، پوری زندگی میں جوان رہا پھر بھی خواہشات مجھ سے دور رہیں۔

موسم کا اثر میرے قریب نہیں آتا۔

چالیس چالیس دن چھ چھ مہینے بارہ بارہ سال تک چلے کر کے دنیا کی بڑی سے بڑی طاقتیں سرکر دیں بڑے بڑے جادوگروں کے جادو ایک کرامت سے پاش پاش کر دیے۔

اللہ اللہ

قطب المدار وہ بدیع العجائب ہے۔

جسے دیکھ کر گردش دوراں تھم جائیں۔

جسے دیکھ کر لوگ جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے تھے۔

اور دنیا پکار اٹھتی تھی۔

سر سے پاؤں تک کرامت ہیں کرامت ہے، مدار

ایسا لگتا ہے کہ اعجاز رسالت ہیں، مدار
حضرت صدیق کا حسن صداقت ہیں، مدار
اور عمر فاروق کی شان عدالت ہیں، مدار
روئے عالی سے عیاں عثماں کا ہے رعب حیا
اور لئے بازو میں حیدر کی شجاعت ہیں، مدار

قطب المدار کی اس انفرادیت نے پورے ملک میں اسلام کا ماحول اسلامی تہذیب اسلامی کلچر اسلامی سنسکرتی رائج کردی۔

جسے دیکھ کر لوگ قصیدہ خواں ہیں۔
یہ مدار دوجہاں کے فیض کی تاثیر ہے۔
آج بھارت کے لبوں پر نعرۂ تکبیر ہے۔
صدائیں گونجتی ہیں ہند میں اللہ اکبر کی۔
جو سچ پوچھو تو یہ صدقہ مدارالعالمیں کا ہے۔

281 ہجری میں آپ کے قدموں کی برکتیں سندھ کے مقدر کا فیصلہ کرنے لگیں۔

آپ نے سندھ میں سب سے پہلے تبلیغ واشاعت کی اساس رکھی اور یہیں سے تبلیغ وارشاد کا اول اول کام شروع کیا پہلی آمد تھی۔

آپ نے کس طرح دعوت اسلام دی ہوگی؟

بہرحال آپ کا جو طریقہ کار تھا وہ نہایت منفرد تھا۔

آپ کا دائرۂ تبلیغ نہ ماہ وسال کے پھندے سے بندھا تھا نہ کسی خاص قوم قبیلے کے لیے تھا۔

نہ مخصوص شہر وقریات پر جلوہ فرماں تھیں بلکہ جن وانس کی ہر آبادی تک آپ کی تبلیغی رسائی تھی۔

اور انداز کار اس قدر جداگانہ تھا جو ماحول اور عوام پر گہرا اثر چھوڑ جاتا تھا۔

آپ جگہ اور اس کے ماحول پر نظر رکھتے تھے عوام کے مزاج کو بھانپ کر اس کے مطابق کام کرتے تھے۔

مثلاً اگر کوء سادھو مہاتما ایک دن دن تک حبس دم کرتا اور دنیا ان سادھوؤں سے متاثر ہوتی تو قطب المدار چھ چھ مہینے تک حبس دم فرماتے۔

ساری خلقت ادھر جھک جاتی تب آپ نقاب رخ پلٹتے تو لوگ بیہوش ہوجاتے، ہوش میں آتے تو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے۔

سادھوں سنتوں کے ایک دو چار ہاتھ لمبے لمبے بالوں سے لوگ متاثر ہوکر انھیں کے گرویدہ رہتے تھے۔

سرکار مدارالعالمین نے چودہ چودہ ہاتھ لمبے بال والے ملنگوں کو پیش کیا تو جو جٹھاداریوں کے پجاری تھے سب قطب المدار کے گرویدہ ہوکر کلمہ پڑھ لیتے تھے۔

اگر کوئی سادھو مہاتما ایک دودن ہفتہ دس دن تک پانی میں کھڑا ہوکر خلقت کو اپنی طرف رجوع کرتا تو مدار پاک بارہ بارہ سال تک دریاؤں میں چلہ فرماتے ساری خلقت متاثر ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہوجاتی۔ ہزاروں ہزار کرامتیں اس عظیم مبلغ کی تبلیغی سرگرمیوں کا خطبہ پڑھ رہی ہیں۔

آپ کی تبلیغ کی جیتی جاگتی مثالیں آپ کے چلے آپ کی گدیاں آپ کے تکیے آپ کے نشانات ماہی مراتب ڈنکا نشان سب بانگ دہل اعلان کررہے ہیں۔

صدائیں گونجتی ہیں ہند میں اللہ اکبر کی
جو سچ پوچھو تو یہ صدقہ مدارالعالمیں کا ہے

عوام تو عوام راجا مہاراجا اس کی تبلیغ کے زیر اثر مسلمان ہوئے۔
مثال کے طور پر آپ نے سندھ کے راجہ بلوان کو مسلمان کیا اور رزورآور کا خطاب عنایت فرمایا۔ راجہ کے ساتھ پرجا بھی داخل اسلام ہوگئے۔
راجہ سونت سنگھ نے اسلام قبول کیا، آپ نے جعفر نام رکھا۔

ملک کے شہر شہر گاؤں گاؤں میں ہی نہیں بلکہ کائنات عالم میں تبلیغ فرمائی اور آپ کی ہدایت سے ایک عالم روشن وتابناک ہے۔

بالخصوص ہندوستان کے پہلے مبلغ ہونے کا شرف حاصل ہے۔

تیسری صدی ہجری سے لے کر نویں صدی ہجری تک آپ نے خوب خوب تبلیغ فرمائی چنانچہ آپ کا دائرۂ تبلیغ بالخصوص پورے ملک کو محیط ہے۔

اہل ہنود کے مرکزی مقامات جیسے متھرا، بنارس، بدری ناتھ، الہ آباد اور ایودھیا میں آپ کی تبلیغی خدمات موجود ہیں۔

اس کے علاوہ بنگال، چٹا گانگ، برما، ہائنان، تاؤان، ایران، جاپان، اصفہان، افغانستان، خراسان، چین، روس، منگولیا، تبت، نیپال، آسام، برما بنگال، عراق شام انڈونیشیا وغیرہم آپ کے قدوم میمنت الزوم سے مشرف ہیں اور ان کی سرحدو سیما سے لے کر قلب میں اسلام

کی عظمتوں کے پرچم بلند کیے۔

ہندوستان جس کے شہر کو آج سلطان الہند عطائے رسول حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کا مرکز رشد و ہدایت بنایا صدیوں سال پہلے اس خطئہ ارضی کو شرف قدوم ناز مدار جہاں حاصل تھا تذکرہ نگاروں نے تحریر کیا ہے کہ حضور مدار العالمین نے تیسری صدی ہجری کے آخر میں اجمیر شہر میں جلوہ گری فرمائی اور رشد و ہدایت کا کام انجام دیا۔

ادھر ناتھ جوگی جادوگر حضور مدار العالمین کی ایک کرامت سے متاثر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ ہوا یوں کہ ادھر ناتھ جادوگر ایک تھال میں لوہے کے آہنی چنے لے کر حاضر ہوا، وہ آزمانا چاہتا تھا سرکار سے عرض کیا یہ چنے کھائیے آپ نے ارشاد فرمایا میرا دائمی روزہ ہے اور آپ نے چنے مریدین میں تقسیم کر دیے اور ایک چنا تھال سے اٹھا کر وہیں بو دیا چنا فوراً اگ آیا اور خلفا و مریدین چنے کھا گئے۔ یہ کرامت دیکھ کر ادھر ناتھ حیران رہ گیا اور دست حق پرست پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

اجمیر شریف میں جب آپ نے کوکلہ پہاڑی پر قیام فرمایا، کئی کرامتیں مورث وجود میں آئیں، لوگ کثرت سے حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے۔ ایک مرتبہ 52 ڈاکوؤں کا گروہ کوکلہ پہاڑی پر چڑھ آیا جیسے ہی قریب پہونچے نابینا ہو گئے اور گڑگڑا کر معافی مانگنے لگے، آپ نے دعا کی جس کی برکت سے بینائی لوٹ آئی، یہ کرامت دیکھ کر سب کے سب مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ یہ لوگ آج بھی باون گوتر کے نام سے مشہور ہیں، ان میں سے بہت سے خلافت سے بھی مشرف ہوئے اور چوہرسدھ بھی تھے جن کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بنایا پھر اسلام نبی نام رکھا آپ سے کشف و کرامات کا صدور ہوا آج بھی آپ کا عرس میوات میں بڑے تزک و احتشام سے ہوتا ہے۔

سرکار قطب المدار کی خدمات جلیلہ کا قصیدہ اب بھی اجمیر پڑھ رہا ہے آپ اجمیر تین بار تشریف لے گئے۔

چنانچہ مدار چلہ مدار گیٹ مدار اسٹیشن مدار باؤلی مدار مسجد مدار بازار وغیرہ آج بھی اپ کی یاد دلاتے ہیں۔

❑❑❑

منقبت شریف

آبروئے شعر و سخن حسان الہند حضرت علامہ ادیب مکن پوری

اپنا دامن پسارے کوئی دکھیا پکارے
موری بنتی سنو سرکار رے

نور ہی نور ہے آستانہ
کیوں نہ کھنچ آئے سارا زمانہ
دیکھ کر رحمتوں کا خزانہ
کہہ اٹھا جذبۂ عاشقانہ
مورے من کا اندھیرا
مانگے نوری سویرا
موری بنتی سنو سرکار رے

اولیاء درپہ حاضر ہیں سارے
یا اتر آئے ہیں چاند تارے
بے سہاروں کے ہو تم سہارے
ہم بھی حاضر ہیں دامن پسارے
آس تم سے لگائی مصطفٰی کی دہائی
موری بنتی سنو سرکار رے

شرک وبدعت کی ظلمت مٹی ہے
منہ چھپانے لگی تیرگی ہے
یہ جوایمان کی روشنی ہے
یہ بھی فیضان زندہ ولی ہے
ائے علی کے دلارے ہم بھی چرنن ہیں ڈارے
موری بنتی سنو سرکار رے

زور طوفان ہے دور ساحل
بنگئی ہے ہر اک موج قاتل
پار ہونا ہے ایسے میں مشکل
سخت بیچین ہے اب میرادل

تاجدارِ دیوا اور سلسلہ مداریہ

ایک تحقیقی تحریر:

سید اختیار احمد جعفری المداری، بہیڑی ضلع بریلی

فیض نبوت کی تقسیم کے لیے اللہ رب العزت نے امت پاک محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے جن جن کو متحمل پایا انھیں قاسم فیضان مصطفیٰ بنا کر پوری کائنات میں ان کا تعارف اولیاء اللہ کے پاک لقب سے کرایا، بلا شک وشبہ قیامت تک اولیائے کاملین جلوہ افروز ہوتے رہیں گے اور جام وحدت سے سرشار کراتے جائیں گے۔ ان اولیائے کاملین کی تعداد ہمارے علم میں فکس نہیں ہے بلکہ کونین کے چپہ چپہ پر ہیں انکے غلاموں کے مسکن بٹتی ہے جہاں میں ہر در سے خیرات مدینہ والے کی اس پاک جماعت سے جس کی بارگاہ میں خراج پیش کر رہا ہوں انہیں دنیا بڑی عقیدت سے سلطان الاصفیاء محبّ اتقیاء عالم پناہ حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ کے نام نامی اسم گرامی سے جانتی ہے۔

جن کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے ان کی ولایت اس درجہ مسلم ہے کہ بلا تفریق مذہب وملت ان کی عظمت وسطوت کا سکہ ہر اک کے دل پہ رائج ہے، ولایت کی اس عظیم شخصیت کا نام وارث علی ہے، جسکے دیوانے مستانے انکی غلامی کا لبادہ زیب تن کیے ہوئے ملک کے کونے کونے میں یا وارث، حق وارث، حق وارث، حق وارث کی صداؤں سے مخالفین ولایت کے دل دہلا رہے ہیں۔ جس کے آستانے کی رعنائی پر حسن و جمال جہاں آرا قربان جب دلوں کے افق پر طلوع ہوا تو عشق کی دنیا جگمگا گئی آج اس عظیم رہنما کی یاد میں چند سطور بطور خراج عقیدت پیش کر رہا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عزوشرف باشد

آپ مصدر سلسلہ وارثیہ ہیں، آپ کے مریدین وارثی کہلاتے ہیں جو آپ کی نسبت کا پیلا احرام باندھ کر پیر پرست ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

خاندانی حالات:

آپکے آباؤ اجداد نیشاپور کے رہنے والے تھے، نیشاپور سے سکونت ترک کر کے ہندوستان آئے، آپ کے والد بزرگوار کا نام قربان علی شاہ دیوا کے رئیسوں میں ان کا شمار ہوتا تھا وہ صوفی منش رئیس تھے۔

ولادت باسعادت:

1232 ہجری میں بمقام دیوا عالم امکان کو زینت بخشی۔ جملہ احباب ومتعلقین کی خوشیوں کا ٹھکانہ نہ رہا، بچپن میں ہی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا، پانچ سال کی عمر سے پڑھاء شروع کی سات سال کی عمر میں حفظ مکمل کرلیا۔ عشق ومحبت کے جذبات بچپن سے ہی جنگلوں اور ویرانوں میں لئے پھرتے تھے اور معرفت خداوندی کے پراسرار جام پینے کی جستجو میں پیر کی تلاش ہوء بالآخر عشق کی معراج ہوئی۔

بیعت وخلافت:

آپ اپنے بہنوئی حضرت سید خادم علی شاہ کے خلیفہ ومرید ہیں۔

بشارت:

آپ نے خواب میں دیکھا کہ پیر ومرشد فرماتے ہیں کہ سفر کرو، پیر ومرشد کا حکم پا کر وطن عزیز کو خیر آباد کہا۔ دیوا سے جے پور تشریف لائے، جے پور سے اجمیر شریف حضور غریب نوازؒ کے دربار میں حاضر ہوئے، آستانے میں داخل ہونا چاہتے تھے، دروزازہ پر جو شخص بیٹھا تھا اس نے کہا کہ جوتا پہن کر اندر جانا ادب کے خلاف ہے، آپ نے وہیں جوتا اتارا پھر ساری عمر جوتا نہ پہنا۔ اجمیر میں قیام فرمایا، پھر آپ دوسرے بلاد کے دورے کے لیے تشریف لے گئے اور خلقت خداوندی کو مستفیض فرماتے ہوئے مکن پور شریف میں بھی حاضری کیلئے تشریف لائے۔

معمول:

سرکار عالم پناہ حضرت حافظ سید وارث علی شاہ نہایت ہی عقیدت ومحبت کیساتھ بارگاہ مدار العالمین میں حاضری دیا کرتے تھے ابتدائے سلوک کے بارہ سال میں اکثر یہاں کی حاضری سے مشرف ہوئے ہیں

معتبر مشائخ ادام اللہ فیوضھم نے بیان فرمایا کہ حضرت حاجی وارث علی شاہ بارگاہ قطب المدار میں نیازمندانہ حاضری دیتے تھے۔

خانقاہ قطب المدار میں واقع جامع مسجد عالمگیری میں نمازیوں کے وضو کیلئے کنوئیں سے پانی بھرتے تھے۔

درگاہ قطب المدار کے حرم شریف میں جاروب کشی کرتے تھے اورمکن پور شریف کی گلیوں میں دیوانہ وار ننگے سر برہنہ پاؤں چکر لگاتے تھے۔

اس عقیدت کیشی پر جب قطب المدار کی نگاہ فیض ان کی طرف اٹھی تو موصوف کو خداوند تعالی نے ایسا با کمال کیا کہ حضور سید وارث علی شاہ صاحب کسی بھی زائر کے سر پر اپنا ہاتھ رکھ دیتے تو اس زائر کو سرکار مدارالعالمین کی زیارت کا شرف حاصل ہو جاتا۔

سلسلۂ مداریہ میں اجازت وخلافت:

حضرت حاجی سید وارث علی شاہ نے عمدۃ التارکین زبدۃ الاصفیاء حضرت داتا یتیم علی شاہ ملنگ مداری رحمتہ اللہ علیہ سے سلسلہ عالیہ مداریہ میں طالب ہوکر اجازت وخلافت سلسلہ عاشقان مداریہ کا حصول فرمایا اور اسی سرزمین سے پہلی مرتبہ حج بیت اللہ کو روانہ ہوئے تبھی سے احرام پوش ہوگئے، پھر کبھی آپ نے احرام نہیں اتارا سرکار قطب المدار کے سنہرے کلس کی مناسبت سے پیلا رنگ پسند فرمایا کذافی تذکرہ مدارالعالمین، مصنفہ حضرت مولانا عبد الرحمٰن خانصاحب چشتی قادری ابوالعلاء اکبر آبادی)

آپ خانقاہ مدارالعالمین میں واقع ارغونی مسجد کے حجرہ میں چلہ کرتے تھے، آج بھی یہ چلہ گاہ وارثی دالان کے نام سے مشہور ہے۔

کہتے ہیں کے خانقاہ شریف کے متصل سادات کے ایک مکان سے ایک ضعیفہ خاتون کی آواز آرہی تھی۔

(جونسباً سیدہ تھیں)

ہے کوئی جو مجھے وضو کے لیے پانی لادے، یہ صدا سن کر حاجی صاحب علیہ الرحمہ نے پانی لاکر دیا تو شہزادہ قطب المدار نے دعائیں دیں تو اسی کے صلہ میں اللہ نے ان کی پیشانی پر حج کی سعادت لکھ دی

تو یہیں سے شہزادۂ قطب المدار حضرت سید علی سرور جعفری مداری علیہ الرحمہ خود اپنے ساتھ حج کے لیے لے گئے۔

نوٹ: (مکہ معظّمہ میں ایک واقعہ رونما ہوا، ان شاء اللہ کسی موقع پر لکھونگا) اور مکۃ المکرّمہ پہنچ کر حج کا فریضہ ادا کر کے مدینہ منورہ گئے، کچھ دن وہاں رہے، پھر رخت سفر باندھا، بیت المقدس، دمشق، بیروت، بغداد، کاظمین، نجف اشرف، کربلائے معلّٰی، ایران، قسطنطنیہ کی سیاحت کر کے اور درویشوں سے مل کر پھر مکہ پہونچے، حج سے فارغ ہوکر افریقہ تشریف لے گئے۔

واپسی ... وطن واپس آکر آپ نے دیکھا کہ مکان شکستہ ہو چکا ہے اور آپ کے ساز و سامان پر رشتہ دار قابض ہیں ان کو یہ فکر ہوئی کہ شائد آپ جائداد وغیرہ واپس لیں گے اور ممکن ہے عدالتی کاروائی کریں، ان لوگوں نے بے اعتنائی اور بے رخی سے آپ کو تکلیف دینا شروع کر دی، آپ نے وطن میں زیادہ قیام کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

سفر:

آپ نے پھر رخت سفر باندھا اور قرب و جوار کے مختلف مقامات کو زینت بخشی ،آپ جنگلوں بیابانوں. اور پہاڑوں پر گھومتے اور قدرت خداوندی کا مشاہدہ کرتے تھے، آپ بہرائچ میں تشریف لے گئے اور بارگاہ مسعودیہ سے اکتساب فیض کیا اور سلسلہ مسعودیہ میں اجازت وخلافت حاصل کی اس نسبت سے بھی آپ مداری ہوئے۔

وفات: محرم الحرام ہجری1323 مطابق26 مارچ1905 میں آپ کوزکام کی شکایت ہوء اور پھر 30 محرم 16 اپریل 1905 رحمت حق میں پیوست ہوگئے اناللہ وانا الیہ راجعون

شجرہ وارثیہ مداریہ:

شجرات طیبات ومعمولات

ماخذ مراجع :

خم خانہ تصوف ، تذکرہ مدارالعالمین ،حیات وارث ،شجرات طیبات ومعمولات ،تذکرہ تاجدار بہرائچ وغیرہم۔

آج بھی ان کے عشاق اپنی گردن میں ان کی غلامی کا طوق سجائے انھیں کے نام کا پیلا احرام تسبیح ، مالا اور کھڑاؤں پہن کر دیوانہ وار پھرتے ہیں۔

اللہ پاک اولیائے کاملین کے فیضان سے سب کو مستفیض ہونے کی سعادت عطا فرمائے۔آمین

□□□

مداریہ خانقاہوں کا سرسری جائزہ

سید محمد فصور مبارک جعفری مداری مکن پور شریف

یہ ایک مسلم الثبوت حقیقت ہے کہ دین و مذہب کا قدیم مرکز صوفیائے اسلام کی خانقاہیں اوران کے مقدس آستانے ہی ہیں، اب وہ چاہے حضرت بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ کی خانقاہ ہو یا سرکار غریب نواز کی یا حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی خانقاہ ہو یا مخدوم اشرف سمنانی بہاؤالدین زکریا ملتانی کی ہو یا شیخ شہاب الدین سہروردی کی۔ بہرصورت خانقاہوں کو ہی دین واسلام کے قدیم مرکز ہونے کا شرف حاصل ہے، خانقاہوں کے ذریعے دین و مذہب نے کتنا فروغ پایا، سنیت ان کی گود میں کتنا پروان چڑھی، پرچم اسلام کہاں کہاں لہرایا گیا، کس کس خطہ ارض میں نغمہ توحید گنگنایا گیا، اس کا احاطہ کرنا ہماری رائے کے مطابق بڑے سے بڑے قلمکار فنکار ادیب یا کسی بھی مؤرخ اعظم کے بس کی بات نہیں ہے۔ اصحاب سیر قیامت تک خانقاہوں کے خدمات جلیلہ کا احاطہ کرنے سے قاصر ہی رہیں گے کیونکہ اس باب میں سچی بات یہی ہے کہ اگر آج شرق تا غرب از شمال تا جنوب نغمہ توحید و رسالت گونج رہا ہے تو یہ صرف صدقہ ہے انھیں خانقاہوں کا جو کبھی سرچشمہ رشد و ہدایت رہیں، منبع تبلیغ وارشاد رہیں، مصدر فیوض و برکات رہیں۔ خانقاہوں کی تاریخ آفتاب و ماہتاب سے بھی زیادہ روشن و تابناک ہے، ان کے اصول وضوابط مثل شمس وقمر آج بھی درخشندہ و تابندہ ہیں، ان کے قوانین آج بھی لائق عمل وقابل تقلید ہیں، پوری دنیا بالخصوص ہندوستان میں نفاذ شریعت و اشاعت دین و مذہب کا کام انھیں خانقاہوں کے ذریعے انجام پذیر ہوا مگر اس تلخ حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جن خانقاہوں کی بدولت کل اخوت بھائی چارگی نے زندگی پائی تھی، ایثار وقربانی کے جذبات پیدا ہوئے تھے، خلوص ومحبت اور امانت داری کا ماحول بنا تھا، بڑے بڑے اسلامی وسیاسی معرکے سر ہوئے تھے، علم وعمل زھد وتقویٰ کی سوغات ملی تھی، مذہبی وسماجی وسیاسی زندگی گذارنے کا چلن ملا تھا، آج کافی حد تک یہ چیزیں خانقاہوں سے مفقود نظر آرہی ہیں۔ اور یہ بھی ایک روشن تاریخ ہے کہ صرف بھارت ہی نہیں بلکہ پورے عالم میں جتنے بھی انقلابات آئے وہ انھیں خانقاہوں کے بوریا نشین صوفیائے کرام کے مساعی جمیلہ کا ہی نتیجہ ہیں۔ خانقاہوں کے مقابلے میں دین ومذہب کی ترویج و اشاعت کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو دوسرے طبقات کی خدمات قطعی معمولی نظر آتی ہیں۔ پوری روئے زمین پر سلاسل حقہ کا ایک جال بچھا ہوا ہے جہاں سے آج بھی سلسلہ رشد وہدایت جاری وساری ہے۔

اس مختصر سے مضمون میں تمام سلاسل کی خانقاہوں کا تعارف ممکن نہیں۔ بروقت ہندوستان میں مروج تمام سلاسل میں سب سے قدیم و اولین سلسلہ سلسلہ عالیہ مداریہ کی بعض خانقاہوں کا مختصر تعارف پیش کررہا ہوں جو ہندو پاک کے طول وعرض میں اپنی روشن خدمات کی شہادت دے رہی ہیں اور ہر شش جہات میں نٹورکنگ ٹاورس کے مثل فیوض وبرکات الٰہیہ ونعمات محمدیہ کی تقسیم کررہی ہیں۔

چنانچہ مشرقی بہار نالندہ ضلع کی تحصیل ہیلسہ جتی نگر میں سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار کے خلیفہ اجل حضرت سیدنا جمال الدین جان من جنتی ملنگ مداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ معلیٰ سے آج بھی انعامات الٰہیہ وفیضان مداریہ کی خیرات بٹ رہی ہے اور شہر بہار شریف میں حضرت سیدنا دیوان گگن دولھا شاہ مداری قدس سرہ کی خانقاہ سے بھی دین ومتین کی آبیاری کا سلسلہ ہنوز جاری وساری ہے اور شمالی یوپی میں خلیفہ قطب المدار حضرت سید اجمل بہرائچی وسید بڈھن بہرائچی حضرت قاضی سید محمود الدین کنتوری ضلع بارہ بنکی حضرت قاضی شہاب الدین پرکالہ آتش بڑا گاؤں بارہ بنکی کی خانقاہوں سے خوب خوب دین ومذہب کی اشاعت ہوئی اوران کے آستانوں سے آج بھی

فیض مداریت جاری وساری ہے۔ جنوبی یوپی میں خلیفہ قطب المدار حضرت قاضی مطہر قلہ شیر ماورائےلنہری قصبہ ماور ضلع کانپور کی خانقاہ بھی سرچشمہ رشدوہدایت ہے۔ اتر پردیش میں ہی خلیفہ قطب المدار حضرت سید احمد بادیہ پا مداری کلھوا بن مئو حضرت سید پیر حنیف مداری متھرا بازار ضلع بلرامپور کی خانقاہیں آج بھی منارہ رشد وہدایت ہیں اور اسی اتر پردیش میں خلیفہ قطب المدار حضرت سید جلال الدین مداری المعروف بہ شاہ دانا شاہ بریلی حضرت ملنگ نیرنگ شاہ بلاس پور ضلع رامپور حضرت چتین شاہ مدنا پور حضرت چراغ علی شاہ سیتھل ضلع بریلی کی خانقاہوں سے آج بھی خلق اللہ کے قلوب میں چراغ ہدایت روشن کیا جارہا ہے۔ ضلع بریلی کے موضع ڈھکنی میں حضرت سیدنا دودھا دھاری شاہ ملنگ اور آپ کے خلیفہ حضرت پنجابہ شاہ ملنگ مداری کی خانقاہ خاص طور سے قابل ذکر ہے، اس خانقاہ کے موجودہ گدی نشین شیخ طریقت حضرت بابا محمود علی شاہ ملنگ مداری ہیں۔ قلب مہاراشٹر میں حضرت سیدنا عبدالرحمٰن ملنگ مداری کلیان ممبئی، حضرت عبدالرحمٰن عرف بابا حاجی علی مداری کی خانقاہوں سے آج بھی اسلام وسنیت کا پیغام عام کیا جارہا ہے۔ اتر گجرات میں حضرت سدھن سرمست مداری پانڈو بیاس حضرت بابا مان دریائی بڑودہ حضرت سیدنا قاسم مداری حضرت سیدنا بابا نون مداری کی خانقاہیں آج بھی منبع رشد وہدایت ہیں۔ جنوبی ہند کے صوبہ کرناٹک کے ضلع میسور کولار میں حضرت قطب محمد المعروف بہ قطب غوری مداریؒ کی خانقاہ پرچم اسلام بلند کیے ہوئے ہے۔ راجستھان تجارہ ریاست الور میں حضرت غضنفر علی عرف غازی گدن متوفی 1009ھ حضرت شاہ گوہر علی المشہور بہ گوہر گلزار مست دیدار کی خانقاہیں بھی گم گشتگانِ منزل کے لیے منارنور بنی ہوئی ہیں۔ ریاست الور ہی کی تحصیل کشن گڑھ کے قصبہ گھانسولی میں سرکار مدار العلمین کے ایک جلیل القدر خلیفہ حضرت چاند خان عرف چاند شاہ مداری متوفی 798ھ کی بھی خانقاہ بے پناہ مرکزیت کی حامل ہے یہاں پر آج بھی اللہ کے بندوں کا ہجوم لگا رہتا ہے۔ ہریانہ کے مقام گھورگڑ گاؤں میں حضرت سید شاہ عبداللطیف ارغونی مداری اور تحصیل فیروز پور کے قصبہ ساکرس میں حضرت خاکی شاہ کی خانقاہیں تشنگانِ طریقت ومعرفت کا مرکز تھیں۔ مدھیہ پردیش کے ضلع گوالیر میں حضرت بابا غفور عرف بابا کپور مجذوب مداری حضرت مستان شاہ مداری جیواجی گنج کی خانقاہیں آج بھی مرجع عوام وخواص ہیں۔ ہندوستان کے مشہور شہر آگرہ میں حضرت فخر الدین مداری حضرت سید بالے پیر کی خانقاہ بھی مسلمانان اہل سنت کا مرکز عقیدت ہیں۔ بنگال کے ضلع بوگڑھ قصبہ مہیستان میں حضرت ماہی سوار مداری اور قصبہ گوڑھ بنگال میں حضرت شاہ اعلیٰ عرف شاہ الا اور ضلع دیناج پور موضع بلیا ہمت آباد مغربی بنگال میں حضرت سلطان حسن مداریہ سرگروہ دیوانگان سلطانی کی خانقاہیں بھی مرجع خلائق ہیں۔ راجستھان کے ضلع جے پور کالا ڈیرا میں حضرت سیدنا بابا لنکا پتی مداری اور حضرت کابلی شاہ ملنگ مداری کی گدی ہے، اس گدی کے موجودہ گدی نشین حضرت ابروشاہ ملنگ مداری ہیں۔ اس کے علاوہ ٹونک ضلع جۓ پور راجستھان میں حضرت گٹے شاہ بابا مداری کی گدی ہے، اس گدی کے موجودہ گدی نشین جناب اکبر شاہ مداری ہیں، ان گدیوں سیمذہب اسلام کواس علاقہ میں خوب فروغ حاصل ہوا ہے۔ راجستھان کے ضلع ناگور میں اڑوانا می موضع میں دیوانگان ملنگ مداریہ کی ایک بہت ہی مشہور گدی ہے، ایک زمانہ تھا کہ اس گدی سے حضرت سیدنا بھولا شاہ ملنگ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی عظیم پیمانے پر اسلامی انقلاب برپا کیا تھا آپ بڑے صاحب نسبت ملنگ گزرے ہیں آپ کے بھیگ (سر کے بال) تقریباً تیس فٹ تین انچ کے تھے، آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ حضرت کلک علی شاہ ملنگ مداری اس گدی پر متمکن ہوئے، آپ بھی بڑے صاحب کشف وکرامت بزرگ ہوئے تھے آپ کے وصال سے لے کر اب تک یہ گدی خالی ہے، پرانے دستور کے مطابق خانقاہ مداریہ کا سجادہ نشین اپنی جمع اللہ (خانقاہی کابینہ) کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد اب جسے چاہے گا اسے اس گدی پر متمکن کریگا۔

اس وقت خانقاہ مداریہ مکن پور شریف کے سجادہ نشین حضرت علامہ الشاہ پیر سید محمد مجیب الباقی جعفری مداری ہیں، آپ خانقاہ مداریہ کے سولہویں سجادہ نشین وتخت نشین ہیں۔ قدیم زمانے سیہی یہ دستور چلا آرہا ہے کہ خانقاہ مداریہ، مکن پور شریف کا سجادہ نشین وتخت نشین سال میں ایک بار تمام گدیوں وچلہ گاہوں اور ان سے متعلق تکیوں کا دورہ کرتا ہے، جب وقت کا سجادہ نشین وتخت نشین کسی گدی چلہ گاہ یا اس سے متعلق تکیہ پر پہنچتا ہے تو اس پر بیٹھے ہوئے ملنگان عظام وفقرائے کرام

وارث تخت دربار مداریہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر نذر وفتوح پیش کرتے ہیں۔سجادہ نشین کو یہ حق بھی حاصل ہوتا ہے کہ تمام گدیوں و چلہ گاہوں کی ساری آمدنی واخراجات کا جب چاہے حساب و کتاب لے۔خیر اس وقت میرا مقصد خانقاہوں کا تعارف ہے۔چنانچہ راجستھان ضلع ناگور کے قصبہ تھانولا بھی سلسلہ عالیہ مداریہ کا ایک مشہور ومعروف تکیہ ہے، یہ تکیہ سید قیصر علی شاہ پانچ پیر کی درگاہ کے نام سے مشہور ہے اس تکیہ کے موجودہ تکیہ دارو گدی نشین عالی جناب محترم پیروشاہ مداری عرف عنایت علی شاہ مداری ہیں محترم پیروشاہ بڑے بلند ہمت اور انتہائی متحرک آدمی ہیں ،ہمیشہ سلسلہ عالیہ مداریہ کی ترویج واشاعت کے لیے تیار رہتے ہیں۔ضلع ناگور ہی میں ضلع پربت سر میں سلسلہ مداریہ کا ایک بڑا قدیم تکیہ ہے، یہ جگہ تکیہ پربت سر کے نام سے مشہور ہے یہاں کی مسجد میں پرانے دور کا ایک کتبہ آج بھی لگا ہوا ہے،کتبہ کے الفاظ یہ ہیں "ایں مسجد شاہ مدار بدیع الدین درعہد محمد شاہ بادشاہ ست " یہ تکیہ گروہ طالبان مداریہ کے بزرگوں کا ہے جو تکیہ طالبان ہی کے نام سے مشہور ہے،اس تکیہ میں بہت سارے بزرگ ملنگاں کرام آسودہ خاک ہیں، یہ سب کے سب صاحب کشف وکرامت گذرے ہیں اور الحمدللہ آج بھی ان کے آستانوں سے فیض مداریت جاری وساری ہے۔

چند ملنگان کرام کے نام یہ ہیں:

حضرت حیات علی شاہ ملنگ مداری، حضرت کوچک علی شاہ ملنگ مداری، حضرت مدار شاہ ملنگ مداری، حضرت عبداللہ شاہ ملنگ مداری، حضرت قربان علی شاہ ملنگ مداری، حضرت صادق علی شاہ ملنگ مداری، حضرت عرفان علی شاہ ملنگ مداری، حضرت دین علی شاہ ملنگ مداری۔ اس وقت یہاں کے گدی نشین حضرت صوفی قدرت علی شاہ عرف قادر شاہ ہیں۔ناگور ہی کے قصبہ کچیرا میں سلسلہ مداریہ کی ایک اور مشہور گدی اور اس سے متعلق تکیہ ہے ،یہ گدی ناگی کہلاتی ہے چونکہ راجستھان کے بعض علاقوں میں ملنگوں کو ناگی کہتے ہیں ،یہ گدی ناگیوں ملنگوں کا مرکز رہی ہے۔

اس گدی کے چند بزرگوں کے نام یہ ہیں:

حضرت شوقین علی شاہ ملنگ، حضرت مسکین علی شاہ ملنگ ،حضرت وقار علی عرف بگاڑ شاہ ملنگ ،حضرت پیر محمد بخش ملنگ ،حضرت بابا قادر علی ملنگ اور حضرت بابالاڈ شاہ ملنگ ،اس گدی کے اکثر ملنگان کرام کے بھیگ (بال) تیس فٹ، اٹھارہ فٹ کے دیکھے گئے ہیں۔

مذکورہ بالا بزرگان دین کے علاوہ حضرت شیخ صدرالدین ثابت مداری جونپوری، حضرت شاہ ملا نورالدین مداری متوفی 1175ھ ، حضرت شیخ ملانصیرالدین مداری جونپوری متوفی 1076ھ، حضرت شیخ فخر الدین مداری ابن شیخ ثابت مداری متوفی 942ھ رحمہم اللہ علیہم سلسلہ عالیہ مداریہ کے بڑے جلیل القدر و عالی مرتبت بزرگ گزرے ہیں ،ان نفوس قدسیہ سے سلسلہ عالیہ مداریہ کی بڑے عظیم پیمانے پرنشر و اشاعت ہوئی ،ان حضرات کا شمار اکابر فضلا کی صفوں میں ہوتا ہے، ان بزرگوں کی خانقاہیں آج بھی شہر جونپور میں اپنی منفرد المثال تبلیغی سرگرمیوں کی شہادت دے رہی ہیں۔

علاوہ ازیں تاریخ سلاطین شرقیہ وصوفیائے جونپور تاریخ میوات میں تحریر ہے کہ سہنہ اور بلب گڑھ کے درمیان ایک پہاڑی کے دامن میں حضرت عنایت علی شاہ مداری کا تکیہ ہے جو بہت اہم اور سلسلہ مداریہ کی بہت بڑی خانقاہ ہے، نیز شہر فیض آباد میں سلسلہ عالیہ مداریہ کی مشہور خانقاہ ہے جو بہار شاہ کے تکیہ سے مشہور ہے۔اس خانقاہ میں حضرت یار علی عرف دادا پیر اور ان کے خلیفہ و جانشین حضرت غربت علی شاہ مداری حضرت امیر علی شاہ مداری ملنگ حضرت شمس علی عرف ڈنڈا شاہ مداری وغیرہم آسودہ خاک ہیں۔

اس کے علاوہ علاقہ بہرائچ شریف کے موضع سہمسا شریف میں بھی سلسلہ مداریہ کی ایک مشہور خانقاہ ہے، یہاں پر شیخ المشائخ حضرت خواجہ حافظ سید محمد مرادمیاں مداری علیہ الرحمۃ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ مداریہ مکن پور شریف کے مرید وخلیفہ حضرت سید رمضان علی عرف منڈا شاہ بابا کا آستانہ ہے، آپ بڑے صاحب کشف و کرامت بزرگ گذرے ہیں حسب سابق آج بھی آپ کے آستانہ سے فیض مداریہ جاری وساری ہے۔

سلسلہ مداریہ کی ایک اور مشہور خانقاہ سونگیر علاقہ دھولیہ صوبہ مہاراشٹر میں ہے، یہاں پر خلیفہ حضور زندہ شاہ مدار حضرت سیدنا شیخ شرف الدین مداری رحمۃ اللہ کا آستانہ ہے ،آپ کے مزار پاک پر بموقع عرس آج بھی لاکھوں کا مجمع ہوتا ہے۔

خضر پور کلکتہ بنگال میں بھی سلسلہ مداریہ کی ایک عظیم خانقاہ ہے

جہاں پر سید علی بابا مداری کا آستانہ مرجع خلائق ہے ،ان کے علاوہ حضرت جلال شاہ مداری مارہرہ ضلع ایٹہ حضرت گلاب شاہ مداری پوٹا ضلع پیلی بھیت حضرت شیخ علی راؤنی مداری نزد دریائے جمنا متصل عیدگاہ متھرا حضرت سید محمد اسمعیل میاں مداری مکن پوری ہمیر پورمودہا حضرت سید عیسیٰ میاں مداری خیر کھاتہ مرادآباد حضرت شاہ ولایت علی ملنگ مداری بشمبر اکوسی کلاں متھرا حضرت شاہ چتین ثانی مداری عرف لنکا پتی جسولی تکیہ قنوج حضرت چتین علی شاہ مداری پدمی مدناپور حضرت سید محمود مداری چور بر تکیہ سدھارتھ نگر وغیرہم کی خانقاہیں آج بھی دین متین کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔

مچھریا ضلع کانپور میں حضرت سید ابوالحسن عرف سید بابا مداری حضرت پیر علی شاہ مداری کی خانقاہ ہے اس خانقاہ کے موجودہ متولی حضرت خلیل شاہ مداری ہیں اس خانقاہ کے زیر اہتمام مدرسہ الجامعتہ الحنفیہ مدارالعلوم بھی چل رہا ہے، بیور ضلع مین پوری میں حضرت ملک میر شاہ مداری کی خانقاہ ہے،اس کے موجودہ متولی جناب ہدایت علی شاہ مداری وجناب محمد رفیع شاہ مداری ہیں،اس خانقاہ کی نگرانی میں بھی ایک مدرسہ بنام مداروراث العلوم چل رہا ہے۔

اس کے علاوہ ادئے پور راجستھان خاص شہر کے اندر محلّہ میوہ فروشان میں اندرون مسجد شاہ لنکا پتی ثانی مداری کا مزار مقدس مرجع خلائق ہے آپ قطب ادے پور ہیں، اس خانقاہ کے متولی عالی جناب عبدالحمید شاہ وعبدالمجید شاہ مداری ہیں جوانھیں کی نسل سے ہیں۔

مذکورہ بالا خانقاہوں کے علاوہ سلسلہ مداریہ کی ان گنت خانقاہیں ہندوبیرون ہند جابجا موجود ہیں جن کے شمار کے لیے کئی کئی اکیڈمیوں کی ضرورت ہے، بروقت اتنی ہی خانقاہوں پر اکتفا کرتا ہوں اللہ عزوجل میری اس حقیر کوشش کو میرے لیے ذریعہ نجات بنائے۔آمین

حوالہ جات:

۱۔دیوان عیدی از رنگ تجارہ
۲۔تاریخ سلاطین شرقیہ وصوفیائے جونپور
۳۔نزہتہ الخواطر
۴۔صوفیائے میوات
۵ ماہنامہ زندہ شاہ مدار بابت ماہ اپریل 2007

منقبت شریف

سرکار سیدنا بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ
آبروئے شعر سخن علامہ ادیب مکنپوری رحمتہ اللہ علیہ

بحضور سرکار ولایت حضور مدارالعالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حسان الہند حضرت علامہ ادیب مکنپوری علیہ الرحمہ

مدار سے بیر قہر خالق اگر نہیں ہے تو اور کیا ہے
کہ سوءِظن ان سے رکھنے والا سراج کی طرح سوختہ ہے

سب ایک منزل کے ہیں مسافر جدا جدا سب کا راستہ ہے
مگر یہ دیکھو کہ مصطفیٰ سے قریب تر کس کا سلسلہ ہے

سلام اس پر کہ ذات جسکی جمال سیرت کا آیئنہ ہے
سلام اس پر کہ جس نے ہم کو شعور عشق نبی دیا ہے

میں کیا ہوں اور میرا قول ہی کیا یہاہل عرفاں کا فیصلہ ہے
مداریت کا وہاں ہے جلوہ جہاں ولایت کی انتہا ہے

دلوں میں اے کھوٹ رکھنے والو چلو تو بازار مصطفیٰ میں
چلن میں کھل جائے گی حقیقت کہ سکہ کھوٹہ ہے یا کھرا ہے

ہزار فتنے اٹھائے دنیا کہ گردشوں سے ڈرائے دنیا
اثر ہی کیا اس پہ گردشوں کا مدار سے جس کا واسطہ ہے

تمام دنیا میں اہل حاجت ہیں ڈھونڈھتے صاحب کرم کو
کرم مدار جہاں کا وہ ہے جو اہل حاجت کو ڈھونڈتا ہے

ادیب سب اولیا دوراں طواف روضے کا کررہے ہیں
یقین آیا کہ ہر ستارہ مدار کے گرد گھومتا ہے

مقام محبوبیت اور ذات قطب المدار

فقیر مداری سید محمد توثیق ''منصف'' مصباحی جعفری مداری قاضی قصبہ مکنپور شریف

اولیاء تحت قباء لا یعرفھم غیری۔ یہ حدیث قدسی اولیاء کرام کی اس شان اقدس کو بیان کررہی ہے جس کا تعلق مقامات ولایت سے ہے۔ کہ میرا ولی میری قبا کے نیچے ہے۔ جسکو سمجھنا ممکن نہیں سوائے میرے انکو کوئی نہیں جانتا یعنی ولی کی عظمت ورفعت اور اس کے مقام ومرتبہ کو اللہ ہی پہچانتا ہے لیکن صوفیہ کرام نے اپنے خاص علم کے ذریعہ جو اللہ نے ان کو عطا فرمایا، ان اولیائے کرام کی شان وعظمت جو بیان کیں اور قرآن وحدیث سے ان کی جو فضیلتیں ظاہر ہیں وہ کسی صاحب علم پر پوشیدہ نہیں۔

قارئین کرام:

آج ہم جس ولی کامل کا ذکر کررہے ہیں، وہ ہندوستان کا محسن اعظم ہے جس کا احسان ہندوستان کے گوشے گوشے سے عیاں ہے۔ یعنی حامل مقام صمدیت، واصل مقام محبوبیت، فرد الافراد، قطب الاقطاب حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار مدار العالمین رضی اللہ تعالی عنہ جس نے ہندوستان کو تیسری صدی ہجری کے نصف آخر میں اپنے قدم ناز سے نوازا اور تبلیغ دین متین فرمائی جس نے ہندوستان کے گوشے گوشے اور چپے چپے میں خود جا کر چلہ کشی فرما کر بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ راست دکھا کر ایمان واسلام کی دولت عظمی سے نوازا آپ کو اللہ پاک نے ولایت کے مقامات میں وہ کمالات عطاء فرمائے ہیں کہ جن کا اندازہ لگانا غیر ممکن ہے بقول کسی شاعر کے کہ

شان والا حضرت قطب المدار
یا بداند مصطفیٰ یا کردگار
ہر کسے را منزلش معلوم نیست
جزو دانند اولیائے روزگار

جس کو ولایت کے وہ تمام مقامات حاصل تھے جن کی عظمتوں کا اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا انھیں مراتب ولایت میں ایک نہایت ہی اعلی مقام ہے جسے مقام محبوبیت ومعشوقیت کہتے ہیں۔ اس منصب پر فائز ہونے والا بزرگ قطب حقیقی اور قطب وحدت کے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے ولایت خاصہ محمدیہ میں اس سے اوپر کوئی مقام نہیں ہے، یہ مقام اسے حاصل ہوتا ہے جو منصب قطبیت کبریٰ یا مداریت پر فائز رہا ہو اور جب سالک اس مقام سے ترقی کرتا ہے تو مقام فردانیت پر فائز ہوتا ہے اور مقام فردانیت سے سالک جب ترقی کرتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچتا ہے جسے مقام محبوبیت کہتے ہیں۔

چنانچہ سید محمد ابن میر جعفر مکی خلیفہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے محبوب غور سے سن قطب مدار کی عمر (میعاد) مختلف ہوتی ہے بعض کی میعاد ۳۳ سال ۳ ماہ بعض کی ۳۳ سال ۴ ماہ اور ۸ دن ہوتی ہے اور بعض کی ۸۲ سال ۳ ماہ اور ۲ دن بعض کی ۵۲ سال بعض کی ۲۲ سال ۱۱ ماہ اور ۲۰ دن ہوتی ہے اور بعض کی میعاد ۹۱ سال ۵ ماہ ۲ دن ہوتی ہے اے محبوب ۳۳ سال اور ۴ ماہ سے زیادہ نہیں ہوتی اور ۹۱ سال ۵ ماہ ۲ دن سے کم نہیں ہوتی اگر میعاد (مدت) مذکور میں کسی کا اجل آجاتا ہے تو رحلت کرجاتے ہیں۔

جب قطب اس میعاد کے اندر سلوک میں ترقی کرتے ہیں تو افراد کے مقام پر پہونچ جاتے ہیں اور افراد کی عمر (میعاد) ۵۵ سال ہوتی ہے نہ زیادہ نہ کم اگر اس میعاد میں اجل آجاتا ہے تو رحلت کرجاتے ہیں اور اگر اس مدت میں سلوک میں ترقی کرتے ہیں تو قطب حقیقی کے مقام تک پہنچ جاتے ہیں اور قطب حقیقی کی عمر یعنی میعاد ۳۲ سال اور ۱۰ دن ہوتی ہے۔ اور یہ مقام مقام معشوقی ہے، قطب وحدت اور مرتبہ محبوبیت یہ ہے کہ جو کچھ معشوق کہتا ہے حق تعالی عزوجل وہی کرتا ہے۔

(بحر المعانی بحوالہ مرآۃ الاسرار صفحہ ۱۵۰)

یہ مقام بطفیل محبوب مطلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے وارث اکمل حضور مدار العالمین کو وراثتاً حاصل ہوا صاحب مدار اعظم حضرت علامہ مولانا فرید احمد نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت شاہ مدار صاحب کو یہ مرتبہ حاصل تھا۔(مدار اعظم ص ۴۵)

ا۔ مقام محبوبیت کے اوصاف وعلامات:

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں سورہ الم نشرح کی تفسیر کرتے ہوے ۲۱ ویں نشیمن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کا ذکر فرماتے ہیں جس میں محبوبیت کے چند اوصاف انھوں نے بیان فرماے ہیں چنانچہ تحریر فرماتے ہیں ایک محبوب نازنین مہ جبین بلکہ (1) ایک کعبہ مثال ہے کہ جس کے جسم کو تجلئی جمال الٰہی نے اپنا آشیانہ بنالیا۔(3) اور ایک طور تمثال ہے کہ جس پر انوار حسن ازلی چمکے اور شان محبوب اس میں جلوہ گر ہوئے۔(3) وہ اپنی جاذبہ محبت سے دلوں کا شکار کرتا ہے اور ہزار در ہزار عاشق حسن ازلی دیوانہ وار بلا توقع کسی منفعت اور استفادہ کمال کے اس کی کمنڈ جاذبہ کو ہاتھ میں لینے کو دوڑے آتے ہیں اور اس کے آستانہ پر سجدات کرتے ہیں اس کے جمال کے مشتاق ہوتے ہیں۔

اور یہ مرتبہ ان مراتب سے ہے جو کسی بشر کو نہیں ملا مگر بطفیل اس محبوب مقبول کے البتہ بعض اولیائے امت کو شمہ محبوبیت سے حصہ ملا اور وہ مسجود خلایق اور محبوب دلہا ہوے جیسے حضرت غوث الاعظم اور حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہما۔(تفسیر فتح العزیز سورہ الم نشرح)

مذکورہ بالا عبارت سے چند باتیں مستفاد ہوئیں جو حضور مدار العالمین کی ذات اقدس میں نمایاں طور پر موجود تھیں اور اس لحاظ سے آپ کی محبوبیت آفتاب نیم روز سے زیادہ روشن ہے۔

(۱) کعبہ مثال ہونا - سرکار قطب المدار کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں ہے کے حضور مدار العالمین کعبہ مثال تھے جس کی تفصیل کتب سیر کے سیکڑوں اوراق پر بکھری ہیں کہ آپ کے چہرہ باکمال پر جس کسی کی بھی نظر پڑ جاتی تھی وہ سجدہ میں گر جاتا تھا۔اور سرکار مدار پاک کو اپنی اس عظمت کا عرفان تھا اسی لیے آپ نے اپنے مرید شیخ محمد لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے طواف کا حکم دے دیا تھا۔ جب آپ حج کے ارادے سے اپنے وطن سے نکلے اور انھیں راستہ میں معلوم ہوا کہ مرشد گرامی حضور سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار اپنے مرشد پاک سرکار سیدنا مدار العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں آئے اور مرشد پاک کی زیارت میں اتنا محو ہو گئے کہ اپنے سفر اور تمام باتوں کو بھول گئے جب ہوش آیا تو وقت زیادہ نکل گیا عرض کیا کہ حضور میں گھر سے حج کے ارادے سے نکلا تھا آپ کی بارگاہ میں پہنچ کر سب بھول گیا اب وقت اتنا نہیں کہ سفر کروں، تب سرکار قطب المدار نے شیخ صاحب کو اپنا طواف کرنے کا حکم دے دیا اور انھوں نے اپنے پیر و مرشد کا طواف کیا تو انھیں نظر آیا کہ وہ پیر و مرشد نہیں بلکہ خانہ کعبہ ہے۔اور یہ وہ بات نہیں ہے جو افراط وغلو کے طور پر عقیدمندوں نے لکھ دی ہو بلکہ اس کی روشن دلیل ہے آج بھی جس کو سر کی آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے کہ ابابیل پرندے سرکار مدار پاک کے روضہ انور کا طواف کرتے ہیں۔

۲۔ طور تمثال ہونا

یہ بات بھی روز روشن سے زیادہ عیاں ہے کہ حضور مدار پاک پر تجلی الٰہی کا اس قدر نزول ہوتا تھا کہ آپ کا جسم اقدس پر نور پر جمال ہو گیا تھا اور چہرہ انور سورج سے زیادہ تیز چمکدار ہو گیا تھا جس کی تابانیوں کو آپ سات نقابوں میں چھپاتے تھے اور جب کبھی ایک یا دو نقاب اٹھ جاتے تھے تو مخلوق خدا جلوؤں کی تاب نہ لا پاتی اور بے ہوش ہو کر سجدہ ریز ہو جاتی تھی۔ چنانچہ شیخ محقق حضرت علامہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "اکثر احوال برقعہ برروکشیدہ بودے و گویند کہ ہر کہ رانظر بر جمال او افتادے بے اختیار سجود کردے" یعنی زندہ شاہ مدار زیادہ تر اپنے چہرے پر نقاب ڈالے رہتے تھے، کہتے ہیں کے جو کوئی ان کے جمال پر نگاہ ڈالتا بے اختیار سجدے کرتا۔(اخبار الخیار)

۳۔ جاذبہ محبت ہونا

سرکار مدار پاک کی ذات والا صفات میں جاذبہ محبت بدرجہ اتم تھی مخلوق خدا آپکی گرویدہ و شیدا رہتی تھی۔حضرت شیخ محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں: ''طریق او بسیار جذب خلایق بودہ عوام بسیار برایشان گرد آیند'' (اخبار الاخیار) یعنی شیخ بدیع الدین مدار کا طریقہ بہت جذب خلائق کا تھا، عوام بہت ان کے ارد گرد آتے۔

ملا ابوالفضل رقم طراز ہے۔شاہ مدار لقب بدیع الدین کہ و مہ ہندی بوم بدو گرددوالا پایگی برگزارد (آئینہ اکبری جلد ۳ ص ۴۸۲)

زندہ شاہ مدار کی شخصیت کی بازیافت

مولانا عرفان عالم اشرفی، رکن آل انڈیا علما مشائخ بورڈ، لکھنؤ

اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ دور اطلاعاتی انقلاب کا دور ہے جس میں فاصلے سمٹ گئے ہیں اور پوری دنیا ایک ''گلوبل ویلیج''، یعنی ایک ''عالمی گاؤں'' میں تبدیل ہوگئی ہے جس میں اس گاؤں کے رہنے والے بڑی آسانی کے ساتھ ایک دوسرے سے اپنا رابطہ اور تعلق استوار کر سکتے ہیں، اگر چاہیں تو ایک دوسرے کے دکھ درد سے بھی واقف ہو سکتے ہیں اور اس کا علاج بھی کر تلاش کر سکتے ہیں مگر واقعہ یہ ہے جدید دور کی ان سہولتوں کا استعمال خلق خدا کی نفع رسانی کے لیے کم، مضرات رسانی کے لیے زیادہ ہو رہا ہے، آج ہماری زندگی کی ہر ہر نقل وحرکت جدید وسائل اطلاعات کے ذریعے ریکارڈ ہو رہی ہے، ہم چاہیں تو وڈیو کی شکل میں اپنی زندگی کی تمام نقل وحرکت اور ساری سرگرمیاں محفوظ کرلیں اور چاہیں تو اپنی تمام آوازوں کو بھی آڈیوز کی شکل میں ریکارڈ کرلیں۔ آج افادہ اور استفادہ دونوں بہت آسان ہوگیا ہے لیکن افسوس کہ انسانی دنیا کی توجہ افادہ کی طرف کم استفادہ کی طرف زیادہ ہے، خیر اگر تعمیری نقطہ نظر سے استفادہ ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں لیکن زیادہ تر منفی طریقے سے استفادہ کیا جا رہا ہے۔ تعلیم وتربیت کے ذرائع آج جتنے آسان ہیں کبھی نہیں رہے، بچے کو اسکول جانے کی بھی ضرورت باقی نہیں رہ گئی ہے، بچہ گھر بیٹھے بیٹھے کمپیوٹر کی سکرین پر اپنے استاد سے ہدایت حاصل کرتا رہتا ہے اور اپنی معلومات میں اضافہ کرتا رہتا ہے اور کورس کی کتاب بھی پڑھتا رہتا ہے، سوالات کو حل کرتا ہے اور ہوم ورک بھی آسانی سے کرلیتا ہے، لیکن آج سے ہزار سال پہلے ان سہولیات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، لکھنے پڑھنے کا صرف ایک ذریعہ کاغذ اور قلم تھا، اس کی تبلیغ اور ترسیل بھی بڑی مشکل تھی، کتاب کو تیار کرنے میں ہفتوں مہینوں بلکہ سالہا سال لگ جاتے تھے، اس دور میں میں جن لوگوں نے کتابیں لکھیں، حالات ووقعات کو قلم بند کیا اور علمی سرمایہ ہم تک پہنچایا یقیناً ان کی کی قربانیاں بے مثال ہیں، ان کا ایثار لازوال ہے، ان کے احسانات سے ہم کبھی عہدہ برآ نہیں ہوسکتے۔ یہ ان ہی کا حصہ تھا جو انھوں نے کیا۔

بعد میں یعنی اب سے تقریبا تین سو سال پہلے چھاپا خانے کا تصور آیا اور دھیرے دھیرے پرنٹنگ پریس کا رواج ہوگیا، اب پہلے کے مقابلے میں زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ کتابیں لکھی جانے لگیں اور ان کو دور دور تک پہنچایا جانے لگا، پریس کی دنیا میں بھی خوب ترقی ہوئی، ایک سے ایک ترقی یافتہ پریس وجود پذیر ہوئے جو ایک شب وروز میں ہزاروں کتابیں چھاپ سکتے ہیں۔ سائنسدانوں نے آج ایسی طباعتی مشینیں ایجاد کرلی ہیں جو ایک گھنٹے میں کسی کتاب یا اخبار کی ایک لاکھ کاپیاں بڑی آسانی کے ساتھ چھاپ سکتی ہیں، پریس کی دنیا میں میں اس وقت ناقابل یقین رفتار پیدا ہوگئی جب کمپیوٹر وجود میں آیا، آج کتابت وطباعت کا سارا کام کمپیوٹر کے ذریعہ ہو رہا ہے، آپ چاہیں تو راتوں رات کسی بھی کتاب یا اخبار کو کمپوز کر سکتے ہیں، کمپیوٹر کے ذریعے الیکٹرانک ذرائع ابلاغ کی بنیاد پڑی جس سے کتابوں کو چھاپنے کی بھی ضرورت باقی نہیں رہ گئی بلکہ براہ راست ایک کمپیوٹر سے دوسرے کمپیوٹر تک چاہے وہ ہزاروں کلومیٹر کی دوری پر ہی کیوں نہ ہو، علمی اور قلمی مواد کو ٹرانسفر کیا جاسکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اب ترقی معکوس کا سفر شروع ہوگیا ہے، یعنی اب لوگوں نے اسی لیے کتاب کو خریدنا اور رکھنا بلکہ چھاپنا بند نہیں تو کم ضرور کردیا ہے کیونکہ چھاپنے کی ضرورت باقی نہیں رہی، قارئین الیکٹرانک ذرائع کے ذریعے گھر بیٹھے کتاب اپنے کمپیوٹر کی سکرین پر پڑھ لے رہے ہیں، کمپیوٹر کے بعد موبائل نے رہی

سہی کسر پوری کر دی، اب موبائلوں میں کتابوں کی پی ڈی ایف فائلوں کے ذریعہ کتابوں کی کمر توڑ دی گئی ہے۔لیکن اس کا ایک مثبت پہلو یہ بھی ہے کہ علمی سرمایہ اور قلمی اثاثہ بڑی آسانی کے ساتھ محفوظ ہوتا جارہا ہے، آج ہر شخص کی جیب میں پوری ایک لائبریری موجود رہتی ہے اور وہ جب اور جس موضوع پر اور جس مصنف کی چاہے، اپنی فائل سے نکال کر اپنے موبائل کی اسکرین پر پڑھ لیتا ہے۔

افسوس یہ ہے کہ آسانی جس قدر بڑھتی جارہی ہے، جہالت اسی قدر عام ہوتی جارہی ہے، اب لوگ pdf فائل کو بھی اس امید پر اپنی میموری کارڈ یا ہارڈ ڈسک میں اسٹور کر لیتے ہیں کہ زندگی میں کبھی موقع ملے گا تو ضرور پڑھیں گے اور شاید یہ موقع کبھی نہیں آتا، آج کی مادہ پرست دنیا میں انسان اپنے آپ کو پرموٹ کرنے اور پنے کارناموں کو فروغ دینے کے لیے الیکٹرانک آلات کے ذرائع کا بے محابا استعمال کر رہا ہے، جدید ذرائع میں میں تصویر سازی اور متحرک حرکتوں کی عکس بندی یعنی ویڈیو کی ایجاد نے اور زیادہ قیامت برپا کر دی ہے، آج انسان جب اور جہاں اور جس وقت چاہے اپنی آواز اور اپنی نقل وحرکت کو اپنے موبائل سے ریکارڈ کر کے میڈیا کے حوالے کر دیتا ہے اور سوشل نیٹ ورکنگ سائٹس کے ذریعہ سیکنڈوں میں انسان کی آواز اور اس کی نقل وحرکت اور اس کا وہ عمل دنیا کے لاکھوں اسکرین پر ڈسپلے ہو جاتا ہے اور لوگ اس کی رائے یا پسند سے واقف ہو جاتے ہیں۔ یقیناً ان ذرائع ابلاغ سے دعوت و تبلیغ کی لامحدود راہیں واشگاف ہوئی ہیں، دیندار افراد اگر چاہیں تو راتوں رات عالمی اقوام کا قبلہ درست کر سکتے ہیں مگر افسوس کے ان ذرائع کا فائدہ قوم وملت کو کم سے کم پہنچ رہا ہے، لوگ ان ذرائع کا استعمال اپنے مفاد کے لیے تو کرتے ہیں مگر دین اور ملت کے بارے میں کم سے سوچتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اطلاعاتی انقلاب کے اس دور میں بھی جدید علمی لٹریچر کی اچھی خاصی کمی ہے، مذہبی موضوعات پر مواد تلاش کرنے میں ہمیں سخت ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، خصوصا تذکرہ نگاری یا سیرت نگاری اور تاریخ نویسی کے باب میں بے پناہ قحط الرجال اور قحط المواد کا سامنا کرنا پڑتا ہے، خاص کر جب ہم اولیاء اللہ، بزرگان دین اور صوفیائے اسلام اور ماضی کے داعیان اسلام اور مبلغین دین کی زندگی اور کارناموں کے بارے میں کچھ جاننا چاہتے ہیں تو کم سے کم مواد دستیاب ہے۔

اس کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں مگر اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے بزرگوں نے اپنے ذاتی کارناموں کو اپنی قربانیوں کو منظر عام پر لانا پسند نہیں فرمایا بلکہ وہ تو اسے چھپانے میں ہی عافیت سمجھتے تھے، ان کو اخفائے حال کا کا بڑا اہتمام ہوتا تھا۔ کہا گیا ہے کہ بزرگان دین اپنی کرامات کو اس طریقے سے چھپاتے ہیں جیسے ایک دوشیزہ اپنے ماہواری ایام کو چھپایا کرتی ہے، اسی لیے کہا گیا۔ الکرامات حیض الرجال کرامتیں اولیاء اللہ کی ماہواری ہیں جسے وہ ہر حال میں چھپانا چاہتے ہیں۔ درجنوں بلکہ سینکڑوں ایسے اولیاء اللہ ہیں جن کی زندگیاں کتابوں میں محفوظ نہیں ہیں اور جنھوں نے اپنے خدا سے راز داری کا وعدہ کر رکھا تھا لیکن اللہ تعالی نے اپنی حکمت ومشیت سے جب ان کے راز کو فاش کر دیا اور اس کو اس کا حق بھی ہے تو انھوں نے اپنے رب سے کہا کہ مولا تو نے میرا راز فاش کر دیا، اب تو مجھے اپنے پاس بلالے چنانچہ ان کے پاس اللہ کا بلاوا آ گیا اور وہ اپنے رب کے حضور میں حاضر ہو گئے۔

اللہ والے جو کچھ کرتے ہیں رضائے الٰہی کے لیے کرتے ہیں، اپنے مولا کی خوشنودی کا حصول ہی ان کی زندگی کا قبلہ اور مطمح نظر ہوتا ہے، وہ کب چاہیں گے کہ دنیا ان کے درمیان اور ان کے رب کے درمیان حائل ہو جائے؟ وہ تو دن کے اجالوں میں نہیں رات کی تاریکیوں میں مصلی پر کھڑے ہوکر کے اپنے رب کے حضور میں روتے اور گڑگڑاتے ہیں، آنکھوں سے آنسو بہاتے ہیں، زاروقطار روتے ہیں، اپنے گناہوں پر نادم ہوتے ہیں، اپنی بداعمالیوں پر شرمندہ ہوتے ہیں، اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، اپنی تقصیر پر نازاں نہیں نادم ہوتے ہیں، وہ تو یہ بھی نہیں پسند کرتے کہ لوگ انھیں اللہ کے خوف سے روتا ہوا دیکھیں یا اس کی عبادت وریاضت کرتے ہوئے ان کی شہرت ہو، دکھاوا اور ریاکاری سے ان کو نفرت ہوتی ہے، دیکھاوا ان کا دشمن جان ہوتا ہے، عبادت کی لذت اس وقت ان کے لیے زہر بن جاتی ہے جب کوئی ان کو اپنے مولا کو راضی کرتے ہوئے دیکھ لیتا ہے، اسی لیے کئی بزرگوں کے بارے میں پڑھا گیا کہ جب تک وہ تنہا رہے، قرآن کی

تلاوت کرتے رہے کہ جب کوئی ملاقاتی آ گیا تو باتوں میں مشغول ہو گئے اور قرآن کو چھپا دیا کہ کہیں لوگ ان کی عبادت وریاضت سے واقف نہ ہو جائیں اور ان کا اجر اور ثواب کم ہو جائے۔

ایسے اہل اللہ اور بے نفس بندوں سے یہ امید کرنا کہ موجودہ دور کے نفس پرست، خود پرست، ذات پرست، انا پرست، ظاہر پرست اور ریا پرست لوگوں کی طرح اپنے اعمال کی عکس بندی کریں گے، اسے فیس بک اور ٹوئٹر پر اپلوڈ کریں گے، اپنے سجدوں کی تصویر کشی کر کے اپنے سجدوں کو رسوائے زمانہ کریں گے، وہ لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے جو چند کلمات ارشاد فرمائیں گے اسے ریکارڈ کر کے اپنے اکاؤنٹ پر اپ لوڈ کریں گے یا دور جدید کے خود ساختہ مجددین اور بزبان خود اولیاء اللہ کی طرح اپنی کرامتوں کا اشتہار کریں گے، مریدین کے درمیان شیخی بگھاریں گے، ان سے ایسی توقع رکھنا فضول ہے۔

اس تمہید کے بعد قارئین اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ ماضی کے بزرگوں کے بارے میں ہمیں تاریخ کی جھروکوں سے کیوں کم سے کم مواد ملتا ہے، اگر یہ مان لیا جائے تو حضرت قطب المدار زندہ شاہ مدار کی زندگی 596 سال طویل تھی تو اندازہ لگا سکتے ہیں کیسی کیسی کرامتیں، کیسے کیسے مکاشفات اور دینی و دعوتی کارنامے، مناظرے اور مباحثے پیش آئے ہوں گے۔ روایت و درایت تاریخی صداقت کے جو پیمانے ہیں یا سیرت نگاری اور تذکرہ نویسی کے جو اصول و آداب ہیں، اس کی بات کی جائے تو ماضی کے بزرگوں کی سوانح حیات کا ذخیرہ کم سے کم ہوتا چلا جائے گا بالخصوص حضرت قطب المدار اس باب میں ایسے شخص قرار پائیں گے جن کے بارے میں مستند تاریخی تذکروں میں کم سے کم مواد ملتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کے مریدین کی تعداد، ان کے چلہ گاہوں کی تعداد، ان کے خلفا کی تعداد، ان کی کرامات کی تعداد اور ان کے طول حیات کے بارے میں بہت کچھ قطعیت کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا ہے لیکن جو کچھ بھی ہم تک پہنچا وہ بھی ان کو اور ان کی زندگی کو سمجھنے کے لیے کم نہیں ہے، اور نہ ہی کسی کے انکار سے ایسے بزرگوں کی عزت وعظمت پر کچھ فرق پڑتا ہے۔

بس ایمانداری شرط ہے اور ایک دوسرے کے احترام کی سخت ضرورت ہے جو افسوس کہ پچھلے سو سالوں میں کچھ ایسے سخت گیر، شدت پسندانہ افکار و نظریات دین اور شریعت کے نام پر اہل سنت وجماعت کی صوفیانہ اقدار و روایات میں درآئے جس سے ہمارا بہت کچھ فکری واعتقادی بلکہ ثقافتی ورثہ خطرات کی زد پر آ گیا ہے، اور یہ خطرہ دن بدن بڑھتا ہی جا رہا ہے، نئی نسل جو خانقاہی آداب سے مکمل طور پر یا بہت حد تک ناواقف ہے، سرکشی و نافرمانی اور بغاوت و تمرد اس کے خون میں شامل ہو گیا ہے اور جو بات بات میں نہ صرف سینہ بسینہ چلی آ رہی قابل قدر روایات اور معمولات و مراسم اور خانقاہی آثار و تبرکات کا انکار کرتی ہے، بلکہ بزرگوں کی کتابوں میں چلی آ رہی روایات واحادیث اور اقوال کو بھی ماننے سے صاف انکار کر دینے کی عادی ہوتی جا رہی ہے حالانکہ یہ وہ روایات واحادیث اور اقوال و آثار ہیں جن کے اعتبار وثقاہت کو اولیاء اللہ نے صرف اپنی ظاہری نگاہوں سے نہیں بلکہ کشف الہام کی قوتوں سے بھی سچ ثابت کیا ہے۔

حضرت قطب المدار کی زندگی اور ان کے احوال و کوائف دیگر اولیاء اللہ اور بزرگان دین کے احوال و کوائف سے بہت تک الگ اور ممتاز ہیں، ان کی زندگی کو سمجھنے کے لیے انسان کو سب سے پہلے اپنے آپ کو ادب کے دائرے میں ڈھالنا ہوگا، اس کے بعد صوفیا اور اہل اللہ سے نسبت اور تعلق قائم کرنا ہوگا، ان کے دور کے تقاضوں اور مطالبات کو سمجھنا ہوگا اور خاص کر ہندوستان میں رائج افکار و نظریات، مذہبی کشاکش، ذات پات کا فروغ، رنگ و نسل کے افتراق کو سمجھنا ہوگا، ہندوستان کی آب و ہوا میں مذہبی شدت پسندی اور مظاہر فطرت کی تعظیم وتوقیر عبادت کی حد تک شامل رہی ہے، یہی وجہ ہے ہندوستان کی اقوام میں آبادی سے زیادہ زیادہ خداوں کا تصور پایا جاتا ہے، ایک اندازے کے مطابق ایک زمانے میں 36 کروڑ خدا چند کروڑ انسانوں کے لیے پائے جاتے تھے۔ حضرت قطب المدار نے مختلف محاذوں پر عظیم الشان کارنامے انجام دیے، کلمہ لا الہ الا اللہ کا آوازہ ہندوستان اور بیرون ہند کے درجنوں ممالک تک پہنچایا، اپنے دور کے صنم کدوں میں میں لا الہ الا اللہ کی گونج پیدا کی، ہزاروں دلوں میں عشق رسول کا چراغ جلایا، لاکھوں بندگانِ خدا کو بتوں کی عبادت سے نکال کر کے خدائے واحد کی

عبادت کے کام میں لگا دیا، بڑے بڑے سناپاسیوں اور تانترکوں کو لمحوں میں قدموں میں جھکالیا ہے۔

سطور بالا میں جو طویل تمہیدی گفتگو کی گئی اس کا مدعا یہی ہے کہ ماضی کے بےنفس بزرگان دین اور اہل اللہ کی حیثیت اور عظمت صرف کتابوں کے بوسیدہ اوراق سے لگانے کی ہرگز غلطی نہ کی جائے، ورنہ وہ اگر چاہتے تو دنیا کو کتابوں سے بھر دیتے اور ایسا وہ بطور کرامت بھی کر سکتے تھے اور عالم اجنہ کو اپنا تابع فرمان کر کے بھی کر سکتے تھے مگر آج ایک مولوی برادری میں ہر ولی اور غوث وقطب کے مقام ومرتبہ کو کتاب اور قلم سے ناپنے کی عادی ہوگئی ہے جو ایک باغیانہ اور گستاخانہ عمل ہے، بزرگوں کی ساری توجہ عملی زندگی پر تھی، خلق خدا کی نفع رسانی ان کی اصلاح وخدمت پر تھی جو علمائے زمانہ میں یکسر مفقود ہے، آج کوئی بھی دینی یا دعوتی عمل بلا مادی لالچ کے کوئی ہرگز کرنے کو تیار نہیں۔ ایسے مادہ پرست لوگ سرکار قطب المدار یا سرکار سید مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی جیسی آفاقی ہستیوں کی قربانیوں اور ان کی اولوالعزمیوں کو کیا سمجھ سکتے ہیں۔

دور جدید میں اقربا پروری اور کنبہ پروری نیز مشربی تعصب کی جو وبا پھوٹی ہے اس نے بزرگوں اور اہل اللہ کو بھی خانوں میں تقسیم کر دیا ہے، اور تعلیم وتربیت، طلبہ کی افواج اور اساتذہ کا جتھا صرف اپنے مخصوص شجرہ کے بزرگوں کو پرموٹ کرنے کے کام پر لگا دیا گیا ہے، مدارس کے نصاب میں، درسگاہوں کے لکچر میں اور اہل قلم کی روشنائی میں یہ تنگ نظری اور تعصب پوری طرح رچ بس چکی ہے، اور معاملہ یہاں تک بڑھ گیا ہے کہ دوسرے گروہ کے بزرگوں اور اکابر کی پگڑیاں اچھالی جا رہی ہیں، ان کا مقام ومرتبہ طے کیا جا رہا ہے، ان کے کارناموں کا انکار کیا جا رہا ہے، ان سے سوال ہو رہا ہے کہ تمھارے بزرگوں کوئی کتاب لکھی ہو تو بتاؤ اور پیش کرو، اب سارا زور چشتی بزرگوں کی بنائی ہوئی قوم کے سرمائے کے بل پر کتابوں کی تصنیف پر زور دیا جا رہا ہے، اور باطن کا یہ حال ہے کہ تاریک سے تاریک تر ہے، نفس کی ظلمتوں میں گرفتار ہیں، بداعمالیوں میں گلے تک ڈوبے ہوئے ہیں، خوف خدا سے دل خالی ہے، آخرت کی یاد کبھی کبھی آتی ہے، مادیت ان کے کانوں کی لو تک پہنچ چکی ہے، ان کا نفس اتنا موٹا ہو چکا ہے کہ اب ان کے لسانی ظلم وتعدی کا نشانہ عام چشتی بزرگان دین ہی نہیں بلکہ شہنشاہ ہند، عطائے رسول، خواجگان ہند کا آقا کی ذات گرامی وقار بن رہی ہے، ان کا آستانہ بھی اب جدید مشربی تعصب کے نشانے پر آ گیا ہے فالی اللہ المشتکی۔

مجھے بڑی خوشی ہو رہی ہے کہ حضرت قطب المدار کی ذات پر صدیوں کی دہائی مکمل ہونے کے بعد ماہنامہ غوث العالم کے زیر اہتمام ان کی حیات وخدمات پر خصوصی شمارہ آ رہا ہے، جس کے لیے جہاں زندہ شاہ مدار کے کچھ جانباز مریدین ومتوسلین اور ان کی نسبت وارادت کی غلامی کا پٹہ اپنی گردن ڈالنے والے کچھ نامور اور غیرت مند علما اور باشعور اہل قلم قابل مبارک باد ہیں وہیں ماہنامہ کی نوجوان اہل فکر وقلم پر مشتمل متحرک وفعال مجلس ادارت اور تجربہ کار علما ومشائخ کی دعاؤں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے مجلس مشاورت کی رہ نمائی بھی قابل تحسین ہے۔ یہ ایک تاریخی اور فیصلہ کن موڑ ہے جس کے دوررس اثرات مرتب ہو ں گے، اور سلسلہ مداریہ کے خلاف جو سوسالہ پروپیگنڈہ کیا گیا ہے، اس کے اثرات بد سے بھی سلسلے کو آزادی ملے گی، ہاں مگر ذمہ داران سلسلہ کو بڑے ہوش وحواس اور ذہانت سے کام کرنے کی ضرورت ہے، ان کی چھوٹی سی غلطی گھات میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو کردارکشی کا موقع فراہم کر سکتی ہے۔ حضرت قطب المدار کی شخصیت بلا شبہہ تاریخی اور آفاقی شخصیت ہے، اسے افواہوں اور جھوٹے پروپیگنڈوں کے زور پر دبایا نہیں جا سکتا۔ حق غالب آ کر رہتا ہے اسے مغلوب نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ان کی شخصیت کو جدید پیمانوں پر ہرگز نہیں جانچی جا سکتی، وہ اپنے آپ میں ایک انجمن ہیں۔

بالخصوص سلسلہ عالیہ اشرفیہ نظامیہ چشتیہ سے سلسلہ مداریہ کا بڑا گہرا تعلق ہے، تاریخی لحاظ سے واقعات کی جزئیات وتفصیلات میں اختلاف ہوسکتا ہے، مگر سرکار مخدوم سمناں اور سرکار قطب المدار کی ملاقات ورفاقت وصحبت اور دونوں بزرگوں کا افادہ واستفادہ ثابت ہے، اس سے کسی مورخ نے انکار نہیں کیا ہے، دونوں میں روحانی اور ذہنی طور پر کئی مناسبتیں تھیں، دونوں ایک دوسرے کے فضل وکمال کے قائل بھی تھے۔ دونوں کا منہج عشق وتصوف یکساں تھا اور دونوں ہی مقام فنائیت پر فائز تھے، دونوں ہی سیاح عالم تھے۔

دونوں نے ہی سرزمین ہند کو ایمان کے اجالوں سے منور کیا ،دونوں ہی علوم ظاہری وباطنی کے کوہ ہمالہ تھے،دونوں ہی علوم ریمیا ،سیمیا،ہیمیا،اور کیمیا میں طاق تھے۔دونوں ایک دوسرے سے انتہائی الفت ومحبت رکھتے تھے،دونوں کا دل ایک دوسرے کے لیے صاف تھا ،کبھی دونوں نے کسی کی غیبت میں کوئی شکایت نہ کی ، وقت جدائی دونوں نے ایک دوسرے سے خرقہ محبت حاصل کیا۔حضرت قطب المدار کے ذہن ودماغ پرمخدوم پاک کے ترک سلطنت کا خاصہ اثر تھا۔

اس لیے آج اگر ماہنامہ غوث العالم کے ذریعے زندہ شاہ مدار کی خدمت میں تاریخی خراج عقیدت پیش کیا جارہا ہےتو یہ خود میرے لیے یہ ایک تاریخی لمحہ ہے، یقیناً اس عمل سے سرکار مخدوم سمناں رضی اللہ عنہ کو روحانی مسرت ہورہی ہوگی۔ میں مجلس ادارت اور مجلس مشاورت کے سبھی کارکنان خصوصا ماہنامہ کے مدیر کواس عظیم کام کی تکمیل پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔اوررب تعالی کی بارگاہ میں دعا گوہوں کہ اللہ تعالی اس خصوصی شمارہ کورسالہ کی ترقی اور سلسلہ مداریہ کی نیک نامی کا ذریعہ بنائے۔

❑❑❑

(بقیہ صفحہ ۱۳ر کا)

اگراہل سنت وجماعت میں اس اسی طرح کی کشادہ ظرفی اور سیر چشمی پیدا ہوجائے تو ملک وملت کا سارا مسئلہ حل ہو جائے، حضور اشرف ملت نے اپنے الطاف کریمانہ سے ایک راستہ قوم و ملت کو دکھا دیا ہے کہ وہ نفرت وتعصب اور امتیاز وافتراق کا راستہ ترک کر کے کس طرح حق و صداقت کا راستہ اختیار کرسکتے ہیں،دوسری تمام سنی صوفی خانقاہوں کی تعظیم وتوقیر کی جائے خواہ حجم کے لحاظ سے چھوٹی ہی کیوں نہ ہوں اور دوسرے بزرگوں کا بھی احترام کیا جائے،ان کے قد وقامت کو ناپنے کی جسارت نہ کی جائے،سب کا اپنا اپنا مقام ومرتبہ ہےاور سب کی اپنی اپنی خدمات ہیں۔یہی مخدوم سمناں کا اور حضرت قطب المدار کا پیغام ہے۔

❑❑❑

منقبت

بارگاہِ حضور سید نا مدار العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مولانا محمد جمیل احمد چشتی پھپھوند شریف ضلع اوریا

فلک پر جگمگائے گی مدار پاک کی چادر
فضا میں رنگ لائے گی مدار پاک کی چادر

چلے آئیں گے کھنچ کر سایۂ رحمت میں سب سے عاصی
کرشمہ یہ دکھائے گئے مدار پاک کی چادر

عقیدت سے اگر چوما تو دعویٰ ہے کہ میرا لوگو
کہ بینائی بڑھائے گی مدار پاک کی چادر

غلامان بدیع الدین کو جنت میں جانے دو
یہی مژدہ سنائے گی مدار پاک کی چادر

لحد کی ظلمتوں کا ڈر ختم نہیں ہے ناتواں دل کو
چراغ حق جلائے گی مدار پاک کی چادر

جمیل احمد نہ غم کر تو حساب روز محشر کا
سر محشر بچائے گی مدار پاک کی چادر

❑❑❑

قطب دکن سرکار میراں مکھا شاہ اولیائے مداری

مولانا برکت حسین مصباحی، پرنسپل جامعہ کاملیہ مفتاح العلوم، کوکھوئی بازار، مہراج گنج (یوپی)

ہندستان ایک ایسا وسیع عریض ملک ہےجو نہ صرف اپنی جغرافیائی حدود میں ممتاز ہے بلکہ اس کے طول وعرض میں رہنے بسنے والے خدام دین متین ومبلغان اسلام بھی اپنی حیثیت میں منفرد اور ممتاز ہیں۔

ہندستان کیا کابر اولیائے اللہ کی مقدس جماعت میں مثل آفتاب وماہتاب چمکتا ہوا ایک نام قطب دکن شیخ السلاطین حضرت میراں سید مکھا شاہ اولیائے داری رضی اللہ تعالی عنہ کا بھی ہے۔ آپ نجیب الطرفین یعنی حسنی اور حسینی سید ہیں آپ کا سلسلۂ نسب چوبیسویں پشت پر امام الاولیا امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ سے مل جاتا ہے۔

آپ کا مولد ومسکن تاشقند تھا خانقاہ مداریہ مکھا شاہیہ کے قلمی مخطوطات میں مرقوم ہے کہ سرکار مکھا شاہ اولیائے مداری رضی اللہ تعالی عنہ کو بچپن ہی سے یہ آواز سنائی دیتی تھی کہ ہندستان آجاؤ ہندستان آجاؤ۔

چنانچہ آپ نیا پنی عمر کے پندرہویں سال والدین کریمین کی اجازت حاصل کر کے سفر ہندوستان کیا اور جنگلوں بیابانوں سے گزرتے ہوئے بارگاہ سیدنا مدار العلمین رضی اللہ تعالی عنہ دار النور مکنپور شریف پہونچے۔ فیضان مداریت پناہ سے خوب فیضیاب ہوئے اور بارگاہ سیدنا مدار العلمین رضی اللہ تعالی عنہ سے حکم روحانی پا کر علاقۂ دکن کا سفر فرمایا اور اس علاقہ کے لوگوں میں دین اسلام کی خوب تبلیغ اور نشر واشاعت فرمائی۔ آپ کے تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے سرکار مدار پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی بارگاہ میں بہ طریقۂ باطنی عریضہ پیش کیا کہ سرکار آپ غلام کو اجازت عطا فرمائیں کہ میں ایک مرتبہ آپ نے وطن تاشقند چلا جاؤں۔

سرکار مدار پاک نیا جازت عطا فرمائی اور آپ جانب تاشقند روانہ ہوگئے چونکہ ان دنوں موسم حج بیت اللہ الحرام تھا، اس لیے سرکار میراں مکھا شاہ اولیائے مداری رضی اللہ تعالی عنہ بغرض حج مکۃ المکرّمہ چلے گئے اور دوران طواف آپ کی ملاقات شیخ العارفین حضرت مرتضی عشقی مداری رضی اللہ تعالی عنہ سے ہوگئی انھوں نے خود آگے بڑھ کر حضرت مکھا شاہ اولیا کو گلے لگالیا پیشانئ اقدس کو چوما اور وہیں صحن کعبہ میں سلسلۂ عالیہ مداریہ کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا: اس کے بعد آپ نے تمام ارکان حج ادا فرمائے اور اپنے وطن مالوف تاشقند کی جانب روانہ ہوگئے۔ دوران سفر فتح پور نامی ایک گاؤں س آپ کا گزر ہوا جو کہ اس علاقہ کے بادشاہ کی راجدھانی تھا۔

وہاں کا بادشاہ لاولد تھا کسی اللہ والے نے اس بادشاہ کی گزارش پر اولاد کی دعا تو فرمادی لیکن ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ تم اس بچے کو سنبھال نہیں پاؤ گے۔ بعد مدت ایام جب بادشاہ کے گھر بچہ کی ولادت تو ہوئی لیکن دوسرے نوزائیدہ بچوں کے بالمقابل اس کے احوال بالکل مختلف تھے، بڑا بارعب و پر جلال بچہ تھا بادشاہ کی اہلیہ یا اس کی خادمہ اگر بچہ کا لباس تبدیل کرنے کے لیے اس کا لباس نکالتی تو لباس تبدیل کرنے تک اس کی آنکھ کی روشنی غائب ہوجاتی تھی یعنی اس غیر معمولی بچہ کو برہنہ نہیں دیکھ سکتی تھی مسلسل اسی طرح ہوتا رہا بعد میں تبدیل لباس کا طریقہ بدل دیا گیا لیکن اس نومولود کی جلالی کیفیت روز بروز بڑھتی رہی بادشاہ نے مجبور ہوکر اس بچہ کو ایک تہہ خانہ میں بند کروا دیا، اس بچہ کا نام فتح اللہ تھا۔

ایک دن آپ تہہ خانہ سے باہر آگئے اور اسی راہ پر چل پڑے جس راستہ سے حضرت میراں مکھا شاہ اولیائے مداری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا رہے تھے۔ حضرت میراں دوران سفر راستہ میں ایک مقام پر بیٹھے ہوئے تھے کہ وہیں جناب فتح اللہ بادشاہ زادہ بھی پہنچ گئے اور سرکار میراں کی بارگاہ میں دوزانو باادب بیٹھ گئے کچھ دیر کے بعد سرکار مکھا شاہ

اولیا نے جب جناب فتح اللہ کی آنکھوں سے آنکھیں ملائیں تو بے ساختہ آپ کی زبان ولایت سے فتح اللہ نوری کا جملہ نکلا، آپ کی زبان فیض اثر سیان کے لیے لفظ نوری کا نکلنا تھا کہ ان کی تمام جلالی کیفیات ختم ہوگئیں اور سارا جلال رنگ جمال میں بدل گیا۔

سرکار مکھا شاہ اولیا جب چلنے لگے تو حضرت فتح اللہ نوری بھی دامن سے لپٹ گئے اور عرض کیا سرکار مجھ غلام کو بھی ساتھ لے لیں آپ نے ان کی گزارش قبول فرماتے ہوئے اپنے ہمراہ لے لیا اور اپنے مالوف تاشقند پہنچے۔ گھر پہنچ کر والدین کریمین کے قدوم کو بوسہ دیا، مشائخ سلسلۂ عالیہ مداریہ سے حاصل شدہ تمام نعمات کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی ہندستان واپسی کی اجازت بھی چاہی والدین کریمین نے پیشانی کو بوسہ دیا دعائیں اور واپس ہندستان جانے کی اجازت بھی مرحمت فرمادی۔

حضرت سیدنا میراں مکھا شاہ اولیائے مداری رضی اللہ تعالی مختلف دیار وامصار سے گزرتے ہوئے اور سرزمین ہند پر دوبارہ تشریف لائے اور موجودہ ہندستان کے صوبہ مہاراشٹر کے شہر کلیان سے متصل ایک پہاڑ پر قیام فرما حضور سیدنا حاجی عبدالرحمٰن ملنگ مداری رضی اللہ تعالی عنہ کی زیارت وصحبت سے مشرف ہوئے اور مختلف مقامات پر دعوت وتبلیغ دین فرماتے ہوئے اپنے مرشد اعلی سرکار سیدنا مدار العلمین رضی اللہ تعالی عنہ کے اشارہ باطنی پر شہر ناندیڑ پہنچے۔ اس وقت آپ کیساتھ چالیس افراد پر مشتمل آپ کے حلقہ بگوشوں کی ایک جماعت بھی تھی۔

آپ کے ناندیڑ پہنچنے کے بعد جب آپ کی آمد کی خبر وہاں کے راجہ نان دوّن کو ملی تو اس نے اپنے سپاہیوں کی زبانی یہ پیغام بھیجا کہ فقیر کو کہہ دو یہاں سے چلا جائے بصورت انکار جنگ کے لیے تیار رہے۔ راجہ کے سپاہیوں نے راجہ کی بات سرکار میراں کو پہنچا دی حضرت نے راجہ دون کا اعلان جنگ قبول کرتے ہوئے واپس جانے سے انکار فرمادیا۔

سرکار میراں مکھا شاہ اولیائے مداری نے شہر ناندیڑ کے اول شہید اسلام حضرت سرکار پیر برھان الدین شہید مداری رضی اللہ تعالی عنہ کے آستانۂ پاک سے جنگ کی ابتدا کی، واضح رہے کہ پیر برھان الدین شہید مداری شہنشاہ ہند غیاث الدین تغلق کی اس فوج کے سپہ سالار تھے جس فوج کو سلطان نے حضرت سیدنا خواجہ کامل داد مداری رضی اللہ تعالی عنہ کے حکم پر ناندیڑ کے مشرک راجہ راج نند کی سرکوبی کیلئے روانہ فرمایا تھا۔

اس جنگ میں بہ ظاہر مسلمانوں کو شکست ہوئی تھی لیکن شمع اسلام بہ ہر حال روشن ہو چکی تھی یہ زمانہ آٹھویں صدی ہجری کا تھا۔

آٹھویں صدی ہجری تا نوویں صدی ہجری اس علاقہ میں دین کا کام بالکل سست رفتاری سے سے چلتا رہا۔

نوویں صدی ہجری میں جب سرگروہ طبقات مکھا شاہی سرکار سیدنا میراں مکھا شاہ اولیا رضی اللہ تعالی عنہ ناندیڑ کی سرزمین پر تشریف لائے تو پھر اس علاقہ میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہوئی۔ آپ نے ساری زندگی اس علاقہ کو اپنی دینی خدمات سے سرفراز فرمایا آپ سے سلسلۂ عالیہ مداریہ کا ایک عظیم الشان گروہ بنام گروہ مکھا شاہی جاری ہوا جس نے پورے علاقہ دکن کو اسلام کی کرنوں سے خوب خوب منور کیا۔

سرکار مکھا شاہ اولیائے مداری رضی اللہ تعالی عنہ ساری حیات مبارکہ خدمت دین کا عظیم فریضہ انجام دیا آپ کی خدمات جلیلہ آج بھی مثل سورج چاند چمک رہی ہیں اور پورے علاقہ دکن کو چمکا رہی ہیں۔

۰۲/محرم الحرام سن ۱۰۰۱ھ میں آپ کا وصال پر ملال ہوا، آپ کا مزار مقدس شہر ناندیڑ کے محلّہ گاڑی پورہ میں مرجع خلائق اور فیض بخش عوام وخواص ہے۔

آپ کے احاطۂ آستانہ میں سرکار سیدنا مدار العلمین رضی اللہ تعالی عنہ کی چلہ گاہ بھی موجود ہے جہاں سرکار مدار پاک ساتویں صدی ہجری ہی میں اپنیا یک ہزار خدام وخلفا کے ساتھ پہنچ کر چلہ فرما چکے تھے۔

اسی آستانہ کے احاطہ آپ مزار مبارک کے مغربی سمت آپ کے اول جانشین اور خلیفہ حضرت شیخ فتح اللہ نوری مداری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی آخری آرامگاہ ہے۔

سرکار سیدنا میراں مکھا شاہ اولیائے مداری رضی اللہ تعالی عنہ کا عرس سراپا قدس ہر سال محرم الحرام کی ۸۱/۹۱/۰۲ تاریخوں میں اس وقت کے سجادہ نشین حضرت صوفی سید نصیر الدین المعروف بہ شمیم مکھا شاہی مدظلہ العالی اور ان کے فرزند سعید ولیعہد آستانہ جناب صوفی سید شہباز میاں مداری مکھا شاہی کی قیادت میں منعقد ہوتا ہے، ہزاروں عقیدت مند شریک بارگاہ ہوکر فیوض وبرکات مکھا شاہیہ سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

مدار کس کو کہتے ہیں

مولانا فرید احمد شکوھی مداری ناظم اعلی دارالعلوم حنفیہ مداریہ مدار چوک بھیڑی بریلی

حامل مقام صمدیت، واصل مقام محبوبیت، قطب الاقطاب، فرد الافراد، قطب الارشاد، قطب المدار حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار مدار العالمین الحسنی والحسینی الحلبی والمکنفوری رضی اللہ تعالی عنہ کی ذات بابرکات ولایت کے اس اعلی مقام پر فائز ہے، اہل تصوف نے جس کو منتہی ولایت کا نام دیا اور اس کی خوب وضاحت فرمائی ہے

جن مقامات عالیہ پر آپ فائز المرام ہیں، ان میں ایک مقام قطب المدار بھی ہے جو آپ کی ذات کے ساتھ ایسا موسوم ہے کہ جب کبھی قطب المدار کا تذکرہ ہوتا ہے تو تبادر ذہنی آپ کی ذات بابرکات کی جانب مرکوز ہو جاتا ہے۔ اہل تصوف نے بیان فرمایا ہے کہ مدار ولایت کا وہ منتہی مقام ہے جس پر فائز المرام شخص تمام اقطاب واوتاد اور نجبا ونقبا وکل اولیا اللہ کا سردار ہوتا ہے اس ضمن میں درج ذیل عبارات مع حوالہ جات کے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جارہی ہیں۔

حضرت علامہ غلام علی نقشبندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

''روزے در مجلس شریف مذکور اقطاب آمد حضرت ایشاں فرمودند کہ حق تعالی اجرائے کارخانۂ ہستی وتوابع ہستی قطب مدار را عطا می فرماید وہدایت وارشاد وراہنمائی گمراہاں بدست قطب ارشاد می سپارد بعد ازاں فرمودند حضرت بدیع الدین شیخ مدار قدس سرہ قطب مدار بودند وشان عظیم داشتند ایشاں دعائے کردہ بودند الہی مرا گرسنگی نہ شود ولباس من کہنہ نہ گردد ہم چناں شد کے بعد ازیں دعا بقیہ در تمام عمر طعامے نخورد ولباس ایشاں کہنہ نگشت ہموں یک لباس تا بہ ممات کفایت کرد''

ترجمہ: ایک دن مجلس شریف میں اقطاب کا ذکر آیا حضرت نے فرمایا کہ حق تعالی کارخانۂ ہستی وتوابع ہستی کا جاری کرنا قطب مدار کو عطا فرمایا ہے اور گمراہوں کی رہنمائی اور ہدایت وارشاد قطب ارشاد کو سپرد فرماتا ہے اس کے بعد فرمایا حضرت بدیع الدین شیخ مدار قدس سرہ قطب المدار تھے شان عظیم رکھتے تھے انہوں نے دعا فرمائی تھی کہ الٰہی مجھے بھوک نہ رہے اور میرا لباس پرانا نہ ہو ایسا ہی ہوا کہ اس دعا کے بعد بقیہ تمام عمر کوئی کھانا نہیں کھایا اور ان کا لباس پرانا نہ ہوا وہی ایک لباس آخری وقت تک کافی رہا۔ (درالمعارف ص148_147)

[حضرت سید محمد بن میر جعفر مکی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں۔

''قطب عالم یعنی قطب مدار متصرف بر جمیع اقالیم وبر جمیع اقطاب باشد واز عرش تا ثری متصرف بود'' (بحر المعانی ص92)

ترجمہ: قطب عالم یعنی قطب المدار تمام اقلیموں اور سارے اقطاب پر متصرف ہوتا ہے اور عرش سے تحت الثری تک متصرف ہوتا ہے۔

مزید ارشاد فرماتے ہیں:

''مراتب شاہدان لایزلی را گوش دار کہ شیخ داؤد قیصری قدس روحہ در بعض کتب آوردہ است کہ قطب عالم در ہر زمانہ وعصر یکے باشد ووجود جمیع موجودات از اہل دنیا وآخرت یعنی سفلی وعلوی بوجود قطب عالم قائم باشند وقطب عالم را فیض از حق تعالی بے واسطہ باشد وقطب عالم را قطب مدار نیز گویند یعنی مدار موجودات سفلی وعلوی از برکت وجود است''۔

ترجمہ: شاہدان لایزلی کے مراتب غور سے سن کہ شیخ داؤد قیصری قدس سرہ نے بعض کتابوں میں ذکر فرمایا ہے کہ قطب عالم ہر زمانے میں ایک ہوتا ہے اور اہل دنیا اور آخرت یعنی عالم سفلی وعلوی کے تمام موجودات کا وجود قطب عالم کے وجود سے قائم ہے اور قطب عالم کو فیض براہ راست حق تعالی سے حاصل ہوتا ہے اور قطب عالم کو قطب مدار بھی کہتے ہیں یعنی عالم سفلی وعلوی کے تمام موجودات کا وجود قطب عالم کے وجود کی برکت سے ہے۔ (بحر المعانی ص83)

حضرت سیدنا ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب برکاتی مارہروی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

ہر زمانہ میں ایک غوث ہوتا ہے کہ اس زمانے کے تمامی اولیاء کرام کا سرتاج و سردار ہوتا ہے اور اس کے زمانہ کا کوئی ولی اس کا مرتبہ نہیں پا سکتا، اسی کو قطب مدار بھی کہتے ہیں، اس لیے کہ تمام عالم کے کاروبار کا اسی پر دار و مدار ہوتا ہے اور تمام نظم و نسق اسی کے ہاتھوں نافذ ہوتا ہے اور نفاذ پاتا ہے۔ (شریعت و طریقت ص 115_114)

حضرت مولانا حافظ شاہ محمد علی انور قلندریؒ ارشاد فرماتے ہیں:

سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ اقطاب کے سولہ عالم ہیں اور ہر عالم ان میں سے اتنا بڑا ہے کہ جو اس عالم کے دنیا و آخرت دونوں کو محیط ہے مگر اس امر کو سوائے قطب کے اور کوئی نہیں جانتا۔ (در المنظم فی مناقب غوث اعظم ص 58)

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا خضر علیہ السلام نے فرمایا ''جعلنا اللہ تعالی معیناً للقطب المدار من اولیاء اللہ تعالی الذی جعلہ اللہ تعالی مدار اللعالم وجعل بقاء العالم ببرکتہ وجودہ وافاضتہ''

ترجمہ: یعنی اللہ تعالی نے ہمیں اور الیاس علیہ السلام کو قطب المدار کا معین بنایا جو اللہ تعالی کا ایسا ولی ہے جس کو اللہ تعالی نے عالم کیلئے مدار بنایا اور عالم کی بقاء اس کے وجود اور اس کے فیض کی برکت سے رکھی۔ (الحدیقۃ الندیہ فی شرح طریقۃ نقشبندیہ ص 27)

حضرت قدوۃ الکبری شیخ محی الدین اکبر رضی اللہ تعالی عنہ تحریر فرماتے ہیں

قطب المدار سے اعلی مرتبہ سوائے نبوت تامہ کے اور کوئی نہیں ہے قطب المدار صدیقوں کا سردار ہوتا ہے۔ (فتوحات مکیہ ص 50)

صاحب در المنظم فی مناقب غوث اعظم صفحہ نمبر 54 پر تحریر فرماتے ہیں:

جب اللہ تبارک وتعالی اپنے کسی بندے کو مرتبۂ قطب المدار سے سرفراز فرماتا ہے تو اس کے لیے عالم مثال میں ایک تخت بچھایا جاتا ہے اس پر اس کو بٹھا دیا جاتا ہے، اس کا طلبگار تمام عالم ہے پھر اس کے لیے حلے ظاہر ہوتے ہیں، یہ سب قطب المدار کو پہنا کر تاج کرامت دیا جاتا ہے، اس وقت اس کی حالت خلیفہ کی ہوتی ہے، پھر اللہ تعالی فرماتا ہے تمام عالم کو کہ اس سے بیعت کرے اس شرط پر کہ ہر شخص اس کی اطاعت کرے سارا عالم اس کی بیعت میں داخل ہوتا ہے اور تمام ملائکہ آ کر بیعت ہوتے ہیں اور اس سے علم الہی کے متعلق کوئی مسئلہ ضرور پوچھتے ہیں اور وہ مرتبہ کی حیثیت سے ارشاد فرماتا ہے۔

حضرت مولانا ضیاء علی اشرفی چشتی قادری امروہوی سرکار سید بدیع الدین قطب المدار کے تعلق سے یوں رقمطراز ہیں

سید بدیع الدین نام تھا۔ اور ابوتراب کنیت۔ قطب المدار کا بلند و بالا مقام باری تعالی نے ودیعت فرمایا تھا مدار العالمین کا خطاب بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے عطا ہوا تھا (مردان خدا ص 417۔418)

حضرت مولانا مولوی محمد ریاست علی قدوائی مجددی قادری حضرت شیخ سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام الاولیاء سیدنا شیر خدا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے ارشاد فرمایا جو آپ کی خدمت میں موجود ہے یہ جوان صالح تمھاری اولاد سے ہے، یہ سعید ازلی ہے اور مقبول بارگاہ ایزدی ہوگا اللہ تعالی نے روز میثاق ہی سے اس کو مقام صمدیت اور محبوبیت عطا فرما کر مدار العلمین کیا ہے۔ (انیس الابرار فی حیاۃ قطب المدار ص 31)

حضرت مولانا مولوی شاہ ظہیر احمد قادری چشتی سہسوانی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

جس وقت کہ (حضرت مدار پاک) قبۂ انور پر پہنچے مرقد مقدس سے آواز آنے لگی السلام علیک یا بنی اہلا وسہلا ومرحبا آپنے مرقد مقدس کو بوسہ دیا اور مزار فائض الانوار کے پائیں سے آنکھیں ملیں اور سات مرتبہ طواف کر کے درود خوانی میں مشغول ہوئے اسی شب کو عالم روحانی میں حضرت خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ یہ جوان تمھاری نسل سے سعید ازلی ہے اللہ تعالی نے روز میثاق سے ہی اس کو مقام صمدیت ومحبوبیت عطا فرما کر مدار العلمین کیا ہے۔ (سیر المدار ص 41)

جناب مولانا مولوی حکیم فرید احمد صاحب عباسی نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

قطب مدار بر قلب حضور پورنور احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم می باشد قطب مدار تمام غوث واقطاب کا سردار ہوتا ہے اور حضرت خاتم النبین علیہ التحیۃ والثنا کی اس عالم میں ایک زندہ مثال ہوتا ہے، قطب

مدار وہ ہوتا ہے جس کو علم باری عزاسمہٗ اور صفات باری تعالی سے پورا پورا حصہ ملتا ہے اور یہی اپنے زمانے میں بواسطہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم مظہر اتم ہوتا ہے اور انسان کامل ہوتا ہے اور تمام اشیاء کی اصل ہوتا ہے، سب اس کے تابع فرمان ہوتے ہیں یہی فرد الافراد کے نام سے پکارا جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بلا واسطہ فیض حاصل کرتا ہے اور جو احکام اس علام کے انتظام کے لیے دربار نبوی سے صادر ہوتے ہیں، ان کو اپنے ماتحت اغواث واقطاب ونجبا ونقبا وابدال کو درجہ بدرجہ پہنچاتا ہے اور یہ حضرات درجہ بدرجہ جو واقعات ہوتے ہیں قطب مدار کے سامنے پیش کرتے ہیں اور قطب مدار دربار نبوی میں پہنچاتا ہے حضرت سید بدیع الدین رحمتہ اللہ علیہ کو دربار خداوندی سے یہی مرتبہ قطب مدار کا حاصل ہوا تھا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء (مدار اعظم مطبوعہ 1333ھ ص54)

حضور مدارالعالمین کے مقام ومنصب پر یہ چند حوالے جات ہدیۂ قارئین کئے تاکہ اس عظیم اور بے مثال شخصیت کی ذات سے لوگ متعارف ہوسکیں۔ وماتوفیقی الا باللہ.

❑❑❑

اعلان عام برائے مریدین ومتوسلین اور خلفا وعلمائے اہل سنت

من جانب : حضور شیخ الھند سرکار سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتھم

ہر طرح کی دینی آفات وبلیات اور آسیبی خلل کے شکار مریض، دعائے حیدری کی تلاش میں دربدر بھٹکنے والے عاملین علما ومشائخ، مخدوم پاک کے دربار میں چلہ کشی کے خواہش مند، حاضرات کے عاملین اور سلسلہ عالیہ اشرفیہ کے نقوش وتعویذات اور اوراد ووظائف کی اجازات کے طلب گار اور سلسلہ کے بزرگوں سے سینہ بہ سینہ چلی آرہی تبرکات وآثار اور دیگر حیرت انگیز روحانی تجربات کے قدرداں حضرات اور اپنے دل کی بات یا کوئی درد وغم کسی اللہ والے سے کہنے کے خواہش مند حضرات، ماہر روحانیات وعملیات، سلسلہ عالیہ اشرفیہ کے اسرار ورموز کے حامل وامین، نبیرہ سرکار کلاں، یادگار شیخ اعظم، شیخ الہند حضرت اقدس، پیر طریقت علامہ ومولانا پیر شاہ سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھوی، دامت برکاتہم النورانیہ کی باوقار ذات، اور لاثانی مرشد سے ابھی رابطہ کریں۔

حضرت کی رحم دل اور دردمند ذات نے طے کیا ہے کہ تاریخ اسلام کے عظیم صوفی وقائد اور روحانی پیشوا، القدوۃ الکبریٰ، غوث العالم، محبوب یزدانی، اوحدالدین، السلطان السید الشریف الصوفی الشاہ اشرف جہانگیر السمنانی السامانی النوربخشی الحسنی الحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن ابوالسلاطین ابراہیم السامانی النوربخشی الحسنی الحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کچھوچھہ مقدسہ) کے فیوض وبرکات کو تقسیم کرنے اور خلق خدا کی حاجت روائی کرنے کے لیے ان شاء اللہ تعالیٰ یکم محرم الحرام سے تا اختتام عرس مخدومی کچھوچھہ مقدسہ میں قیام فرمائیں گے۔ اس دوران ہر طرح کا دعوتی وتبلیغی دورہ اور دینی ودنیاوی سفر منسوخ رہے گا، مریدین اور محبین ہرگز اس دوران سفر کے لیے اصرار نہ کریں۔ یہ وقت سرکار مخدوم پاک کے نام وقف ہے۔ کیونکہ سرکار مخدوم پاک کی زندگی کا سب سے بڑا مشن خدمت خلق ہی ہے۔ سرکار مخدوم پاک نے ساری قربانیاں مخلوق خدا کی حاجت روائی ہی کے لیے برداشت فرمائی تھیں۔

جملہ مریدین ومتوسلین اور عقیدت مندوں اور حضرات علما ومشائخ اور اہل اللہ وصوفیائے کرام وسجادہ نشینان وخدام بارگاہان کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ پورے ماہ محرم الحرام میں حضرت سے خانقاہ شیخ اعظم کچھوچھہ مقدسہ ہی میں ملاقات کریں اور حاجات پیش کریں۔

اور تشریف لانے سے پہلے برائے کرم ہر حال میں درج ذیل پتے یا نمبرات پر رابطہ کرلیں اور خادم خانقاہ کو اپنی آمد کی اطلاع ضرور دیں۔

محمد احسان اللہ، خانقاہ عالیہ اشرفیہ شیخ اعظم سرکار کلاں، کچھوچھہ مقدسہ

موبائل۔ 9936459242

حضرت زندہ شاہ مدار، مختصر سراپا

عالمہ قاریہ سیدہ مومنہ علوی المداری، استاذ دارالعلوم اسلامیہ علویہ گلشن فاطمہ، دائرۃ الاشراف جھہراؤں شریف سدھارتھنگر (یوپی)

اللہ رب العزت جل مجدہ الکرم کی یہ سنت کریمہ ہے کہ انسانوں کی ہدایت فلاح و بہبود آخرت کے لیے ہر دور ہر صدی میں اپنے کسی ولی اور مقرب بارگاہ کو پیدا فرماتا ہے اور خلق کثیر کو اس کے فیوض وبرکات اور مساعی جمیلہ سے رشد وہدایت اور صراط مستقیم کی عظیم نعمت سے سرفراز کرتا ہے۔ اللہ رب العزت کے مقربین بارگاہ کی مقدس جماعت میں ایک عظیم شخصیت اور ہستی سرکار سرکاراں غوث الاغواث، قطب الاقطاب، فردالافراد، شہنشاہ اولیائے کبار حضور سیدنا ومرشدنا سید بدیع الدین احمد علی حلبی شامی مکن پوری رضی اللہ تعلیٰ عنہ کی بھی ہے۔

آپ نے تقریباً پوری دنیا میں اعلاء کلمۃ الحق کے لیے تبلیغی دورہ فرمایا۔ آپ ہی کی وہ مقدس ذات ہے جسے صوفیائے کرام کی مقدس جماعت میں سب سے پہلے ۱۸۲ھ میں ہندستان کی سرزمیں پر دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کا شرف حاصل ہے۔ آپ کی حیات طیبہ کا مختصر اجمالی خاکہ آپ کے سامنے ہے ملاحظہ فرمائیں۔

آپ کا نام بدیع الدین احمد ہے، آپ کے والد ماجد سید قاضی قدوت الدین علی حلبی اور والدہ ماجدہ حضرت بی بی فاطمہ ثانیہ زاہدہ ہیں۔ آپ یکم شوال المکرّم ۲۶۲ھ کو حضرت علی حلبی کی دولتکدہ علم وعرفان میں پیدا ہوئے، آپ نجیب الطرفین سید ہیں، آپ نے بہت قلیل عرصہ میں حضرت علامہ حذیفہ شامی مرعشی علیہ الرحمہ سے علوم دینیہ اسلامیہ میں ید طولیٰ اور مہارت تامہ حاصل کرلیا۔ ۲۹۵ھ میں بیت المقدس کے صحن میں بیٹھ کر سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی طیفور شامی سے شرف بیعت حاصل کی اور اجازت وخلافت کی نعمت عظمیٰ سے سرفراز ہوئے۔

اللہ رب العزت نے آپ کو ۵۹۶ سال کی عمر طویل عطا فرمائی جس کا ایک ایک لمحہ آپ نے خدمت دین متین میں صرف فرمایا اور کلمۂ وحدہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کو پوری دنیا میں عام کرنے کی سعادت عظیم سے سرفرازی حاصل کی آپ کے ذریعہ لاکھوں گم گشتگان راہ کو ایمان واسلام کی دولت عظمیٰ نصیب ہوئی، آپ نے سات حج ادا کیے آخری حج کے موقعہ پر غوث العالم حضرت سیدنا سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالی عنہ کو خرقۂ محبت بھی عطا فرمایا۔ بعض ثقہ روایات میں ہے کہ دونوں بزرگوں نے ایک دوسرے کو خرقہ محبت عطا فرمایا، جیسا کہ دستور صوفیا ہے۔

حضرت سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کے پیدائش کی بشارت آپ کے والد ماجد حضرت سالار ساہو علیہ الرحمہ کو حضرت سرکار مدار پاک ہی نے دی۔ رسالہ الیاس کے مطابق سرکار مدار اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوری دنیا میں تقریباً ایک لاکھ سے زائد خلفائے باوقار ہیں جن میں سے ہر ایک ولایت کے مناصب میں اعلیٰ منصب پر فائز ہے۔ مثال کے طور پر حضرت سید ابومحمد ارغون مداری، حضرت سید ابوتراب فنصور مداری، حضرت سید ابوالحسن طیفور مداری، حضرت سید جمال الدین جان من جنتی مداری ہلسہ شریف بہار، حضرت سید احمد بادیہ پا مداری مئو، حضرت مولانا حسام الدین سلامتی مداری مانک پوری، حضرت بابا حاجی عبدالرحمن ملنگ مداری کلیان بمبئی، حضرت قاضی شہاب الدین مداری، دولت آبادی، حضرت قاضی مطہر مداری، ماورائالنہری ماورشریف، حضرت پیر سید نصیرالدین مداری مداریہ پہاڑ مہلواری تربینی نیپال، حضرت سرکار سید یٰسین شاہ مداری بڑیا تکیوا ضلع بستی یوپی وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین۔

آج دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جس میں حضور مدار پاک کا کوئی خلیفہ اپنے مرقد انور سے انسانوں کی رشد وھدایت کا باعث نہ ہو، آپ ہی کے سلسلۂ مقدسہ اور سرزمین مکنپور شریف سے تعلق رکھنے والے، ماضی قریب کے ایک عظیم الشان صاحب کرامات بزرگ روحانیت کے

علمبردار غوث زماں امیر الاولیا حضرت سیدی سرکار سید منظر علی جعفری مداری مکنپوری رحمت اللہ علیہ ہیں جن کی پوری حیات طیبہ خدمت دین متین سے تعبیر ہے حضور سیدی امیر الاولیا علیہ الرحمہ کا تصرف باطنی ہے کہ آپ کے معتقدین ومتوسلین خلفا ومریدین اپنے شیخ کریم اور مرشد اعلی سرکار سیدنا مدار العلمین رضی اللہ تعالی عنہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آج پور برصغیر میں خدمت دین متین واشاعت سنیت ومداریت کا فریضہ باحسن وجوہ انجام دیرہے ہیں اوران شاءاللہ تعالی دیتے رہیں گے۔

سرکار امیر الاولیائے مداری علیہ الرحمہ کا فیضان وکرم آپ اور آپ کے مقدس خانوادہ سے وابستہ حضرات پر باران رحمت کی حسین بوندوں کی طرح صبح آج بھی برس رہاہے اوران شاءاللہ قیامت تک برستا رہیگا۔

پوری دنیا میں اسلام کی عظمت واقتدار کے عظیم علمبردار حضور سیدنا مدار اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی حیات طیبہ کے آخری ایام تبلیغ دین واشاعت اسلام میں صرف فرما کر صوبۂ یوپی کے مردم خیز قصبہ دارالنور مکنپور شریف میں ۱۷ جمادی الاولیٰ ۸۳۸ھ کو اس دار فانی سے کوچ فرما کر اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کو رجال الغیب نے غسل وکفن دیا اور آپ کی نماز جنازہ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے مرید وخلیفہ مولانا حسام الدین سلامتی جونپوری رحمت اللہ علیہ نے پڑھائی۔آپ کا مادہ ولادت صاحب عالم اور مادہ وفات ساکن بہشت ہے۔

ہر سال ۱۵/۱۶/۱۷ جمادی الاول کو مکنپور شریف میں نہایت تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوتا ہے۔

مکنپور شریف سالانہ عرس مبارک میں ملک و بیرون ملک کے لاکھوں زائرین حاضر ہوکر سرکار مدار اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے فیوض و برکات سے اپنے دامن مراد کو بھرتے ہیں۔

اور آج بھی اس مقدس آستانہ سے کرامتوں کا ایسا ظہور ہوتا ہے جیسے ساون بھادوں کی بارش۔

اللہ رب کریم ہم تمام غلامان سرکار مدار پاک کو علم وعمل استقامت فی الدین عطاء فرمائے اور حضور سیدنا مدار العالمین رضی اللہ تعالی عنہ کے فیوض وبرکات سے مالامال فرمائے۔آمین

❑❑❑

منقبت شریف

بارگاہ حضور سیدنا مدار العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مولانا محمد جمیل احمد چشتی پھپھوند شریف ضلع اوریا

فلک پر جگمگائے گی مدار پاک کی چادر
فضا میں رنگ لائے گی مدار پاک کی چادر

چلے آئیں گے کھنچ کر سایۂ رحمت میں سب سے عاصی
کرشمہ یہ دکھائے گئے مدار پاک کی چادر

عقیدت سے اگر چوما تو دعویٰ ہے کہ میرا لوگو
کہ بینائی بڑھائے گی مدار پاک کی چادر

غلامان بدیع الدین کو جنت میں جانے دو
یہی مژدہ سنائے گی مدار پاک کی چادر

لحد کی ظلمتوں کا ڈر ختم نہیں ہے ناتواں دل کو
چراغ حق جلائے گی مدار پاک کی چادر

جمیل احمد نہ غم کر تو حساب روز محشر کا
سر محشر بچائے گی مدار پاک کی چادر

❑❑❑

پیغام مسرت

ڈاکٹر محمد معراج الحق بغدادی، شیخ الادب دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی بستی یوپی

حضور قطب المدار سیدنا وسندنا شیخ بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس اللہ سرہ متولد 242 ہجری متوفی 838 ہجری منبع فیوض و برکات صاحب معرفت وطریقت شخصیت تھی آپ کی دعوت وتبلیغ رشد وہدایت کے نتیجہ میں بے شمار گمگشتگان راہ ہدایت حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور ایک معتد بہ تعداد تزکیہ نفس اور احسان وسلوک کے منازل طے کر کے تصوف کے اعلی مراتب پر فائز ہوئی آپ کے مریدین ومسترشدین ہند اور بیرون ہند میں آپ کے دعوتی وتبلیغی مشن کو عام کرنے میں کلیدی رول ادا کیا ہے۔ ملک عزیز میں رشد و ہدایت احسان وسلوک اور سلاسل تصوف کے نشر و اشاعت کے باب میں جن خانقاہوں کے تذکرے زبان زد خاص و عام ہیں ان میں سلسلہ بدیعیہ مداریہ کا ذکر جمیل بھی ملتا ہے تاریخی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ حضور قطب المدار سیدنا بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار علیہ الرحمۃ اور آپ سے فیض یافتہ علما و خواص کے نورانی قافلہ نے دین اسلام کے پیغام کو عام کرنے میں جہد مسلسل اور سعی پیہم کا مظاہرہ کرتے ہوئے توحید الٰہی کی دعوت کے ہمراہ ملت کی شیرازہ بندی کے باب میں بھی عظیم کارہائے نمایاں انجام دیا ہے۔

ماہنامہ غوث العالم کے بالغ نظر ذمہ داران حضور قطب المدار اور سلسلہ بدیعیہ مداریہ کی گراں قدر خدمات پر مشتمل وقیع نمبر شائع کر رہے ہیں اور اس طرح وہ عظیم مربی اور مرشد کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کی شاندار پہل کر رہے ہیں جس کے لیے وہ قابل مبارکباد ہیں اور آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ کے روح رواں مفکر اہل سنت حضور اشرف ملت کی سرپرستی میں ماہنامہ غوث العالم کا قطب المدار نمبر شائع کیا جانا فال نیک تصور کیا جارہا ہے جس میں جماعت اہل سنت کے نامور اہل قلم اور علماء ومفکرین کی نگارشات مقالے اور تاثرات غوث العالم کے صفحات کی زینت بن رہے ہیں اور قطب المدار کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ یہ خوبصورت پیش رفت اس بات کی غماز ہے کہ جماعت اہل سنت کی صفوں میں باہمی چپقلش اور رنجش کی جگہ اب اتحاد و اتفاق اسلامی اخوت وعفو ودرگذر نے لے لیا ہے، تسامح ومواخات کا موسم بہار آ چکا ہے اور تعصب وتنگ نظری کی برف پگھلنے ہی والی ہے، نیز الفت ومحبت کی خوش گوار ہواؤں کے جھونکے ہم اہل سنت و جماعت کو تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم کا پیغام دے رہے ہیں۔ دعاء ہے کہ رب ذوی الجلال ہم تمام مسلمانوں کو حضور مدار پاک کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے اور اختلاف وانتشار کو ہوا دینے کے بجائے اتحاد واتفاق کی دعوت کو عام کرنے والا بنائے آمین ثم آمین۔

ہمارے نمائندے

(۱) مولانا حافظ ابو الفتح اشرفی	ہنومان گڑھ، راجستھان	8278622524
(۲) ڈاکٹر شہباز چشتی مصباحی	باگ ڈوگرا، مغربی بنگال	9064502370
(۲) مولانا عرفان اشرفی	خطیب وامام غوثیہ مسجد ڈالی گنج لکھنؤ۔	9889283786
(۳) الحاج آل رسول احمد	آفس انچارج AIUMB لکھنؤ۔	7905673203
(۴) مولانا عظیم اشرفی	صدر مدرس مدرسہ مختار العلوم، ٹانڈہ ضلع امبیڈکر نگر (یوپی)	9997555583
(۵) فہد شاہ اشرفی	ضلع صدر AIUMB یوتھ ونگ، سنبھل (یوپی)	9756247723
(۶) قاری عتیق الرحمان اشرفی	مدرسہ اہلسنت نور العلوم سیفنی رامپور یوپی	9412871884
(۷) ڈاکٹر پرویز ہاشمی	برہمپورا ضلع مظفر پور (بہار)	9199417768
(۸) قاری محمد عاصم صابری	امام نورانی مسجد نئی بستی، پیران کلیر شریف (اتراکھنڈ)	9410107018
(۹) شیر خان اشرفی	اپوزٹ بلال مسجد شیوری، کراس روڈ، ممبئی	8451011982
(۱۰) ماسٹر شمیم احمد اشرفی	خادم خانقاہ اشرفیہ شیخ اعظم سرکارکلاں کچھوچھہ شریف	8009307035
(۱۱) مولانا برکت حسین مصباحی	پرنسپل جامعہ کاملیہ مفتاح العلوم، کلہی بازار، ضلع مہراج گنج (یوپی)	9936111216
(۱۲) محمد اشرف اشرفی	دیپا سرائے سنبھل ضلع سنبھل یوپی	9761696207
(۱۳) مولانا عبد القادر اشرفی	مدرسہ جامعۃ النور الاسلامیہ جگدیش پور امیٹھی	9758693784
(۱۴) اظہر خان محمد	کراچی پاکستان	+92-3343017861
(۱۵) علامہ جنید احمد خان اشرفی	ماریشش (ساؤتھ افریقہ)	+23052578655

مضمون نگار حضرات متوجہ ہوں!

نوٹ: اپنی نگارشات ۱۰ ر تاریخ سے پہلے روانہ کریں ورنہ مضامین پر غور کرنا مشکل ہوگا۔ مضمون کمپوز کر کے ہی ای میل کریں۔
ماہنامہ غوث العالم کے حوالے سے قلمی وفکری مشاورت، جدید عنوانات کے انتخاب اور مضامین کی ترسیل کے سلسلے میں رابطہ قائم کریں۔

ایڈیٹر ماہنامہ غوث العالم

۲۰ جوہری فارم گلی نمبر ا، جامعہ نگر نئی دہلی۔۲۵ Mob: 8585962791
Mob. & whatsApp: 9457039194 Email: ghausulalamdelhi@gmail.com

اعلان عام برائے مریدین ومتوسلین اورخلفا وعلمائے اہل سنت

ہرطرح کی دینی آفات وبلیات اورآسیبی خلل کے شکارمریض، دعائے حیدری کی تلاش میں دربدربھٹکنے والے عاملین علماومشائخ، مخدوم پاک کے دربارمیں چلہ کشی کے خواہش مند، حاضرات کے عاملین اورسلسلہ عالیہ اشرفیہ کےنقوش وتعویذات اوراورادووظائف کی اجازات کےطلب گار اورسلسلہ کے بزرگوں سے سینہ بہ سینہ چلی آرہی تبرکات وآثاراوردیگرحیرت انگیز روحانی تجربات کے قدرداں حضرات اوراپنے دل کی بات یا کوئی دردوغم کسی اللہ والے سے کہنے کے خواہش مندحضرات، ماہرروحانیات وعملیات ،سلسلہ عالیہ اشرفیہ کے اسرارورموز کے حامل وامین، نبیرہ سرکار کلاں، یادگارشیخ اعظم، شیخ الہندحضرت اقدس، پیرطریقت علامہ ومولانا پیرشاہ سیدمحمداشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھوی، دامت برکاتہم النورانیہ کی باوقارذات، اورلاثانی مرشد سے ابھی رابطہ کریں۔

حضرت کی رحم دل اوردردمندذات نے طے کیاہے کہ تاریخ اسلام کےعظیم صوفی وقائداورروحانی پیشوا، القدوۃ الکبرٰی، غوث العالم، محبوب یزدانی، اوحدالدین، السلطان السیدالشریف الصوفی الشاہ اشرف جہانگیرالسمنانی السامانی النوربخشی الحسنی الحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن ابوالسلاطین ابراہیم السامانی النوربخشی الحسنی الحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ(کچھوچھہ مقدسہ) کے فیوض وبرکات کوتقسیم کرنے اورخلق خداکی حاجت روائی کرنے کے لیےان شاءاللہ تعالیٰ یکم محرم الحرام سے تااختتام عرس مخدومی کچھوچھہ مقدسہ میں قیام فرمائیں گے۔اس دوران ہرطرح کادعوتی وتبلیغی دورہ اوردینی ودنیاوی سفرمنسوخ رہے گا، مریدین اورمحبین ہرگزاس دوران سفر کے لیے اصرارنہ کریں۔ یہ وقت سرکارمخدوم پاک کے نام وقف ہے۔کیونکہ سرکار مخدوم پاک کی زندگی کا سب سے بڑامشن خدمت خلق ہی ہے۔سرکارمخدوم پاک نے ساری قربانیاں مخلوق خداکی حاجت روائی ہی کے لیے برداشت فرمائی تھیں۔

جملہ مریدین ومتوسلین اورعقیدت مندوں اورحضرات علماومشائخ اوراہل اللہ وصوفیائے کرام وسجادہ نشینان وخدام بارگاہان کواطلاع دی جاتی ہے کہ وہ پورے ماہ محرم الحرام میں حضرت سے خانقاہ شیخ اعظم کچھوچھہ مقدسہ ہی میں ملاقات کریں اورحاجات پیش کریں۔
اورتشریف لانے سے پہلے برائے کرم ہرحال میں درج ذیل پتے یانمبرات پررابطہ کرلیں اورخادم خانقاہ کواپنی آمدکی اطلاع ضروردیں۔

محمداحسان اللہ، محمدشمیم احمداشرفی
خانقاہ عالیہ اشرفیہ شیخ اعظم سرکارکلاں، کچھوچھہ مقدسہ

موبائل۔9936459242,8009307035

مخلصانہ گذارش

قوم وملت کی فلاح وبہبود کے لیےاپنی آوازکومضبوط بنائیں اور ماہنامہ غوث العالم کی سالانہ اورلائف ٹائم ممبرشپ اختیارکریں۔ اپنی تجارت کوفروغ دینے کے لیے ماہنامہ غوث العالم کے صفحات میں اپنے اشتہارات عطافرمائیں۔

آپ کی خیرخواہ مجلس ادارت

Contact us:
For Advertisment in Monthly Ghausul Alam to permote your bussines and to strengthen your voice

Account Holder Name: Mubeen Ashraf
Bank Acc. No. 09490100005227
IFSC Coce: BARB0SAIFNI
BANK OF BARODA